اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

دمع ذروف

در

ترجمہ لہوف

عالیجناب تقدس انتساب فضائل و فواضل مآب مولانا و مقتدانا عمدۃ الحاج المولوی السید محمد حسین صاحب قبلہ نوگانوی پیشنماز ریاست جانسٹھ ضلع مظفر نگر

حسب فرمائش

عالیجناب فخر الحاج والزوار حاجی خواجہ شریف حسین صاحب کربلائی و مشہدی

ملنے کا پتہ

منیجر کاظم بک ڈپو گندہ نالہ گلی باغ بگھاری دھلی

تعداد ۱۰۰۰ | مطبوعہ مجیدی برقی پریس بلیماراں دہلی | قیمت ۶؍

فہرست دفع ذروف

خلاصہ از	ترجمہ المصنف	قصص العلما

زبدۃ المجتہدین خلاصۃ العارفین عمدۃ المتکلمین جناب سید علی بن موسیٰ بن طاؤس لقب آپکا رضی الدین کنیت ابوالقاسم ابن ادریس آپکے خالہ زاد بھائی تھے اور نانا آپکے شیخ ورام بن ابی فراس تھے اور نانی آپکی شیخ طوسی کی صاحبزادی تھیں آپ بروز پنجشنبہ ۱۵ محرم الحرام ۵۸۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ ذیقعدہ روز دوشنبہ ۶۶۴ھ میں وفات پائی آپ ایسے زاہد تھے کہ بادشاہ وقت کی طرف سے آپنے عہدہ قضا قبول نفرمایا آپکو صاحب العصر علیہ السلام نے اپنا فرزند فرمایا اور سرداب میں حضرت کی آواز مبارک سنی کہ آنحضرت یہ قنوت پڑھتے تھے

آپکی تصانیف سے کتاب الاقبال اور کتاب طرائف اور کتاب الامانۃ در تردید عامہ اور کتاب لہوف علی اہل الطفوف در مقتل امام حسین علیہ السلام ہے یہ وہی کتاب ہے کہ جسکے حوالے جابجا علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے کتاب بحار الانوار جلد عاشر میں دیئے ہیں ہمنے اردو ترجمہ اور بعض چار مجتہدین کی توثیقات سے مزین کرکے مصداق نور علی نور بناکر کوٹھیوں میں جواہر بے بہا بہا دیئے ہیں فقط

—— :ا: ن :ا: ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الدنیا سجنا للمومنین ؛ وجنۃ للکافرین
والصلوۃ علی خاتم الانبیاء ؛ وذاریۃ النجباء ؛ سیما علی
سید الشہداء ؛ مسلوب العمامۃ والرداء ؛ المذبوح
من القفاء ؛ الذی بکت علیہ الارض والسماء ؛ نور حدیقۃ
زہراء ؛ ونور حدقۃ سید الاوصیاء ؛ وفخر الاولیاء ؛
واللعنۃ المتوالیۃ علی الاعداء ؛ والاشقیاء ؛ الی یوم الجزاء ؛

اما بعد حقیر پر تقصیر ہیچمدان بے بنیاد سید محمد حسین ولد سید حسین بخش نوگانوی ضلع
مراد آباد خدمت میں برادران ایمانی و اخوان روحانی کی ملتمس ہے کہ ایک روز ذہن
خاطر میں آیا کہ کوئی کتاب مختصر و مسلسل حالات امام حسینؑ میں روایات معتبرہ سے جمع
کرنی چاہیے لیکن چونکہ جانچ احادیث و روایات صحیحہ و ضعیفہ کی مشکل ہے اس وجہ سے
کبھی ارادہ پورا نہ ہوا آخر دل میں آیا کہ کتاب لہوف جو مصنفہ جناب سید علی بن
طاؤس علیہ الرحمہ کی بزبان عربی اور مختصر ہے اور نہ اسوقت تک اُس کا ترجمہ ہوا ہے
اس کا زبان اردو عام فہم میں ترجمہ کروں چونکہ دیباچہ کا ترجمہ مفید مطلب نہ تھا اسوجہ سے

اس کو ترک کر کے اُن احادیث کا جو فضائل گریہ میں جناب مصنف نے لکھے ہیں ترجمہ کرتا
ہوں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ
جو مومن قتل امام علیہ السلام پر آنکھوں سے آنسو بہائے تا آنکہ وہ آنسو رخسارہ پر جاری ہو
تو خدا اس کو غرفہ جنت میں ہمیشہ رکھیگا اور جو مومن آنکھوں سے آنسو جاری کرے تا آنکہ وہ آنسو
رخسارہ پر بہے ان مصیبتوں میں جو ہمارے دشمنوں سے پہنچی ہیں تو اللہ تعالےٰ اس کو منزل صدق
میں جگہ دیگا اور جس مومن کو ہماری محبت میں ایذا پہنچے تو اللہ تعالےٰ اس کی طرف سے اذیت کو
پھیر دیگا اور روز قیامت گرمی آتش جہنم سے اس کو امان دیگا اور امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس مومن کے سامنے ہمارا ذکر ہو اور اس کی آنکھوں سے
آنسو نکلے اگرچہ پر مگس کی برابر ہو تو خدا اس کے گناہوں کو بخشدیگا اگرچہ مثل کف دریا ہوں اور اہلبیتؑ
اطہار نے فرمایا کہ جو روئے یا سو آدمیوں کو رلائے ہمارے مصائب بیان کر کے تو ہم اس کے
لئے ضامن جنت ہیں اور جو روئے یا پچاس آدمیوں کو رلائے تو اس پر جنت واجب ہے اور جو
روئے یا تیس آدمیوں کو رلائے تو اس پر جنت واجب ہے اور جو روئے یا دس آدمیوں کو رلائے
تو اس پر جنت واجب ہے اور جو روئے یا ایک آدمی کو رلائے تو اس کے لئے جنت ہے
جو شخص رونے والوں کی صورت بنائے تو اس پر بھی جنت واجب ہے اور جاننا چاہیے کہ جناب
مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کے تین مسلک قرار دئے ہیں کہ جن کا ترجمہ اب شروع ہوتا
ہے چونکہ میں دیہات کا رہنے والا ہوں نہ زبان میری فصیح نہ گفتگو میری صحیح لہذا مومنین سے
عرض ہے کہ غلطی کو معاف فرما کر پردہ پوشی کریں اور خدائے تعالےٰ سے بتصدق اہلبیتؑ
طاہرین امید ہے کہ اس کو میرا ذریعۂ نجات قرار دے آمین ثم آمین واللہ ولی التوفیق ۔

مسلک اول میں مجملاً حال امام حسین علیہ السلام کا ہے کہ جو قبل واقعہ کربلا ظہور میں
آیا جاننا چاہیے کہ ولادت امام حسینؑ کی ۵ شعبان ۴ سنہ ہجری کی ہے اور بعض کا قول ہے
کہ ۳ شعبان کو پیدا ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آخر ربیع الاول ۳ سنہ ہجری میں آپ

ف ۱ نہ پیر و جد دیں

ف ۲ شیخ مفید علیہ ... صفحہ ارشاد ... ۱۳۲

ف ۳ بحکم شیخ مفید الرحمۃ ... باب مقتل میں

پیدا ہوئے اور روایات بھی ہیں۔ ام الفضل زوجہ عباس سے منقول ہے کہ میں نے خواب
میں قبل ولادت امام حسین علیہ السلام دیکھا کہ ایک ٹکڑا گوشت کا رسالتمآب کے بدن سے
علیحدہ ہو کر میری گود میں آپڑا یہ خواب میں نے حضرت سے بیان کیا تو فرمایا کہ اے ام الفضل
تم نے بہت عمدہ خواب دیکھا ہے اگر تمہارا خواب سچا ہے تو فاطمہ کے ایک فرزند پیدا ہوگا اور
میں اُس کو تمہیں دودھ پلانے کے واسطے دونگا ام الفضل کہتی ہیں کہ ایسا ہی واقع ہوا پس ایک
روز میں امام حسین علیہ السلام کو لیکر خدمت نبوی میں حاضر ہوئی اور میں نے امام حسین علیہ السلام
کو حضرت کی گود میں دیدیا ناگاہ امام حسین علیہ السلام نے آغوش رسول میں پیشاب کر دیا اور ایک قطرہ
پیشاب کا حضرت کے کپڑوں پر بھی گر پڑا پس میں نے ایسے جھنجلا کر حضرت کی گود سے حسینؑ کو لیا کہ امام حسین
رونے لگے حضرت نے فرمایا کہ اے ام الفضل آہستہ اٹھاؤ کہ یہ کپڑا تو دھونے سے پاک ہو جائیگا
اور تم نے میرے نورعین کو رنج پہنچایا ام الفضل کہتی ہیں کہ میں حسینؑ کو کنار رسول مختار میں چھوڑ کر
اٹھی تاکہ پانی لاؤں جب میں پانی لیکر حاضر ہوئی تو حضرت کو میں نے روتے پایا میں نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم آپکے رونے کا کیا باعث ہے حضرت نے فرمایا کہ تحقیقکہ جبرئیل
میرے پاس آئے اور مجھ کو خبر دی کہ اس میرے نورعین کو میری امت قتل کریگی کہ بروز
قیامت اللہ تعالٰے اُن کو میری شفاعت سے محروم رکھے گا۔ راویان حدیث کہتے ہیں کہ جب
امام حسین علیہ السلام کا سن شریف ایک سال کا ہوا تو بارہ فرشتے خدمت نبوی میں حاضر
ہوئے کہ ایک اُن میں سے شیر کی صورت اور دوسرا بیل کی صورت اور تیسرا اژدہے کی
صورت اور چوتھا آدمی کی صورت میں تھا اور باقی آٹھ مختلف صورتوں میں اور اُن کا یہ
حال تھا کہ مُنہ ان کے سرخ اور بال و پر ان کے منتشر تھے اور وہ فرشتے عرض کرتے تھے
کہ یا رسول اللہ آپ کے فرزند حسینؑ بن فاطمہ پر ایسی مصیبت نازل ہوگی کہ جیسی ہابیل کو
قابیل سے پہنچی اور مثل ثواب ہابیل کی ان کو پروردگار جلیل عطا فرمائیگا اور قاتل امام
حسین علیہ السلام پر گناہ مثل گناہ قابیل کی ہوگا اور کوئی فرشتہ مقرب آسمانوں میں

باقی نہ رہا کہ جو خدمت نبوی میں حاضر نہ ہوا ہو اور جو آتا تھا سلام کرتا تھا اور حسین علیہ السلام
کا پرسا دیتا تھا اور جو ثواب کہ پروردگار اُن کو عطا فرمائیگا اس کی خبر دیتا تھا اور امام حسین علیہ السلام
کی خاک دکھاتا تھا اور حضرت اس وقت فرماتے تھے کہ بار الہا یاری نہ فرما اس کی جو
حسینؑ کی یاری نہ کرے اور قتل کر اُس کو جو حسینؑ کو قتل کرے اور ان کی آرزوں کو پورا
نہ کر پس جب امام حسین علیہ السلام کا سن شریف دو سال کا ہوا تو پیغمبر خداؐ کسی سفر میں تشریف
لیگئے پس آپ نے راہ میں توقف کیا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن فرمایا اور آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے کسی نے حضرت سے سبب گریہ پوچھا تو فرمایا کہ یہ جبرئیل ہیں مجھ کو خبر دیتے
ہیں کہ فرات کے کنارے ایک زمین ہے کہ اُس کو کربلا بھی کہتے ہیں اُس زمین پر فرزند میرا حسینؑ
پسر فاطمہ قتل کیا جائے گا پس کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس کو کون قتل کرے گا حضرت نے
فرمایا کہ اس کا نام یزید ہوگا اور گویا میں حسینؑ کے گرنے کی جگہ اور مدفن کو دکھتا ہوں۔ پھر حضرت
محزون و مغموم سفر سے تشریف لائے اور بالائے منبر جاکر خطبہ پڑھا اور وعظ فرمایا اور
حسنؑ و حسینؑ آپ کے سامنے حاضر تھے جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو اپنا دہنا ہاتھ
حسنؑ کے سر پر اور بایاں ہاتھ حسینؑ کے سر پر رکھا پھر اپنا سر اقدس آسمان کی طرف
بلند کرکے درگاہ باری میں عرض کیا کہ بار الہا محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا نبیؐ ہے اور یہ دونوں میری
عترت میں پاکیزہ اور میری ذریت میں سب سے بہتر ہیں[۱] ان کو اپنی امت میں چھوڑتا
ہوں اور جبرئیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ فرزند میرا مقتول اور مخذول ہوگا بار الہا اس کے
قتل میں برکت عطا فرما اور اس کو تمام شہیدوں کا سردار کر اور بار الہا اس کے قاتل اور
دشمن کو برکت سے محروم رکھ۔ راوی کہتا ہے کہ حاضرین مسجد میں شور گریہ و بکا بلند
ہوا حضرت نے فرمایا کہ آج تم اس کو روتے ہو کل اس کی مدد نہ کروگے پھر حضرت
واپس تشریف لیگئے لیکن یہ حال تھا کہ رنگ مبارک متغیر اور چہرۂ نورانی سرخ ہوگیا تھا
پھر حضرت نے دوسرا خطبہ مختصر بیان فرمایا مگر یہ حالت تھی کہ آنسو برابر جاری تھے اور

[۱] در بعض نسخ [illegible] زیادہ ہے (اور میرے [illegible] حق قلت [illegible]) اور بعض [illegible] میں یہ زیادہ ہے (اور دار ام [illegible] ل میرے سلام) مترجم۔

فرمایا کہ ایہا الناس تحقیق کہ میں تم میں دو چیزیں بزرگ چھوڑتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت اور اہلبیت اور جن میں میرا خون ملا ہوا ہے اور جو میرے باغ کے پھل ہیں اور یہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہونگے تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں آگاہ ہو کہ میں ان کا منتظر ہونگا اور تحقیق کہ میں اس معاملہ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا مگر جس کا کہ مجھے حکم کیا ہے کہ میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھنا پس دیکھو کہ کل حوض کوثر پر ایسی حالت سے نہ ملنا کہ میری عترت سے بغض و کینہ رکھتے ہو اور ان پر تم نے ظلم کیا ہو آگاہ ہو کہ قیامت کے دن میرے پاس تین علم اس اُمت کے وارد ہونگے پس علم سیاہ اور تاریک ہوگا اور ملائکہ اس کو گھیرے ہونگے پس وہ لوگ میرے پاس آ کھڑے ہونگے تو میں ان سے کہونگا کہ تم کون ہو تو وہ میرا نام بھول جائیں گے اور کہینگے کہ ہم خدا کے ایک جاننے والے اور ملک عرب کے رہنے والے ہیں پس میں ان سے کہونگا کہ میں نبی عرب و عجم ہوں تو وہ کہینگے کہ اے احمد ہم آپ کی امت سے ہیں پس میں ان سے پوچھونگا کہ تم نے میرے بعد میرے اہلبیت اور عترت اور کتاب خدا سے کیا برتاؤ کیا پس وہ کہینگے کہ کتاب خدا کو ہم نے ضایع و برباد کیا اور آپ کی عترت کے درپئے تخریب رہے تا کہ روئے زمین سے نیست و نابود کر دیں پس میں ان سے منھ پھیر لونگا پس وہ یہاں سے با چہرہ ہائے سیاہ واپس چلے جائینگے پھر دوسرا علم میرے پاس آئیگا کہ وہ اول سے بھی زیادہ سیاہ ہوگا میں ان سے کہونگا کہ تم نے ثقل اکبر اور ثقل اصغر سے یعنی کتاب خدا اور میری عترت سے کیا سلوک کیا پس وہ جواب دینگے کہ ثقل اکبر کی ہم نے مخالفت کی اور ثقل اصغر کی امداد نہ کی اور پریشان و برباد کیا میں کہونگا کہ میرے پاس سے دور ہو پس وہ لوگ تشنہ لب با چہرہ ہائے سیاہ چلے جائیں گے پھر اور ایک علم میرے پاس وارد ہوگا کہ چہرے ان کے نورانی اور درخشاں ہونگے میں ان سے کہوں گا کہ تم کون ہو وہ جواب دینگے کہ ہم خدا کو ایک جاننے والے اور اس کے احکام کے ماننے والے ہیں ہم امت محمد مصطفے سے ہیں ہم بقیہ اہل حق ہیں

کتاب خدا کی ہم نے پیروی کی حلال خدا کو ہم نے حلال جانا اور حرام خدا کو ہم نے حرام مانا۔ ذریت نبیؐ کو ہم نے دوست رکھا اور ان کی مدد اور نصرت ہم نے اپنے نفوس کے ساتھ کی اور ان کے ساتھ ہو کر ہم نے جہاد کیا۔ پس میں ان کو بشارت دونگا اور کہونگا کہ میں تمہارا نبی محمدؐ ہوں اور جیسے تم کہتے ہو دنیا میں ویسا ہی کرتے تھے پس میں ان کو حوض کوثر سے سیراب کر دونگا اور وہ سیراب ہو کر چلے جائیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ لوگ ہمیشہ شہادت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کرتے تھے اور اس واقعہ کو بہت امر عظیم سمجھتے تھے پس جب کہ معاویہ بن ابوسفیان ماہ رجب سنہ ۶۰ ہجری میں مرا تو یزید بن معاویہ نے ولید بن عتبہ کو کہ جو حاکم مدینہ تھا لکھا کہ اہل مدینہ سے عموماً اور امام حسین علیہ سے خصوصاً میری طرف سے بیعت لے اور یہ بھی لکھا کہ اگر تجھ سے انکار کریں تو ان کو قتل کر اور ان کا سر میرے پاس بھیج دے پس ولید نے مروان کو بلا کر امام حسین علیہ السلام کے معاملہ میں مشورہ لیا تو مروان نے ولید سے کہا کہ امام حسین علیہ السلام ہرگز بیعت نہ کریں گے اور اگر میں تیری جگہہ ہوتا تو میں ان کو قتل کرتا ولید نے کہا کہ کاش آج کے دن میں زندہ نہ ہوتا پھر ایک آدمی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجکر حضرت کو بلایا تو حضرت اپنے ہمراہ تیس آدمی عزیز و انصار سے لیکر تشریف لائے تو ولید نے معاویہ کے مرنے کی خبر سنائی اور بیعت یزید کے واسطے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ امیر بیعت مخفی پر تو تو راضی نہ ہوگا لیکن کل جب سب آدمیوں کو بلانا تو مجھے بھی ان کے ساتھ بلا لینا پس مروان نے کہا کہ اے امیر حسین علیہ السلام کا عذر نہ مان اور اگر بیعت نہ کریں تو قتل کر پس حضرت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر اے فرزند زن زانیہ[۱] تو میرے قتل کا مشورہ دیتا ہے قسم بخدا تو جھوٹا ہے اور تجھ سے قتل نہیں کر سکتا پھر حضرت نے ولید سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے امیر ہم اہلبیت نبوت اور معدن رسالت ہیں ہمارے گھر ملائکہ نازل ہوتے ہیں اللہ نے ہم سے نبوت کی ابتدا اور ہم پر امامت کی انتہا کی اور یزید فاسق اور شرابخوار ہے۔ اور آدمیوں کو ناحق قتل کرتا اور علانیہ فسق و فجور کرتا ہے مجھسا شخص ایسے ولد الزنا کی بیعت نہ کریگا

۱؎ بقا مادر ہا کہ ذوات الاعلام داخل تھی مترجم

لیکن کل تک یہ معاملہ ملتوی رکھ میں بھی سوچوں اور تو بھی غور کر کہ خلافت اور بیعت کا کون
حقدار ہے پھر حضرت اپنے گھر تشریف لے گئے مروان نے ولید سے کہا کہ تو نے میری مخالفت کی
اور میرا کہا نہ مانا ولید نے کہا کہ وائے ہو تجھ پر تو مجھے ایسا مشورہ دیتا ہے کہ جس سے دنیا اور
دین میرا خراب ہو جائے قسم بخدا میں تمام دنیا اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں کہ جو قتل حسین علیہ السلام
سے حاصل ہو قسم بخدا مجھے کسی کے بارہ میں گمان نہیں کہ خون حسین علیہ السلام اس کی گردن
پر ہو اور خدا سے ملاقات کرے مگر جس کا نامہ اعمال خیر خفیف ہو اللہ تعالٰے قیامت کے
دن اس پر نظر رحمت نہ کریگا اور نہ اس کو پاک کریگا اور وہ شخص عذاب دردناک میں
گرفتار ہوگا راوی کہتا ہے کہ دوسرے دن امام حسین علیہ السلام اپنے مکان سے برآمد
ہوئے کہ شہر میں کیا شور ہے ہیں ناگاہ مروان ملا کہنے لگا کہ اے ابا عبداللہ میں آپ کو نصیحت
کرتا ہوں تم میرے کہنے کو قبول کرو اور نیک مشورہ دیتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ کیا
کہتا ہے میں سنوں مروان نے کہا کہ میں آپ کو بیعت یزید کا مشورہ دیتا ہوں کہ دین و
دنیا میں آپ کے واسطے بہتر ہوگا حضرت نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ اور ایسے
اسلام پر سلام ہے کہ مثل یزید کی محافظ امت کا ہو اور میں نے اپنے جد بزرگوار رسول مختار
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے اور اسیطرح امام حسین
علیہ السلام اور مروان ولد الحرام میں دیر تک باتیں ہوئیں تا اینکہ مروان خفا ہو کر چلا گیا
جب دوسرا دن ہوا تو امام حسین علیہ السلام نے مکہ کا قصد کیا کہ وہ تیسری ماہ شعبان کی
سنہ ۶۰ ھجری تھی پس حضرت نے باقی دن شعبان کے اور ماہ رمضان المبارک اور
شوال اور ذیقعدہ میں مکہ معظمہ میں قیام فرمایا راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ
بن زبیر حاضر خدمت باسعادت ہوئے اور حضرت کو مشورہ دیا کہ آپ مکہ میں ہی قیام
فرمائیں حضرت نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم نے جو مجھے حکم دیا ہے میں اس پر ضرور عمل کرونگا
راوی کہتا ہے کہ ابن عباس واحسیناہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے پھر عبداللہ بن عمر آیا

اور حضرت کو مشورہ دیا کہ آپ ان ملاعین سے صلح کر لیجیے اور جنگ و جدال نہ کیجیے حضرت
نے اس سے فرمایا کہ اے ابو عبد الرحمٰن[۱] کیا تو نہیں جانتا کہ منجملہ خواری دنیا خدا کے نزدیک
یہ ہے کہ سر حضرت یحییٰ ابن زکریا کا زن زانیہ کے پاس زنان بنی اسرائیل سے ہدیہ بھیجا گیا
کیا تو نہیں جانتا کہ بنی اسرائیل طلوع فجر سے طلوع شمس تک ستر انبیا کو قتل کرتے تھے
اور پھر بازاروں میں بیٹھکر خرید و فروخت کرتے تھے کہ گویا کچھ بھی نہیں کیا ہیں اللہ تعالے
نے ان پر عذاب کی جلدی نہ کی بلکہ ان کو مہلت دی بعد اس کے منتقم حقیقی نے اچھی
طرح سے انتقام لیا اے ابو عبد الرحمٰن خدا سے ڈر اور میری نصرت سے منہ نہ موڑ راوی
کہتا ہے کہ جب اہل کوفہ نے امام حسین علیہ السلام کا مکہ میں پہنچنا اور بیعت یزید سے انکار
کرنا سنا تو سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے جب سب جمع ہو گئے تو ایک[۲]
شخص نے ان میں سے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں کہا کہ اے گروہ شیعہ تحقیق کہ
تم جانتے ہو کہ معاویہ مر گیا اور واصل جہنم ہوا اور اس کے بیٹے یزید نے کار خلافت پر قدم
رکھا اور اپنے باپ کا جانشین ہوا ہے اور حسین ابن علی علیہ السلام اس کے خلاف ہیں
اور شیاطین آل ابو سفیان سے گریز کر کے مکہ میں تشریف لائے ہیں اور تم لوگ ان کی
اور ان کے پدر بزرگوار کے پہلے ہی سے شیعہ ہو آج تمہاری نصرت کی ضرورت ہے اگر
تم سمجھو کہ ہم ان کی امداد اور ان کے اعدا سے جہاد کریں گے تو ان کو لکھو اور اگر تم کو اپنی
ناتوانی اور کمزوری کا خوف ہو تو کوئی شخص ان کو اپنی طرف سے فریب نہ دے
راوی کہتا ہے کہ ایک خط حضرت باسعادت امام حسین علیہ السلام میں لکھا اور وہ یہ ہے
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط حسین بن علی علیہ السلام کی خدمت میں ہے سلیمان بن صرد
خزاعی اور مسیب بن نجبہ اور رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مظاہر اور عبد اللہ بن وائل اور
شیعیان مومنین کی طرف سے سلام ہو آپ پر اور بعد سلام پس حمد ہے اس خدا کی جس نے
آپ کی اور آپ کے پدر بزرگوار کے دشمن جابر عنید ستم کنندہ اور ظالم کو ہلاک کیا کہ جو

[۱] کنیت عبد اللہ بن عمر کی ہے

[۲] بعض نسخ میں سلیمان بن صرد خزاعی کا نام ہے

امت پر بقہر و غلبہ نا جائز حاکم ہوا اور اموال امت کو غصب کیا اور ان پر ان کی بلا رضامندی کے حکم کیا اور اخیار امت کو قتل کیا اور اشرار امت کو باقی رکھا اور مال خدا کو نابنجاروں اور جباروں پر تقسیم کیا پس لعنت و دوری ہو اس پر جیسے کہ قوم ثمود کو لعنت اور دوری اور ہمارا کوئی امام نہیں پس آپ یہاں تشریف لائیں تو شاید ہم لوگ آپ کی بدولت حق پر جمع ہو جائیں اور نعمان بن بشیر دار الامارہ میں ہے ہم لوگ جمعہ و جماعت میں اس کی شرکت اور عیدین میں ہم اس کی موافقت نہیں کرتے اور اگر ہم کو آپ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہو تو ہم اُس کو نکال دیں کہ وہ شام کو چلا جائے والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے فرزند رسول اور آپ کے پدر بزرگوار پر کہ جو آپ کے قبل تھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر وہ عریضہ خدمت امام حسین علیہ السلام میں روانہ کیا اور جب دو روز گذرے تو چند آدمی ان کے ساتھ اور روانہ ہوئے کہ ان کے ساتھ بھی ڈیڑھ سو خطاہل کوفہ کے تھے اور سب کی یہی التجا تھی کہ آپ یہاں قدم رنجہ فرمائیں اور حضرت باوجود اس کے بھی تاخیر فرماتے تھے اور کسی کو جواب نہ دیتے تھے تا اینکہ خدمت باسعادت میں ایک روز میں چھ سو خط پہنچے اور برابر خطوط آتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس متفرق خطوط آتے آتے بارہ ہزار نامے جمع ہو گئے تو بعد اس کے آنحضرت کی خدمت میں ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ الحنفی یہ نامہ لیکر حاضر ہوئے اور یہ آخری خط ہے کہ جو حضرت کی خدمت میں کوفیوں نے بھیجا تھا اور اس میں یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نامہ حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب امیر المومنین کی خدمت میں ان کے اور ان کے پدر بزرگوار امیر المومنین کے شیعوں کی طرف سے ہے اما بعد پس تحقیق کہ آدمی یہاں آپ کے منتظر ہیں اور آپ کے سوا اور کو اپنا پیشوا نہیں جانتے ہیں پس جلدی کیجئے اے فرزند رسول تمام صحن ہائے خانہ سبز ہیں اور باغات پھلے ہوئے ہیں اور زمین سبزہ زار ہو رہی ہے اور درختوں پر برگ تازہ اور سبز آ رہے ہیں پس آپ جناب

ہمیں تو جلد تشریف لائیے پس تحقیق کہ آپ کی نصرت کو لشکر وسپاہ موجود مہیا ہے سلام ہو آپ پر اور آپ کے پدر بزرگوار پر کہ جو آپ سے پہلے تھے پس حضرت نے ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ الحنفی سے فرمایا کہ یہ بتا کہ یہ خط جو مجھے لکھا ہے اس پر کس کس کا اجماع ہے اور تم لوگوں کے ہاتھ یہ خط جو میرے پاس بھیجا ہے کون کون موافق ہے اُن دونوں نے جواب دیا کہ اے فرزند رسول شبث بن ربعی اور حجاز بن ابجر اور یزید بن حارث اور یزید بن رویم اور عروہ بن قیس اور عمرو بن حجاج اور محمد بن عمیر عطارد کا اجماع ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر حضرت فوراً کھڑے ہوئے اور دو رکوت نماز رکن و مقام ابراہیم کے درمیان ادا کی اور اللہ سے طلب خیر کی یعنی استخارہ کیا پھر حضرت نے مسلم بن عقیل کو بلایا اور اس حال پر مطلع کیا اور ان لوگوں کے خطوں کا جواب لکھ کر حضرت مسلم کو دیا اس میں حضرت نے ان کی التجا کو قبول فرما کر اپنی تشریف آوری کا وعدہ فرمایا تھا اور یہ مضمون لکھا تھا کہ میں تمہارے پاس اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں تاکہ یہ تم لوگوں کی رائے صواب سے مجھے مطلع کریں پس حضرت مسلم روانہ ہوئے اور داخل کوفہ ہوئے جب اہل کوفہ امام حسین علیہ السلام کے خط سے مطلع ہوئے کہ حضرت مسلم کی تشریف آوری ہے وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے گھر ان کو مہمان کیا اور گروہ گروہ شیعہ ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے جب کوفیوں کا مجمع ہوا تو امام حسین علیہ السلام کا خط اُن کے روبرو پڑھا گیا تو سب کا یہ حال ہوا کہ زار زار رونے لگے تا اینکہ اٹھارہ ہزار نے حضرت مسلم سے بیعت کی پھر تو عبداللہ بن مسلم باہلی اور عمارہ بن ولید اور عمر بن سعد نے یزید کو حضرت مسلم کا حال لکھا اور ان لوگوں نے یزید کو مشورہ دیا کہ نعمان بن بشیر کہ جو حاکم کوفہ ہے معزول کر کے دوسرا شخص حاکم مقرر کرنا چاہئے پس یزید نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا کہ وہ بصرہ میں حاکم تھا کہ تجھکو کوفہ کی حکومت دی اور حکومت بصرہ

میں حکومت کوفہ داخل کر کے ملا دی گئی اور کیفیت مسلم بن عقیل اور حال امام حسین
علیہ السلام لکھا اور اس پر تاکید کی کہ مسلم کو گرفتار یا قتل کرے پس عبید اللہ کوفہ
کے جانے پر آمادہ ہوا اور امام حسین علیہ السلام نے بنام شرفا و اراکین بصرہ ایک
خط لکھ کر اپنے غلام مسمی سلیمان کہ جن کی کنیت اباذرین تھی دیکر روانہ کیا اس
میں لکھا تھا کہ تم لوگ میری نصرت کرو اور میری اطاعت واجب جانو منجملہ ان کے
یزید بن مسعود نہشلی اور منذر بن جارود عبدی بھی تھا پس یزید بن مسعود نے قبیلہ بنی تمیم
اور بنی حنظلہ اور بنی سعد کو جمع کیا پس جب کہ یہ قبائل حاضر ہوئے تو یزید بن مسعود
نے کہا کہ اے بنی تمیم تم میری وقعت و آبرو اپنے گروہ میں کیسی دیکھتے ہو اور میرا حسب
نسب تم لوگوں میں کیسا ہے سب نے مبارک باد کر ان کی وقعت و حسب و نسب کا
اقرار کیا اور کہا کہ قسم بخدا تم ہمارے پشت و پناہ اور سرمایۂ شرف ہو اور بزرگی میں
سب سے افضل ہو یزید بن مسعود نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ایک امر عظیم کے واسطے
بلایا ہے کہ تم سے مشورہ لوں اور اس کام میں تم سے مدد چاہوں تب سب نے کہا کہ
قسم بخدا ہم لوگ آپ کی خیر خواہی کریں گے اور جو آپ کہیں گے اس کی بکوشش تمام تدبیر
کریں گے پس آپ کہیں تاکہ ہم سنیں پس یزید بن مسعود نے کہا کہ معاویہ واصل جہنم ہوا اور قسم
بخدا کس قدر آسان اور بوقعت مرا ہے اس کا مرنا اور آگاہ ہو کہ باب جور و ظلم ٹوٹ گیا
اور ارکان ظلم متزلزل ہو گئے اور معاویہ نے اپنے مرنے سے پہلے یزید کی بیعت لوگوں
سے لی اور اس کے گمان میں یہ کام مستحکم ہو گیا اور ہیہات بہت بعید ہے یہ امر اور اب
اس کا قائم مقام یزید شراب خوار سردار فساق و فجار ہوا ہے کہ مدعی خلافت اہل اسلام
ہے اور مسلمانوں کی بلا رضامندی ان پر حکم کرتا ہے نہ وہ علم رکھتا ہے اور نہ علم سے بہرہ
ہے اپنی عقل سے حق و ناحق میں تمیز نہیں کر سکتا میں خدائے پاک و پاکیزہ کی قسم کھا کر
کہتا ہوں کہ اس سے دین پر جہاد کر دن گا جو مشرکین کے جہاد کرنے سے افضل ہے

اور یہ حسین علیہ السلام بن علی فرزند رسول صاحب حسب و نسب جلیل اور صاحب رائے اصیل و جمیل ہیں فضل ان کا بیان سے باہر ہے اور علم ان کا لاانتہا ہے وہ خضاب خلافت میں اولیٰ ہیں بسبب سابق الایمان اور سابق الاسلام ہونے کے اور بسبب عمر کے اور مہربانی فرمانے کے اور بوجہ قرابت رسول کے خوردوں پر مہربان اور بڑوں سے باحسان پیش آتے ہیں ایسے ہی اسباب و وجوہات سے حاکم رعیت اور پیشوائے قوم معزز و مکرم ہوتا ہے اللہ پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو اپنا حجت قرار دے اور ایسے ہی شخص کی معرفت تبلیغ احکام و موعظ کرے پس نورِ حق سے مخالف ہو کر تاریکی میں نہ پڑو اور اس صحرائے نشیب و ناہموار میں بے راہ نہ جاؤ پس تحقیق کہ صخر بن قیس نے تم لوگوں کو روز جنگ جمل باز رکھا اب فرزند رسول کی خدمت باسعادت میں حاضر ہو کر اور انکی نصرت کر کے اس دھبہ کو دھو ڈالو قسم بخدا وہی شخص ان کی نصرت میں کوتاہی کرے گا کہ جس کی اولاد میں پروردگار نے ذلت قرار دیا ہو اور قوم و قبیلہ میں کم ہو اور آگاہ ہو کہ میں نے تو جنگ و جدال و جہاد و قتال کے لئے آلات حرب پہن لئے اور زرہ وغیرہ کو اپنے بدن پر درست کر لیا ہے جو شخص جہاد میں نہ مارا جائے گا البتہ ایک دن مریگا اور جو شخص جہاد سے روپوشی کرے موت سے نہ بچیگا جواب عمدہ اور نیک دو خدا تمہارے اوپر اپنی رحمت نازل کرے پس بنی حنظلہ نے کہا کہ اے ابو خالد ہم تمہارے ترکش کے تیر اور تمہاری قوم و قبیلہ کے سوار ہیں اگر تم ہم کو نشانہ پر پھینکو تو پہنچیں اور اگر تم ہم کو ساتھ لیکر جنگ کرو تو ہم فتح کریں اور قسم بخدا تم لشکر میں تلوار نہ کھینچو مگر ہم کھینچیں اور قسم بخدا تم کسی تکلیف میں نہ پڑو مگر ہم تکلیف اٹھائیں ہم اپنی تلواروں سے تمہاری نصرت اور اپنے بدنوں سے تمہاری حفاظت کریں جب تم چاہو اور بنی سعد بن یزید نے کہا کہ اے ابو خالد جو چیز تمہارے خلاف ہو ہم اس کو ناپسند کرتے ہیں اور تمہاری عقل و تدبیر سے باہر نہیں اور تحقیق کہ صخر بن قیس نے جنگ و جدال کا حکم نہ

دیا پس جو ہم کو حکم کیا اس کو ہم نے بہتر جانا اور ہمارے قبیلہ میں ہماری عزت بھی باقی رہی
پس ہم کو کچھ مہلت دو تاکہ ہم آپس میں مشورہ کر لیں اور جو رائے ہماری قرار پاسکے گی
وہ ہم ظاہر کریں گے اور بنی عامر بن تمیم نے کہا کہ اے ابو خالد ہم تمہارے بھائی اور مطیع
ہیں ہم تمہارا رنجیدہ ہونا گوارا نہیں کرتے اور جہاں تم نہ ہو وہاں ہم رہنا نہیں چاہتے تم کو
اختیار ہے ہم تمہارے کہنے کو قبول کریں گے اور تمہارے حکم کی اطاعت کریں گے اور
جیسے چاہو تم کو اختیار ہے پھر یزید نے کہا کہ قسم بخدا اے بنی سعد اگر تم ایسا کرو گے تو
پروردگار تلوار کو تمہارے گھر سے باہر نہ نکالے گا اور تمہارا قبضہ ہمیشہ تلوار پر رہے گا پس
یزید بن مسعود نے اس مضمون کا خط امام حسین علیہ السلام کو لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد
پس تحقیق کہ آپ کا خط میرے پاس پہنچا اور سمجھا ہیں کہ جس امر کی طرف آپ نے مجھے مائل
فرمایا ہے کہ میں آپ کی اطاعت سے حظ وافر حاصل کروں اور آپ کی نصرت کی وجہ
سے اپنی قسمت سے درجۂ اعلیٰ پر فائز ہوں اور تحقیق کہ اللہ زمین کو کبھی خالی نہیں رکھتا
حاکم سے کہ جو راہ خیر اور طریق نجات کی ہدایت کرے اور آپ حجت خدا اس کی
مخلوقات پر ہیں اور امانت خدا اس کی زمین پر ہیں اور آپ درخت زیتون احمدی
کی شاخیں ہیں کہ وہ جڑ ہیں اور آپ اس کی شاخ ہیں پس آپ تشریف لائیں کہ ہم
سعادت دارین حاصل کرنے پر تیار ہیں اور کمر بستہ موجود ہیں پس تحقیق کہ میں نے آپکا
مطیع اشراف بنی تمیم کو کر دیا ہے اور ان کو میں نے ایسی حالت پر چھوڑا ہے کہ آپ
کی اطاعت پر بہمہ تن موجود ہیں مثل اس اونٹ کے کہ جو پیاسا ہو اور پانچویں دن
پانی پر وارد ہو اور تحقیق کہ میں نے بنی سعد کو آپ کا تابع کر دیا ہے اور ان کے سینوں سے
میل دھو دیا ہے ایسے آب باراں سے کہ جس کی بجلی کڑک کر چمکی پس جب امام حسین علیہ السلام
نے یہ خط پڑھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن امن میں رکھے اور عزت
دے اور قیامت کے دن کہ جب عطش کی شدت ہو تو خدا تم کو سیراب کرے

پس جب یزید بن مسعود نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں چلنے کا ارادہ کیا تو چلنے سے پہلے شہادت امام مظلوم کی خبر لی پس امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں نہ پہنچنے سے بہت گریہ وزاری کی اور لیکن منذر ابن جارود نے یہ کیا کہ خط اور قاصد امام حسین علیہ السلام کا عبید اللہ بن زیاد کے پاس لاکر موجود کر دیا اس لئے کہ منذر کو یہ خوف ہوا کہ مبادا عبید اللہ کو یہ خط ایک کر اور بہانہ ہو جائے اور مسماۃ بحریہ منذر کی بیٹی عبید اللہ کی زوجہ تھی پس عبید اللہ ملعون نے قاصد فرزند رسول کو سولی دی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور اہل بصرہ کو مخالفت خلیفہ پر دھمکایا پھر اس شب اس نے وہاں قیام کیا جب صبح ہوئی تو اپنے بھائی مسمّیٰ عثمان بن زیاد کو ان پر حاکم کر کے بہت جلد قصد کوفہ کیا جب قریب کوفہ پہنچا تو اتر پڑا جب شام ہوئی تو بوقت شب کوفہ میں داخل ہوا پس اہل کوفہ نے گمان کیا کہ یہ امام حسین علیہ السلام ہیں تو اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور اس کے قریب گئے پس جب ان لوگوں نے پہچانا کہ یہ ابن زیاد ولد الزنا ہے تو اس سے علیحدہ اور متفرق ہو گئے پس وہ دار الامارہ کوفہ میں جاکر اس شب کو صبح تک سوتا رہا پھر باہر آکر اور منبر پر جاکر ان لوگوں کو خطبہ سنایا اور مخالفت پر بادشاہ کے ان کو ڈرایا اور بشرط اطاعت وانقیاد ان سے وعدۂ احسان کیا جب مسلم بن عقیل نے یہ واقعہ سنا تو شہرت کے سبب اپنی جان کا خوف ہوا تو مختار کے گھر سے نکل کر ہانی بن عروہ کے گھر میں پوشیدہ ہوئے اور وہاں شیعہ بکثرت آنے جانے لگے اور عبید اللہ شقی نے ایک جاسوس حضرت مسلم کی جستجو میں معین کیا جب معلوم ہوا کہ وہ ہانی کے گھر میں پوشیدہ ہیں تو محمد بن اشعث اور اسماء بن خارجہ اور عمرو بن حجاج کو بلایا اور کہا کہ ہانی بن عروہ کو ہمارے پاس آنے سے کون امر مانع ہے پس انھوں نے کہا کہ معلوم نہیں اور کسی نے کہا کہ وہ بیمار ہے پس عبید اللہ نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم ہے اور یہ بھی خبر ہے کہ وہ اچھے ہو گئے اور اپنے مکان کے

دروازہ پر بیٹھتے ہیں اور اگر ان کی علالت کا مجھے علم ہو جائے تو البتہ ان کی عیادت
کروں پس تم لوگ جاؤ اور ملو اور کہو کہ جو حقوق میرے اس کے ذمہ واجب ہیں ان کو
ترک نہ کرے کیونکہ میں ایسے اشراف عرب کو اپنے سے رنجیدہ رہنا پسند نہیں کرتا پس
وہ لوگ گئے اور ان کے دروازہ پر شام تک ٹھیرے رہے پھر اُن لوگوں نے ہانی
سے کہا کہ تم تو امیر کے ملنے سے کون امر مانع ہے اسواسطے کہ اس نے تم کو یاد کیا ہے
اور کہا ہے کہ اگر مجھے ان کی علالت کا علم ہو جائے تو میں عیادت کروں پس ہانی نے
ان سے کہا کہ بوجہ بیماری کے معذور ہوں انہوں نے ہانی سے کہا کہ اس کو معلوم ہوا ہے
کہ تم ہر شام کو اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھتے ہو اور تحقیق کہ تم نے بڑی کاہلی اور سستی
کی اور تم سے آدمی کا علیحدہ اور جدا ہونا بادشاہ پسند نہیں کرتا اسواسطے کہ تم اپنی قوم میں
سردار ہو اور ہم تم کو قسم دیتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ سوار ہو پس انہوں نے اپنے کپڑے
منگا کر پہنے اور اپنا خچر منگا کر اس پر سوار ہوئے تا اینکہ جب قریب دارالامارہ پہنچے تو
ان کا دل ان باتوں کی طرف سے کھٹکا کہ جو مجملاً سن چکے تھے پس حسان بن اسماء بن
خارجہ سے کہا کہ اے برادرزادہ میں اس سے خائف ہوں تیری رائے میں کیا آتا ہے
اس نے کہا کہ اے عمو قسم بخدا میں تمہارے بارہ میں بالکل خوف نہیں کرتا اور نہ تم
اپنے دل میں کچھ خیال کرو اور حسان کو علم نہ تھا کہ ان کو عبیداللہ نے کیوں بلایا ہے پس
ہانی معہ اپنی قوم کے آئے تا اینکہ سب عبیداللہ کے پاس آئے پس جب کہ ہانی
کو دیکھا کہا کہ تم اپنے پاؤں سے مرنے آئے پھر شریح قاضی کی طرف جو اس کے پاس
بیٹھا تھا متوجہ ہوا اور ہانی کی طرف اشارہ کیا اور یہ شعر عمر بن معدیکرب کا پڑھا
ے اُرِیدُ حیاتَهٗ وَیُرِیدُ قتلی ۞ عذیرک من خلیلک من مُرادِ یعنی میں اس کی زندگی
کا خواہاں ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اور دوست بیوفا تیرا کہ جو قبیلہ مراد
سے ہے پس ہانی نے اس سے کہا کہ اے امیر یہ کیا باعث ہے کہ جو میرے بارہ میں

تو ایسی باتیں کرتا ہے عبداللہ نے کہا کہ خاموش رہ اے ہانی یہ کیا حرکت ہے کہ
فتنہ و فساد اپنے گھر میں امیر المومنین اور عام مسلمانوں کی ایذا رسانی کے واسطے برپا
کیا ہے کہ مسلم بن عقیل کو تم نے بلایا اور اپنے گھر ٹھہرایا اور ہتھیار اور آدمی اس کے لئے
اپنے گھر میں جمع کرتے ہو اور تم کو یہ خیال ہے کہ یہ باتیں مجھ سے چھپی ہیں ہانی نے کہا کہ
میں نے ایسا نہیں کیا ابن زیاد بولا کہ تم نے ضرور ایسا کیا ہانی نے کہا کہ اے امیر خدا
تجھے نیکی دے میں نے نہیں کیا ابن زیاد نے کہا کہ ٹھہر تو سے میرے غلام معقل نے کہا کہ
جس کو اس خبر کی جاسوسی پر مقرر کیا تھا اور ان لوگوں کے پوشیدہ حالات اس کو بہت
معلوم ہو گئے ہیں پس معقل آکر سامنے کھڑا ہوا جب ہانی نے اس کو دیکھا پہچان لیا
کہ اسی کو جاسوسی پر مقرر کیا تھا ہانی نے کہا کہ خدا امیر کو نیکی دے قسم بخدا نہ میں مسلم بن
عقیل کے پاس گیا اور نہ میں نے ان کو بلایا مگر مجھ سے انہوں نے آکر پناہ چاہی پس
میں نے ان کو پناہ دی اور ان کے نکال دینے میں حیا آئی اور ان کو مہمان کیا لیکن
اب مجھے معلوم ہو گیا مجھ کو اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں اور اپنے گھر سے نکال دوں
جہاں چاہیں چلے جائیں میں ان کی باگ اور امان اپنے قبضہ سے ابھی نکال دونگا ابن زیاد
نے کہا کہ قسم بخدا میں تم کو ہرگز نہ چھوڑونگا تاوقتیکہ تم مسلم کو نہ لاؤ گے ہانی نے کہا کہ قسم
بخدا میں ہرگز ان کو تیرے پاس نہ لاؤں گا میں اپنے مہمان کو تجھے کیونکر دیدوں کہ تو
ان کو قتل کر دے ابن زیاد بولا کہ قسم بخدا تو ان کو ہرگز نہ دیگا ہانی نے کہا کہ قسم بخدا
میں ہرگز نہ دونگا ابن زیاد اور ہانی میں گفتگو کو طول ہوا تو مسلم بن عمرو باہلی نے
کھڑے ہو کر کہا کہ خدا امیر کو سلامت رکھے مجھے اور ہانی کو اجازت ہو کہ میں ہانی
سے کچھ بات کہوں پس مسلم بن عمرو کھڑا ہوا اور ہانی کو ایک گوشہ میں لے گیا کہ ابن
زیاد بھی اپنی جگہ سے ان کو دیکھ رہا تھا اور باتیں ان کی سنتا تھا جب ان دونوں
کی آواز بلند ہوئی تو مسلم نے ہانی سے کہا کہ اے ہانی خدا تم کو ہدایت دے اپنا

خون اپنے ہاتھ سے نہ کرو اور اپنے کنبہ کو بلائیں نہ ڈالو قسم بخدا میں تمہارے نفس کو عزیز رکھتا ہوں اس سے کہ قتل ہو تحقیق کہ حضرت مسلم اس قوم کے ابن عم ہیں پس یہ لوگ نہ ان کو قتل کریں گے اور نہ ان کو گزند پہنچائیں گے پس تم مسلم کو اس کے حوالہ کردو کہ اس میں نہ تمہاری بدنامی اور رسوائی ہے اور نہ تم پر کچھ عیب اور برائی کیونکہ تم بادشاہ کے حوالہ کرتے ہو ہانی نے کہا کہ قسم بخدا اس میں میری بڑی ذلت اور عار ہے کہ جو میری پناہ میں اور میرا مہمان اور قاصد فرزند رسول زماں ہو اس کو دیدوں حالانکہ بازو میرے صحیح و سالم و توانا اور اعوان و انصار میرے بکثرت اور زیادہ ہیں قسم بخدا اگر میں تنہا ہوتا اور میرا کوئی ناصر و مددگار نہ ہوتا تب بھی مسلم کو نہ دیتا تا اینکہ میں مارا جاتا مگر ان کو بچاتیں مسلم بن عمرو باہلی ہانی کو بہت سمجھاتا اور اصرار کرتا تھا اور ہانی کہتے تھے کہ قسم بخدا میں مسلم کو اس کے حوالہ ہرگز نہ کرونگا پس ابن زیاد نے یہ باتیں سن کر کہا کہ ہانی کو میرے پاس لاؤ ہانی کو ابن زیاد کے قریب لیگئے ابن زیاد بولا کہ قسم بخدا تو مسلم کو مجھے دیدے ورنہ تجھے قتل کروں گا ہانی نے کہا کہ قسم بخدا اسی وقت تلواروں کی کثرت تیرے گھر کے چاروں طرف ہوجائے گی ابن زیاد نے کہا کہ افسوس ہے تجھ پر تو مجھے تلواروں سے ڈراتا ہے ہانی کو یہ گمان تھا کہ میرے کنبہ کے لوگ میری آواز سن کر میری مدد کریں گے پھر اس شقی نے کہا کہ قریب لاؤ ہانی کو قریب لائے تو شقی نے ان کے منہ پر چھڑی ماری اور ان کی ناک اور پیشانی اور رخسارہ پر برابر مارتا رہا تا اینکہ ان کی ناک ٹوٹ گئی اور ان کے کپڑوں پر خون بہنے لگا اور ان کے رخسارے اور پیشانی کا گوشت جدا ہو کر ان کی داڑھی پر آپڑا تا اینکہ چھڑی بھی ٹوٹ گئی پس ہانی کے پاس ایک مرد سپاہی ملازم بادشاہ کھڑا تھا اس کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر چاہا کہ تلوار لے لیں وہ شخص مانع ہوا تلوار نہ دی پس ابن زیاد بدنہاد نے

پکار کر کہا کہ اس کو پکڑ دیں ان لوگوں نے ہانی کو کھینچکر دار الامارہ کے کسی حجرہ
میں لیجاکر دروازہ اس کا بند کر دیا پھر ابن زیاد نے کہا کہ اس پر نگہبان اور محافظ
بھی مقرر کر دیں اس کے حکم کے موافق ایسا ہی کیا گیا پس اسماء بن خارجہ نے ابن زیاد
سے کھڑے ہوکر کہا اور بعض روایات میں ہے کہ حسان بن اسماء نے کھڑے ہوکر کہا
کہ اے امیر تو نے بیوفایان قوم کو حکم کیا کہ اس شخص کو لاؤ جب ہم نے لاکر حاضر کیا
تو تو نے اس کو ایسا مارا کہ تمام چہرہ زخمی کر دیا اور ڈاڑھی پر خون بہا دیا اور میرے
گمان میں تو اسے قتل کرے گا پس ابن زیاد بدنہاد خفا ہوا اور حکم دیا کہ اس کو مارو
تا اینکہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھکر قید کر دیا اور مکان کے گوشہ میں اسکو ڈال دیا
پھر اس نے کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن میں تو قریب مرگ ہوں گراے
ہانی تمہیں بھی خبر مرگ سناتا ہوں راوی کہتا ہے کہ جب عمرو بن حجاج کو یہ خبر
پہنچی کہ ہانی قتل ہوگئے اور ان کی بیٹی مسماۃ روحیہ ہانی بن عروہ کی زوجہ تھیں تو
عمرو بن حجاج نے قبیلہ مذحج کو لیکر دار الامارہ کو گھیر لیا اور باواز بلند پکارا کہ میں
عمرو بن حجاج ہوں اور یہ شجاعان مذحج ہیں اور یہ لوگ میری اطاعت نہ چھوڑینگے
اور ہماری جماعت پراگندہ نہ ہوگی اور ہم کو خبر ملی ہے کہ ہمارا سردار ہانی قتل ہوگیا
جب عبید اللہ کو ان کا اجتماع اور باتیں معلوم ہوئیں تو شریح قاضی کو حکم دیا کہ ہانی
کو جاکر دیکھو اور اس کی قوم کو خبر کر دے کہ ہانی ابھی قتل نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے
شریح نے ہانی کو صحیح و سالم پایا اور قبیلہ مذحج کو خبر کی وہ لوگ قاضی کے کہنے
سے راضی ہوکر چلے گئے اور جب مسلم بن عقیل کو حضرت ہانی کا حال معلوم ہوا تو
حضرت مسلم اپنا ان لوگوں کو کہ جنھوں نے ان سے بیعت کی تھی ہمراہ لیکر عبید اللہ سے
جنگ کیواسطے ان کے گھر سے نکلے اور آکر دار الامارہ کا احاطہ کر لیا اور عبید اللہ کے
آدمی اور حضرت مسلم کے ہمراہی آپس میں لڑنے لگے اور جو لوگ کہ عبید اللہ کے

ف بعض نسخوں میں ہے کہ اس کو ڈال دیں ۱۲ مترجم

ہمراہ دار الامارہ میں تھے وہ حضرت مسلم کے ساتھیوں کو ڈراتے اور پراگندہ
پریشان کرتے اور حالات شام سنا سنا کر دھمکاتے تھے پس رات تک برابر
یہی حال رہا اور اصحاب مسلم نے مسلم کو چھوڑ دیا اور ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ
ہم لوگوں نے کیا کیا ایسے جلد فتنہ برپا کر دیا اب یہ مناسب ہے کہ اپنے اپنے گھروں
میں خاموش ہو کر بیٹھ رہو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو کہ خدائے تعالے ان کے درمیان
میں اصلاح کرے گا پس حضرت مسلم کے ساتھ دس آدمیوں سے زیادہ نہ رہے
پس حضرت مسلم مسجد میں تشریف لیگئے تاکہ نماز مغرب پڑھیں تو وہ دس آدمی بھی چلے
گئے پھر کر دیکھا تو کوئی نہ رہا اور مسجد سے تن تنہا نکلے اور کوفہ کی گلیوں میں پھرنے لگے
تا اینکہ ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے کہ اس کا نام طوعہ تھا اور اس سے پانی
مانگا اس نے پانی پلایا آپ نے اس سے پناہ چاہی اس نے اپنے گھر میں چھپایا
جب اس کے بیٹے کو معلوم ہوا تو اس نے جاکر ابن زیاد کو خبر کر دی اس نے محمد بن اشعث
نُتقی کو بلا کر اور اس کی ماتحتی میں بہت آدمی دیکر روانہ کیا کہ مسلم کو پکڑ لائیں جب
اس مومنہ نیک انجام کے دروازہ پر یہ ولد الحرام پہنچے اور مسلم نے گھوڑوں کی ٹاپوں
کی آواز سنی تو زرہ پہنی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اصحاب عبیداللہ سے
لڑنا شروع کیا تا اینکہ ایک جماعت عبیداللہ بن زیاد نابکار کو حضرت مسلم نے
داخل دار البوار کیا تو محمد بن اشعث حرام زادہ نے پکار کر کہا کہ اے مسلم تم کو امان
ہے حضرت مسلم نے فرمایا کہ بیوفا اور فاجروں کی امان پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے
پھر حضرت مسلم نے ان سے لڑنا شروع کیا اور حمران بن مالک خثعمی کے ابیات
کو رجز میں پڑھا [illegible] :
اقسمت لا اقتل الا حرا : کل امری یوما ملاق شرا : اضربکم ولا اخاف ضرا یعنی میں قسم کھاتا ہوں کہ
سوائے آزاد کے دوسرے کو قتل نہ کروں گا اگرچہ تو موت کو مکروہ جانے اور میں

دھوکا اور فریب دینا اور سرد کو گرم میں ملانا مکروہ جانتا ہوں ہر شخص ایک روز
شر سے ملاقات کرے گا میں تمہارے قتل کرنے میں خوف مضر نہیں کرتا پس ان لوگوں نے
حضرت مسلم سے کہا کہ جھوٹ نہ بول اور فریب نہ دے حضرت مسلم نے کسی کی طرف
خیال نہ فرمایا اور ان لوگوں نے حضرت مسلم پر حملہ کیا اور ان کو زخموں سے مجروح
کر دیا پس ایک حرام زادہ نے پس پشت سے ایک نیزہ ایسا مارا کہ حضرت مسلم زمین
پر گر پڑے پھر تو ان بیحیاؤں نے حضرت مسلم کو قید کر لیا۔ جب عبید اللہ کے پاس
لائے تو حضرت مسلم نے اس ولد الزنا کو سلام نہ کیا ابن زیاد کا ملازم بولا کہ تم نے
امیر کو سلام کیوں نہ کیا مسلم نے اس سے کہا کہ چپ رہ خدا تجھ پر لعنت کرے میرا
امیر یہ نہیں ہے ابن زیاد نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے سلام کرو یا نہ کرو قتل ضرور کئے
جاؤ گے حضرت مسلم نے کہا کہ اگر تو مجھے قتل کرے گا تو کیا ہے تجھ سے بدتر شخص نے
مجھ سے بہتر کو قتل کیا ہے اور اب تو نہ چھوڑ کبھی بری طرح قتل کرنے کو اور بعد قتل
عضو جدا کرنے کو اور اپنی خبث طینت کو اور دناءت نفس کو کبھی اور شخص کے لئے جو
تجھ سے زیادہ خبیث ہو یعنی کسی طرح کے ظلم اور برائی باقی نہ رکھنا ابن زیاد
بولا کہ اے جماعت مسلمین کے پراگندہ اور خلاف کرنے والے تو نے اپنے امام پر خروج
کیا اور تو نے گروہ مسلمین کو پراگندہ اور فتنہ و فساد برپا کیا حضرت مسلم نے کہا کہ اے
ابن زیاد تو کاذب ہے گروہ مسلمین کو معاویہ اور اس کے بیٹے یزید پلید نے
پراگندہ کیا اور تو نے فتنہ برپا کیا اور تیرے باپ زیاد بن عبید کو کہ جو غلام ثقیف
کا بیٹا تھا فتنہ برپا کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالے مجھ کو ہاتھ سے اشرف المخلوقات
کے شہادت نصیب کرے ابن زیاد نے کہا کہ تمہارے نفس نے تمہیں ایک
امر کی طمع دلائی تھی لیکن خداوند عالم نے بچایا اور حکومت کو خدا نے اس کے
حوالہ کیا جو اس کے لائق اور اہل تھا مسلم نے کہا کہ اے پسر مرجانہ حکومت کے

لائق کون ہے ابن زیاد نے کہا کہ اس کے لائق یزید بن معاویہ ہے حضرت مسلم
نے فرمایا کہ الحمد للہ ہم راضی ہیں کہ اللہ تعالے ہمارے اور تمہارے درمیان میں حکم
بحق کرے ابن زیاد نے کہا کہ تم کو یہ گمان ہے کہ کچھ حکومت نصیب ہوگی حضرت
مسلم نے فرمایا کہ قسم بخدا یہ گمان نہیں بلکہ یقین ہے ابن زیاد بولا کہ اے مسلم یہ
بتاؤ کہ تم اس شہر میں کیوں آئے اور ان لوگوں کو بد باتوں کی کیوں ہدایت کی
اور ان کے درمیان تفرقہ و فتنہ ڈالا اور ان کے عقائد و کلمات کو متفرق و پریشان
کر دیا مسلم نے کہا کہ میں اس لئے آیا کہ تم لوگوں نے دین میں بدعتیں پیدا کیں
اور عمدہ باتوں کو نیست و نابود کر دیا اور لوگوں پر بغیر ان کی رضامندی حکومت
کی اور امور غیر مشروع لوگوں سے کرائے اور اعمال و افعال کسرے و قیصر کے
تم لوگ کرنے لگے پس ہم یہاں آئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور
اور موافق قرآن اور احادیث اُن میں حکم کریں اور اس کے قابل و لائق ہم
ہیں پس ابن زیاد ولد الحرام حضرت مسلم و حضرت علی علیہ السلام اور حضرت حسن
علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کو ناسزا کہنے لگا حضرت مسلم نے فرمایا
کہ تو اور تیرا باپ ان باتوں کے لائق اور دشنام کا مستحق ہے پس اے دشمن
خدا جو تجھے کرنا ہو کر پس ابن زیاد ولد الزنا نے بکیر بن حمران سے کہا کہ مکان
کے اوپر لیجا کر مسلم کو قتل کر پس وہ شقی ان کو بالائے بام لے گیا اور حضرت
مسلم کا اس وقت یہ حال تھا کہ تسبیح و استغفار کرتے اور درود رسول مختار
پر بھیجتے تھے اس شقی نے ان کی گردن پر تلوار لگائی اور خائف و ترساں
مکان سے نیچے اتر آیا ابن زیاد نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے
کہا کہ اے امیر جس وقت میں مسلم کو قتل کرتا تھا تو ایک شخص سیاہ رنگ
مہیب صورت میں نے اپنے برابر دیکھا کہ انگشت بدنداں یا دانتوں سے

ہونٹ کاٹتا ہے میں ایسا ڈرا کہ ایسا خوف کبھی نہ کیا تھا ابن زیاد بولا کہ تو نے ذہشت کھائی پھر اس بے حیا نے ہانی بن عروہ کے بارہ میں حکم دیا کہ ان کو حجرہ سے نکال کر قتل کر دیں وہ بیچارہ پکار کر کہتا تھا کہ کہاں ہیں قبیلہ مذحج والے اور مجھ سے کیوں جدا ہیں اور کہاں ہیں میرے کنبہ والے اور کیوں مجھ سے علیحدہ ہیں اس شقی نے ان سے کہا کہ اپنی گردن بڑھاؤ ہانی نے کہا کہ نہ میں اپنی جان دینے میں سخاوت نہ تمہارے قتل پر اعانت کرتا ہوں پس عبداللہ ولد الحرام کے غلام نے کہ اس کا نام رشید پلید تھا اس مومن سعید کو شہید کیا اور شہادت مسلم و ہانی میں عبداللہ بن زبیر اسدی مرثیہ کہتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ مرثیہ فرزدق شاعر نے کہا ہے ھ مرثیہ فان کنت لا تدرین ما الموت فانظری الی ہانی فی السوق وابن عقیل ÷ الی بطل قد ہشم السیف وجہہ ÷ وآخر یھوی من طمار قتیل ÷ اصابہما فرخ البغی فاصبحا ÷ احادیث من یسری بکل سبیل ÷ تری جسداً قد غیر الموت لونہ ÷ ونضح دم قد سال کل مسیل ÷ فتی کان احیی من فتاۃ حییۃ ÷ واقطع من ذی شفرتین صقیل ÷ ایرکب اسماء الہمالیج امنا ÷ وقد طلبتہ مذحج بذحول ÷ تطوف حوالیہ مراد وکلہم ÷ علی رقبۃ من سائل ومسئول ÷ فان انتم لم تثاروا باخیکم ÷ فکونوا بغایا ارضیت بقلیل ÷ یعنی اگر تو نہیں جانتا کہ موت کیا چیز ہے پس ہانی کی طرف کہ بازار میں اسے قتل کیا اور مسلم بن عقیل کی طرف دیکھ کہ وہ جوان شجاع تھا تلوار نے اس کے منہ کو مجروح کیا بعد قتل ان کو قصر سے نیچے پھینک دیا اور بحکم ابن زیاد قتل کیا ان کے قصہ کو راوی آخیر تک بیان کرتے ہیں دیکھتا ہے تو ان تن اقدس کو کہ جن کے رنگ کو موت نے بدل دیا ہے اور ان کا لہو ہر طرف بہتا ہے ایسا جوان شرم و حیا والا کہ شرم ناک لڑکی سے بھی شرم میں زیادہ ہے اس کی تیغ

کی برش شمشیر دودم کی برش سے بھی تیز ہے آیا وہ اشخاص کہ جو ہانی کو ابن زیاد کے پاس لیگئے بعیش و آرام تمام گھوڑوں پر سوار ہیں حالانکہ قبیلہ مذحج ان کی جستجو میں ہیں اور اپنے مقتول کے عوض کے درپے ہیں اور بنی مراد اس کے گرد پھرتے ہیں اور مسافرحت کے منتظر ہیں اور اس کا احوال آپس میں پوچھا کرتے ہیں اے قوم مذحج و مراد اگر تم اپنے بھائی کے خون کا عوض کرو نہیں تمہارا حال اس زن زانیہ سے مشابہ ہے کہ قلیل مال پر اکتفا کرے راوی کہتا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد بدنہاد نے مسلم و ہانی کا حال یزید بن معاویہ ولد الحرام کو لکھا اس شقی نے اس کو جواب لکھا جس میں اس امر قبیح اور اسکی جانفشانی اور کارروائی کا بہت شکریہ ادا کیا تھا اور اس کو لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے بھی اس طرف کا ارادہ کیا ہے اور اس شقی کو حکم کیا کہ جس پر گمان و وہم بھی ہو تو اس سے مواخذہ کرنا اور انتقام لینا اور قید کرنا اور جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے روانہ ہوئے تو وہ روز سہ شنبہ ۳ ذی الحجہ تھی اور بعض نے کہا ہے کہ چہارشنبہ ۸ ذی الحجہ تھی مگر اسوقت تک امام حسین علیہ السلام کو خبر شہادت مسلم معلوم نہ ہوئی تھی اور مروی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے قصد سفر عراق کیا تو آپ نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ پڑھا جس کا یہ خصل ہے فرمایا کہ تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں جو چاہے وہ کرے اس کے سوا اور کسی کو قوت اور توانائی نہیں اور درود اللہ کا اس کے رسول پر اور اولاد آدم کے لئے موت حتمی اور گھیرے ہے بنی آدم کو اس طرح جیسے گلوبند گلے کے گرد ہوتا ہے اور مجھ کو اپنے آباء طاہرین کے دیکھنے کا ایسا اشتیاق ہے کہ جیسے یعقوب کو یوسف کا اشتیاق تھا اور میرے لئے مقام شہادت خداوند عالم نے معین و مقرر

فرمایا ہے کہ وہاں میں بہت جلد پہنچوں گا گویا میں دیکھتا ہوں کہ میرے اعضا
گرگہائے صحرا نوادیس و کربلا میں پارہ پارہ کر دیئے اور میرے اعضائے پارہ پارہ
سے اپنے شکم ہائے گرسنہ کو سیر کیا ہے اور اپنے خالی معدوں کو پُر کیا ہے اور قلم
تقدیر سے جو خدا نے لکھدیا ہے اس دن موت سے کچھ چارہ نہیں ہم اہلبیت رضائے
خدا پر راضی ہیں اور جو بلا ہم پر نازل ہوگی اس پر ہم صابر ہیں اور خدائے تعالے
ہم کو صابرین کا اجر عطا فرمائے گا اور گوشت رسول خدا ان حضرت سے جدا
نہ ہوگا بلکہ خطیرۂ قدس میں آنحضرت کے پاس مجتمع ہوگا اور حق تعالے ان کی
آنکھوں کو ٹھنڈا اور اپنے وعدوں کو پورا کرے گا جو شخص ہماری محبت میں
اپنی جان فدا کرے اور ملاقات پروردگار عالم کا خواہشمند ہو پس صبح کو میرے
ساتھ روانہ ہو کہ میں انشاءاللہ کل چلوں گا پھر حضرت روانہ ہوئے اور مقام
تنعیم پر پہنچے تو ایک قافلہ ملا کہ جو یمن سے آتا تھا اور بحیر بن زیاں حاکم یمن نے
تحفے اور ہدیے یزید بن معاویہ کے لئے بھیجے تھے حضرت نے وہ تمام ہدایا لے لئے
اسواسطے کہ آپ امام زماں تھے اور امور مسلمین کے حاکم و مالک تھے اور جمالوں
سے فرمایا کہ جو شخص عراق کی طرف میرے ساتھ چلنا چاہے اس کو میں پورا کرایہ
دونگا اور اس کے ساتھ اور بھی نیکی کرونگا اور جو مجھ سے علیحدگی چاہے اس کو میں
بقدر طے کرنے مسافت راہ کے کرایہ دونگا بس بعض تو حضرت کے ساتھ چلے گئے
اور بعض نہ گئے پھر حضرت وہاں سے روانہ ہوئے اور منزل ذات عرق پر
پہنچے تو بشیر بن غالب سے ملاقات ہوئی کہ وہ عراق سے آتا تھا حضرت نے
اس سے اہل عراق کا حال پوچھا اس نے عرض کیا کہ اہل عراق کے دل تو آپ کے
ساتھ اور تلواریں ان کی بنی امیہ کے ساتھ ہیں پس حضرت نے فرمایا کہ برادر
بنی اسد سچ کہتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ یعنی اللہ جو چاہتا ہے

کرتا ہے اور جو چاہے حکم کرے راوی کہتا ہے کہ وہاں سے حضرت روانہ
ہوئے اور بوقت ظہر منزل ثعلبیہ پر پہنچے حضرت اپنا سر انور رکھکر سو گئے پھر
بیدار ہوئے تو فرمایا کہ میں نے ہاتف کو دیکھا کہتا ہے کہ تم تعجیل کرتے ہو اور
قضا تم کو جنت کی طرف لئے جاتی ہے پھر ان کے نور نظر علی اکبر نے عرض
کیا کہ اے پدر بزرگوار کیا ہم حق پر نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے نور نظر ہم
حق پر ہیں قسم ہے اس خدا کی کہ اسی کی طرف بندوں کی بازگشت ہے پھر حضرت
علی اکبر نے کہا کہ اے بابا جان پھر موت سے کیا پروا ہے حضرت نے فرمایا کہ
خدا تم کو جزائے خیر دے اس جزا سے بہتر کہ جو بیٹے کو باپ سے ملتی ہے پھر حضرت
نے رات کو وہاں ہی قیام فرمایا جب صبح ہوئی تو ایک شخص کوفہ کا آیا کہ اس کی
کنیت ابو ہرہ تھی اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا
اور کہا کہ اے فرزند رسول کیا سبب ہوا کہ آپ حرم خدا اور حرم رسول مقبول سے
باہر چلے آئے حضرت نے فرمایا کہ اے ابو ہرہ خدا تجھ پر رحم کرے بنی امیہ نے
میرا مال غصب کیا میں نے اس پر صبر کیا میری ہتک آبروکی میں نے صبر کیا اور
اب مجھے وہ شہید کرنا چاہتے ہیں تو میں نے بمجبوری بھاگنا اختیار کیا اور قسم بخدا
یہ گروہ باغی مجھے ضرور قتل کرے گا اور خداوند قہار لباس خواری اور ذلت ان کو
پہنائے گا اور شمشیر انتقام ان پر کھینچے گا اور ایسا شخص ان پر مسلط کرے گا کہ جو
ان کو ذلیل اور خوار کرے قوم سبا سے بھی زیادہ کہ ان پر ایک عورت حاکم
ہوئی اور ان کے مالوں اور جانوں پر اس نے تصرف کیا پھر حضرت وہاں سے
روانہ ہوئے تو ایک گروہ قبیلۂ فزارہ اور بجیرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں
کہ ہم لوگ زہیر بن قین کی ہمراہ تھے جب مکہ سے مراجعت کی اور ہم لوگ
منزلوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ جاتے تھے اور حضرت سے

علیحدہ اترتے تھے ایک روز جو ایک طرف ہم نے منزل پر قیام کیا تو ہم لوگ
کھانا کھا رہے تھے ناگاہ قاصد امام حسین علیہ السلام آیا اور سلام کیا اور کہا کہ اے
زہیر بن قین تم کو ابا عبداللہ الحسینؑ بلاتے ہیں اور مجھے بھیجا ہے کہ میں آپ کو اپنے
ساتھ لے چلوں تو شدت خوف سے ہمارے ہاتھوں سے لقمے چھوٹ گئے اور
ہم ایسے متحیر ہو کر رہ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر کوئی جانور بیٹھا ہے پس ان کی
زوجہ مسماۃ دیلم بنت عمرو نے کہا کہ سبحان اللہ فرزند رسول تم کو قاصد بھیج کر
بلائے اور تم نہ جاؤ پس تم کو مناسب ہے کہ جاؤ اور ان کے ارشاد کو سنو پس
زہیر گئے اور تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ شاد و خورم واپس آئے کہ چہرۂ انور
ان کا چمکتا تھا اور حکم کیا کہ ہمارا خیمہ اکھاڑ کر مال و متاع لیکر خدمت امام
حسین علیہ السلام میں لے چلو اور اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیا میں
یہ چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے تجھ کو کوئی مصیبت نہ پہنچے بلکہ راحت ملے اور
میں نے تو امام حسین علیہ السلام کی رفاقت پر کمر باندھ لی اور میں اپنی روح
ان پر نثار کروں گا اور اپنی جان سپر کر کے ان کی حفاظت کرونگا پھر زوجہ کا
کل مال اس کے حوالہ کر دیا اور اس کا چچازاد بھائی جو اس کے ہمراہ تھا اس کے سپرد
کر دیا تاکہ اس کے ماں اور باپ کے پاس پہنچا دے عورت رونے لگی اور
اپنے شوہر کو رخصت کیا اور کہا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے میرا تم سے یہ سوال
ہے کہ قیامت کے دن جناب سید الشہداء کے جد بزرگوار رسول مختار کے سامنے
بھول نہ جانا اور اپنے ہمراہیوں سے زہیر نے کہا کہ جس کا دل چاہے ہمارے
ساتھ آئے ورنہ ہماری تمہاری یہ آخری ملاقات ہے پھر حضرت وہاں سے
روانہ ہوئے اور منزل زبالہ پر پہنچے تو وہاں مسلم بن عقیل کی خبر معلوم ہوئی جب
یہ خبر حضرت کے ہمراہیوں پر ظاہر ہوئی تو جو لوگ بطمع مال و عزت دنیا کی غرض

سے حضرت کے ہمراہ ہو گئے تھے وہ سب علیحدہ ہو گئے اور حضرت کے عزیز
و رشتہ دار و اصحاب ابرار ہی ہمراہ رہ گئے راوی کہتا ہے کہ مسلم بن عقیل
کی خبر شہادت سن کر اس منزل پر ایسا گریہ ہوا کہ گویا میدان ہلتا تھا اور ہر شخص
رو رہا تھا پھر حضرت وہاں سے روانہ ہوئے باین قصد کہ جو خدا نے مقدر فرمایا ہے
وہ ہوگا پھر فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی اس نے حضرت کو سلام کر کے عرض کیا
کہ اے فرزند رسول آپ نے اہل کوفہ کی طرف کیوں التفات فرمایا وہ تو ایسے لوگ
ہیں کہ آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو اور ان کے شیعوں کو قتل کیا راوی
کہتا ہے کہ حضرت زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ خدا مسلم پر رحم کرے کہ وہ تو غرق
دریائے رحمت الہٰی ہوئے اور جو ان پر گذرنا تھا گذرا اور جو ہم پر گذرے گا وہ بھی
ہے بعد اس کے حضرت نے یہ شعر پڑھے ؎ فان تکن الدنیا تعد نفیسة
فان ثواب اللہ اعلیٰ و انبل ٭ و ان تکن الابدان للموت انشات
فقتل امرء بالسیف فی اللہ افضل ٭ و ان تکن الارزاق قسما مقدر
فقلة حرص المرء فی السعی اجمل ٭ و ان تکن الاموال للترک جمعها ٭ فما بال متروک بہ المرء یبخل
یعنی پس اگر دنیا عمدہ چیز ہے تو ثواب خدا اس کا اعلیٰ اور افضل ہے یعنی آخرت اس سے
اعلیٰ اور بہتر ہے اور اگر ابدان بنی آدم موت کے لئے مخلوق ہوئے ہیں تو انسان کا
راہ خدا میں جہاد کر کے تلوار سے قتل ہونا افضل ہے اور اگر رزق قسمت میں معین
کیا گیا ہے تو کوشش و حرص میں آدمی آدمی کو کمی کرنا عمدہ ہے اور اگر مال کا جمع
کرنا چھوڑ جانے کے لئے ہے تو آدمی ایسی چیز پر بخل و خست کیوں کرتا ہے راوی
کہتا ہے کہ حضرت نے ایک خط سلیمان بن صرد خزاعی اور مسیب بن نخبہ اور رفاعہ
بن شداد اور گروہ مومنین کوفہ کے نام لکھا اور قیس بن مسہر صیداوی کو دیکر روانہ کیا
جب وہ قریب کوفہ پہنچے تو حصین بن نمیر تمیمی کہ جو عبید اللہ بن زیاد کا مصاحب تھا

متعرض ہوا کہ اپنی تلاشی دو قیس نے خط نکال کر چاک کر دیا پس حصین لعین ابن زیاد بد نہاد کے پاس ان کو لے گیا پس جب ابن زیاد کے سامنے قیس آئے تو انہوں نے پوچھا تو کون ہے قیس نے کہا کہ میں امیر المومنین علی بن ابی طالب اور ان کے فرزند کا شیعہ ہوں ابن زیاد نے کہا کہ تو نے خط کیوں پھاڑ ڈالا کہا اس لئے کہ تو مضمون خط پر مطلع نہ ہو ابن زیاد نے کہا کہ کس کا خط تھا اور کس کے نام تھا کہا کہ امام حسین علیہ السلام کا خط اہل کوفہ کے نام تھا میں ان لوگوں کے ناموں سے واقف نہیں ابن زیاد خفا ہوا اور کہا کہ قسم بخدا میں تجھ کو ہرگز نہ چھوڑونگا جب تک کہ ان لوگوں کے نام نہ بتائیگا کہ کون کون ہیں یا منبر پر جا کر حسین بن علی علیہ السلام اور ان کے پدر بزرگوار اور برادر عالی وقار پر لعنت کرو ورنہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا قیس نے کہا کہ مکتوب الیہم کے نام تو نہ بتاؤنگا لیکن حسین بن علیؑ اور ان کے پدر بزرگوار اور برادر خوش کردار پر البتہ لعنت کرونگا پس قیس منبر پر گیا اور حمد و ثنائے الٰہی اور درود رسول خدا پر بھیجا اور فضائل علی و حسنین علیہم السلام کے خوب بیان کئے پھر عبید اللہ بن زیاد اور اس کے پدر بد نہاد پر لعنت کی اور بد کاران بنی امیہ پر بھی ان کے بعد تبرا کیا پھر کہا کہ ایہا الناس میں قاصد حسین علیہ السلام تمہارے پاس آیا ہوں اور میں نے ان کو فلاں مقام پر چھوڑا ہے پس تم لوگ ان کے کہنے کو قبول کرو پس ابن زیاد کو اس واقعہ کی خبر کی اس ولد الزنا نے حکم دیا کہ کوٹھے سے نیچے گرا دو پس اس کو کوٹھے سے گرا دیا اور ان کی روح گلشن جنت کو روانہ ہوئی جب امام حسین علیہ السلام کو ان کے انتقال کا حال معلوم ہوا تو بہت روئے اور دعا کی کہ پروردگار ہم کو اور ہمارے شیعوں کو مقام بزرگ عطا فرما اور ہم کو اور ہمارے شیعوں کو اپنے مقام رحمت میں یکجا جمع کر تحقیق کہ تو ہر شے پر قادر ہے اور مروی ہے کہ یہ خط امام حسین علیہ السلام نے منزل حاجر سے لکھا تھا اور بعض روایات میں اور منزل کا نام ہے راوی کہتا ہے کہ وہاں سے بھی

امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے تا انکہ کوفہ دو منزل رہا تھا کہ ناگاہ حر بن یزید سے ملاقات ہوئی کہ ان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے حضرت نے فرمایا کہ اے حر کیا تو میری مدد کو آیا ہے یا مجھ سے لڑنے عرض کیا کہ اے ابا عبداللہ الحسینؑ میں آپ کے مقابلہ کو آیا ہوں حضرت نے فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بعد امام حسین علیہ السلام اور حر میں ردو بدل ہوئی حضرت نے اس سے فرمایا کہ جب تم لوگ میرے خلاف ہو تو تم نے مجھے کیوں خطوط لکھے اور قاصد پر قاصد بھیجے پھر میں جہاں سے آیا ہوں وہاں ہی چلا جاؤں حر نے اور حر کے ہمراہیوں نے حضرت کو چلنے سے روکا اور کہا کہ اے فرزند رسول آپ ایسی راہ اختیار فرمائیں کہ نہ تو کوفہ کو جاتی ہو اور نہ مدینہ کو تاکہ میں ابن زیاد سے یہ عذر کر سکوں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کو اور راہ پھیر دیا تب امام حسین علیہ السلام نے بائیں جانب التفات فرمایا تا ایں کہ خیمہ عذیب ہجانات پر پہنچے راوی کہتا ہے کہ وہاں عبیداللہ بن زیاد کا خط حر کے پاس پہنچا کہ اس میں امام حسین علیہ السلام کے معاملہ میں حر کو بہت کچھ ملامت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام پر تنگی کرے پھر تو حر اور اصحاب حر نے امام حسین علیہ السلام سے تعرض کیا اور ادھر ادھر جانے سے روکا حضرت نے حر سے فرمایا کہ کیا تو نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ کوئی اور راہ اختیار کریں اس نے کہا کہ بیشک میں نے کہا تھا اور عبیداللہ کا خط میرے نام اس مضمون کا آیا ہے کہ میں آپ پر سختی کروں اور مجھ پر ایک جاسوس مقرر کیا ہے اور وہ مجھ سے اس معاملہ میں مواخذہ کریگا راوی کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے درمیان میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا پہلے حمد و ثنائے الہٰی کی پھر فرمایا جس کا حاصل مضمون یہ ہے کہ تم لوگ دیکھتے ہو کہ جو مصیبت مجھ پر پڑی ہے اور تحقیق کہ دنیا متغیر اور خراب ہو گئی ہے اور دنیا کی نیکیوں نے منہ پھیر لیا ہے۔ دنیا سے کچھ باقی نہیں رہا بہت کم جیسے کہ پانی کے ظرف میں کچھ پانی بچے کا بچ جائے اور

دنیا میں عیش مذموم و بد ہے جیسے کہ سبزہ زار میں سوکھی لکڑیاں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے
کہ لوگ حق پر عمل نہیں کرتے اور نہ کوئی باطل سے رکتا اور بچتا ہے چاہیے کہ مومن
ملاقات پروردگار کو حق جان کر رغبت کرے میں مرنے میں نیکی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا
اور ظالمین کے ہمراہ جینے میں ملال اور دل تنگی کے سوا کچھ نہیں پس زہیر بن قین نے
کھڑے ہو کر کہا کہ اے فرزند رسول آپ کو خدا ہدایت پر قائم رکھے ہم نے آپکا
ارشاد سنا اگر دنیا ہمارے لئے باقی رہے اور ہم اس میں ہمیشہ رہیں تب بھی ہم
آپ کے ہمراہ قتل ہونے کو بقائے ابدیٔ دنیا پر ترجیح دیتے ہیں راوی کہتا ہے کہ
ہلال بن نافع بجلی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ قسم بخدا ہم ملاقات خدا سے کراہت
نہیں رکھتے ہم اپنی نیتوں اور ارادوں پر ثابت ہیں جو آپ سے محبت کرے
ہم اس کے دوست ہیں اور جو آپ سے عداوت رکھے اس کے دشمن ہیں راوی
کہتا ہے کہ پھر بریر بن خضیر کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ قسم بخدا اے فرزند رسول
آپ کے وجود ذیجود کی برکت سے اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ آپ کے سامنے
جہاد کریں اور آپ کی محبت میں ہمارے اعضا پارہ پارہ ہو جائیں اور روز قیامت
آپ کے جد بزرگوار ہمارے شفیع ہوں راوی کہتا ہے کہ پھر امام حسین علیہ السلام
کھڑے ہوئے اور سوار ہو کر کوچ کا ارادہ کیا تو لشکر حر کبھی روکتا تھا اور کبھی
ساتھ رہتا تھا یہاں تک کہ حضرت وارد کربلا ہوئے اور وہ محرم کی ۲ تاریخ
تھی جب داخل کربلا ہوئے تو فرمایا کہ اس زمین کا کیا نام ہے کسی نے کہا کہ اس کو کربلا
کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ یہ مقام کرب و بلا ہے یہاں اترو یہ ہمارے قیام
کی جگہ ہے یہاں ہمارا خون بہایا جائے گا اور یہ ہماری قبروں کی جگہ ہے میرے
نانا رسالت مآب نے اس کی خبر دی تھی پس امام ابرار کے تمام انصار وہاں اتر
پڑے اور ایک طرف حر بھی مع اپنے لشکر کے اترا اور امام حسین علیہ السلام اپنی

تلوار پر صیقل کرتے جاتے اور یہ اشعار فرماتے تھے یا دھر اف لک من خلیل ٭ کم لک بالاشراق والاصیل ٭ من طالب صاحب قتیل ٭ والدھر لا یقنع بالبدیل ٭ وکل حی سالک سبیل ٭ ما اقرب الوعد من الرحیل ٭

یعنی اے زمانہ ناپائیدار اف ہو تجھ پر کہ تو نے ہرگز کسی دوست سے وفا نہ کی ہر صبح وشام کیسے کیسے اصحاب ذوی الاحترام کو تو نے قتل کیا اور تو عوض اور بدلے پر صبر نہیں کرتا اور ہر ذی حیات کو یہی راہ درپیش ہے کہ جس راہ میں جا تا ہوں کیا میرا وعدہ رحلت کا قریب پہنچا اور سب کی بازگشت خدا کی طرف ہے راوی کہتا ہے کہ جب یہ اشعار امام ابرار سے جناب زینبؑ دختر فاطمہؑ نے سنے تو عرض کیا کہ اے بھائی یہ باتیں تو اس شخص کی ہیں کہ جس کو اپنی شہادت کا یقین ہو حضرت نے فرمایا کہ ہاں اے بہن پس جناب زینبؑ نے کہا کہ ہائے بیکسی کہ امام حسین علیہ السلام اپنی شہادت کی خبر دیتے ہیں راوی کہتا ہے کہ تمام عورتوں نے رونے کا شور بلند کیا اور رخساروں پر طمانچے مارے اور گریبان کو پھاڑ ڈالا اور ام کلثوم پکارتی تھیں کہ اے نانا رسول خدا اور اے بابا علی مرتضےٰ اور اے اماں فاطمہ زہرا اور اے بھائی حسنؑ مجتبےٰ اور اے بھائی حسینؑ خاص آل عبا ہائے افسوس آپ کے بعد ہم ضائع اور برباد ہو جائینگے اے ابا عبد اللہ راوی کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ان کو امر بصبر فرمایا اور کہا کہ اے بہن صبر کرو خدا تم کو صبر عطا فرمائے تمام سکان آسمان فنا ہو جائینگے اور تمام اہل زمین مر جائیں گے اور تمام خلائق فنا ہوگی پھر فرمایا کہ اے بہن ام کلثومؑ اور اے زینبؑ اور اے فاطمہؑ اور اے رباب تم سب دیکھو کہ جب میں قتل ہو جاؤں تو میرے جنازہ پر گریبان نہ پھاڑنا اور نہ میری لاش پر منہ پیٹنا اور نہ کوئی کلام خلاف صبر کرنا اور دوسرے طریق سے یوں مروی ہے کہ جب ان اشعار کا مضمون جناب زینبؑ نے سنا اور جناب

اس وقت امام حسین علیہ السلام سے علیحدہ عورات اور اطفال میں تشریف رکھتی تھیں ننگے پا خیمہ سے نکل پڑیں کہ گوشہ ردا زمین پر لٹکتا جاتا تھا تا اینکہ امام حسین علیہ السلام کے پاس آئیں اور کہا کہ ہائے بیکسی کاش مجھے موت آئی ہوتی آج والدہ ماجدہ فاطمہ زہرا اور پدر بزرگوار علی مرتضےٰ اور برادر خوش کردار حسن مجتبےٰ نے وفات پائی اے یادگار بزرگان اور فریادرس باقیماندگان بس حضرت نے جناب زینب پر نظر کی اور فرمایا کہ اے بہن اپنا صبر و تحمل ہاتھ سے نہ دو جناب زینبؑ نے کہا کہ ماں اور باپ میرے آپ پر فدا ہوں کیا آپ قتل کئے جائینگے فدا ہوں میں آپ پر پھر حضرت نے ضبط کیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اگر قطا کو خوف صیاد نہ ہو تو آرام سے سوئے قطا ایک جانور ہے کہ جب اسے خوف سے ہوتا ہے تو شب بھر ہر اساں بیدار رہتا ہے حضرت کا یہ مطلب تھا کہ مجھ کو قطا کی مثل بے بس و مجبور کیا ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتا مگر کیا کروں حضرت زینبؑ نے کہا کہ وا ویلاہ کہ آپ اپنے نفس پر جبر کرتے ہیں اور اس بیکسی و بے بسی میں اپنے نفس کو گھونٹتے ہیں یہ امر تو اور زیادہ میرے قلب کو زخمی کرتا ہے اور مجھ پر یہ سخت مصیبت ہے پھر اپنا گریبان پھاڑ ڈالا اور وہ معظمہ غش کھا کر گر پڑیں بس حضرت نے سرہانے کھڑے ہو کر جناب زینبؑ کے چہرہ انور پر پانی چھڑکا تا اینکہ افاقہ ہوا پھر حضرت نے جناب زینبؑ کو امر بصبر فرمایا اور وہ مصیبت یاد دلائی کہ جو بسبب وفات پدر بزرگوار علی مرتضےٰ اور جد عالیمقدار رسول خدا صلوات اللہ علیہم اجمعین پہنچی تھیں۔

مسلک دوم میں وقت جنگ اور قریب جنگ کا حال ہے راوی کہتا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد نے امام حسین علیہ السلام سے اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا تو سب نے اس کا اتباع کیا اور اپنی قوم کی خفت چاہی سب نے اس کی

اطاعت کی اور عمر بن سعد سے دین کو دنیا کے بدلے ابن زیاد نے خریدا اور
امام حسین علیہ السلام سے لڑنے کو بلایا تو اس لعین نے منظور کیا اور چار ہزار
سوار لیکر امام مظلوم سے لڑنے کوفہ سے چلا اور ابن زیاد نے بہت سا لشکر
اس کے پیچھے روانہ کیا تا اینکہ اس کی مدد کے لیئے ہر محرم تک بیس ہزار
سوار جمع ہو گئے پس ان لوگوں نے امام مظلوم پر سختی کی یہاں تک کہ امام حسین
علیہ السلام مع عزیز و انصار بلائے عطش میں مبتلا ہو گئے پس حضرت قبضہ
تلوار پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور بآواز بلند فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا
ہوں کہ تم لوگ کیا مجھے پہچانتے ہو سب نے کہا کہ ہاں آپ فرزند رسول اور
آنحضرتؐ کے نواسے ہیں پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جد امجد
میرے رسول خدا ہیں سب نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی سوگند دیتا
ہوں کہ آیا والدہ ماجدہ میری فاطمہؑ بنت محمدؐ مصطفٰے ہیں سب نے کہا کہ ہاں
پھر فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ پدر بزرگوار میرے علی بن
ابی طالب ہیں سب نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم
جانتے ہو کہ جدہ ماجدہ میری خدیجہ بنت خویلد ہیں کہ جو اس امت کی تمام عورتوں سے
پہلے اسلام لائیں سب نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ میں اللہ کی سوگند دیتا ہوں آیا
تم جانتے ہو کہ سردار شہیدوں کے حضرت حمزہؑ میرے پدر بزرگوار کے چچا ہیں
سب نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ جعفر طیار
جنت میں میرے چچا ہیں سب نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی سوگند دیتا
ہوں کیا تم جانتے ہو کہ یہ تلوار رسول مختار کی ہے کہ جو میں گلے میں حمائل کیئے ہوں
سب نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ یہ
عمامہ جو میں باندھے ہوں رسول خدا کا ہے سب نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ

میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تم جانتے ہو کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ تمام قوم سے پہلے
اسلام لائے اور سب سے علم میں اعلم اور حلم میں اکمل و اعظم تھے اور تحقیق کہ وہ
جناب ولی و مختار تمام مومنین و مومنات کے تھے سب نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ پھر تم کو
میرا خون بہانا کیونکر حلال ہوا حالانکہ پدر نامدار میرے حوض کوثر سے ہٹانیوالے ہونگے
کہ لوگوں کو ہٹائینگے جیسے کہ اس اونٹ کو ہٹائیں کہ جو پانی پر وارد ہوا اور رایت حمد میرے
پدر بزرگوار کے ہاتھ میں بروز قیامت ہوگا۔ ان بے حیاؤں نے کہا کہ یہ تو ہم سب
جانتے ہیں مگر ہم آپ کو نہ چھوڑیں گے جب تک کہ آپ کو پیاسا شہید کریں گے پس جبکہ
حضرت نے یہ خطبہ فرمایا اور حضرت کی بی بیوں اور خواہر جناب زینبؑ نے یہ کلام
امام عالیمقام سے سنا تو رونے لگیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارے اور اپنی آوازوں کو
بلند کیا پس حضرت نے ان کے پاس اپنے برادر عباسؑ اور نور نظر جناب علیؑ اکبر کو بھیجا اور
ان دونوں سے ارشاد فرمایا کہ تم مخدرات عصمت و طہارت کو چپ کرو پس مجھے اپنی جان
کی قسم ہے کہ بہت روتی ہیں راوی کہتا ہے کہ ناگاہ خط عبید اللہ کا عمر ابن سعد کے پاس
آیا اور اس میں تاکید شدید کی تھی کہ جنگ و جدال میں تعجیل کرے اور ڈرایا تھا کہ لڑائی میں
تاخیر نہ کرے پس وہ بے حیا سوار ہو کر امام ابرار کی طرف آئے اور سب کے آگے
شمر بن ذی الجوشن ولد الحرام بڑھا اور پکارا کہ اے میری بہن کی اولاد یعنی عبد اللہ و
جعفر و عباسؑ و عثمانؑ کہاں ہیں حضرت نے ان سے فرمایا کہ اس کو تم جواب دو اگرچہ
یہ فاسق ہے مگر یہ بھی تمہارا ماموں ہے ان سب بھائیوں نے شمر سے کہا کہ تجھے ہم سے
کیا کام ہے اس نے کہا کہ اے بھانجو تم کو امان ہے تم اپنے نفوس کو اپنے بھائی حسین
علیہ السلام کے ساتھ ہلاک نہ کرو اور اطاعت یزید پلید اختیار کرو راوی کہتا ہے
کہ عباسؑ بن امیر المومنین نے پکار کر کہا کہ خدا تیرے ہاتھوں کو قطع کرے اور لعنت ہے
تیری اس امان پر کہ جو اے دشمن خدا ہمارے لئے لایا ہے کیا تو ہم کو یہ مشورہ دیتا ہے

کہ ہم اپنے بھائی اور سردار حسین علیہ السلام پسر فاطمہ کو چھوڑ دیں اور ملاعین اور اولاد ملاعین کی اطاعت میں داخل ہوں راوی کہتا ہے کہ شمر ولد الحرام یہ سن کر خفا ہو کر اپنے لشکر کی جانب چلا گیا راوی کہتا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ لوگ بہت جلد جنگ و جدال پر آمادہ ہیں اور کہنا سننا نصیحتانہ ان پر کچھ اثر نہیں کرتا تو آپ نے اپنے بھائی عباس سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم سے ممکن ہو کہ ان لوگوں کو آج لڑائی سے باز رکھو تو کوشش کرو کاش آج کی رات بھی ہم اپنے پروردگار کی نماز پڑھ لیں اس لئے کہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں نماز اور کتاب خدا کی تلاوت کو بہت دوست رکھتا ہوں راوی کہتا ہے کہ جناب عباسؑ نے اشقیا سے اس امر کا سوال کیا تو عمر بن سعد نے مہلت دینے میں توقف کیا پس عمر بن حجاج زبیدی نے عمر بن سعد سے کہا کہ قسم بخدا یہ لوگ ترک و دیلم ہوتے اور ہم سے ایسا سوال کرتے تو ہم اس کو ضرور قبول کر لیتے اور یہ لوگ تو آل محمدؐ ہیں پس ان اشقیا نے آل رسول اور اولاد بتول کو مہلت دی راوی کہتا ہے کہ امام مظلوم بیٹھے ہوئے تھے کہ غنودگی آگئی پھر آپ بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اے بہن میں نے اسوقت اپنے جد بزرگوار رسول خدا اور پدر عالیقدار علی مرتضےٰ اور مادر خوش کردگار فاطمہ زہراؑ اور برادر نیک اطوار حسنؑ مجتبےٰ کو خواب میں دیکھا ہے کہ فرماتے ہیں اے حسینؑ تحقیق کہ عنقریب تم ہمارے پاس آؤ گے اور بنا بر بعض روایات کے یہ ہے کہ کل کے روز ہمارے پاس آؤ گے راوی کہتا ہے کہ جناب زینبؑ نے اپنے روئے اقدس پر طمانچے مارے اور آواز گریہ بلند کیا حضرت نے فرمایا کہ اے بہن آہستہ آہستہ روؤ اور اس قوم کو نہ ہنساؤ ہم پر اپنے رونے سے جب رات ہوئی تو امام مظلوم نے اپنے اصحاب کو جمع کیا پس حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے پھر حضرت اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بعد حمد و ثنا یہ ہے کہ تحقیق کہ میں کسی اصحاب کو تم لوگوں سے صالح تر نہیں جانتا اور نہ کسی کے اہلبیت کو اپنے اہلبیت سے نیک

وافضل جانتا ہوں پس اللہ تعالےٰ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تحقیق کہ اس شب
کی تاریکی نے تم کو چھپا لیا ہے پس بسر کرو رات کو چلنے میں اور نہ سوؤ اور چاہئے کہ ہر
شخص تم میں سے میرے مردان اہلبیت سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑے اور اس تاریکی
شب میں چلا جائے اور مجھے چھوڑ دو ان لوگوں میں کہ ان کو میرے سوا اور سے کچھ کام
نہیں پس برادران و پسران آنحضرت نے اور اولاد عبد اللہ بن جعفر نے حضرت سے
عرض کیا کہ ہم ایسا کیوں کریں اس لئے کہ ہم آپ کے بعد زندہ اور باقی رہیں تو
اللہ کبھی ہم کو ایسا دن نہ دکھائے پہلے پہل یہ گفتگو جناب عباس بن امیرالمومنین،
علیہ السلام نے کی پھر اوروں نے ان کی پیروی اور تائید کی راوی کہتا ہے کہ آنحضرت
پھر اولاد عقیل کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے لئے فقط مسلم کا قتل ہونا
کافی ہے میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم چلے جاؤ اور دوسرے طریق سے بھی یہ مروی
ہے راوی کہتا ہے کہ اسوقت حضرت کے بھائیوں اور تمام اہلبیت اور اولا عقیل نے
کہا کہ اے فرزند رسول لوگ ہم کو کیا کہینگے اور ہم ان کو کیا جواب دینگے کہ ہم نے
بزرگ معظم و مکرم اور اپنے رسول کے نواسہ کو چھوڑ دیا نہ ہم نے ان کے ہمراہ ہو کر کسی
کے تیر لگایا اور نہ کسی کے نیزہ مارا اور نہ ہم نے ان کے مددگاروں میں ہو کر تلوار کی قسم
بخدا اے فرزند رسول ہم آپ سے کبھی جدا نہ ہونگے اور اپنی جان نثار کر کے آپ کو بچائینگے
تا اینکہ ہم آپ کے سامنے قتل ہو جائیں اور جہاں آپ جائیں ہم آپ کے ہمراہ ہیں اور
اللہ تعالےٰ اس عیش کا بھی برا کرے جو آپ کے بعد نصیب ہو پھر مسلم بن عوسجہ کھڑے
ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ کو ایسے وقت میں چھوڑ دیں اور ہم آپ سے جدا ہو جائیں
حالانکہ یہ دشمنان خدا و رسول آپ کو گھیرے ہیں قسم بخدا ہم کو کبھی ایسا وقت خدا
نہ دکھائے اور ہم ہرگز ہرگز ایسا نہ کریں گے یہاں تک کہ ہمارے نیزے سینہائے
اشقیا میں در آئیں اور جب تک کہ تلوار کا قبضہ اپنے ہاتھ میں ہے ان کو اپنی تلوار

سے قتل کریں اور اگر ہمارے پاس ہتیار کی قسم سے کچھ بھی نہ ہوگا جب بھی اعداء سے
ہم جہاد کریں گے اور ان پر پتھر برسائینگے اور ہم آپ کو ہرگز نہ چھوڑینگے یہانتک
کہ آپ کے سامنے مارا جاؤں راوی کہتا کہ سعید بن عبداللہ حنفی کھڑے ہوئے اور
کہا کہ قسم بخدا اے فرزند رسولؐ ہم آپ کو ہرگز نہ چھوڑیں گے تاوقتیکہ پروردگار عالم
جانے کہ ہم نے وصیت رسولؐ کے موافق آپ کی حفاظت کی اور اگر مجھے علم ہو کہ
میں آپ کی محبت میں قتل کیا جاؤں اور زندہ کیا جاؤں اور پھر زندہ جلا دیا جاؤں
اور پھر میری خاک سوختہ کو پریشان و برباد کر دیا جائے اور ایسے ہی ستر مرتبہ
یہ عمل کیا جائے تب بھی آپ سے علیحدہ نہ ہونگا تا ایں کہ میں مارا جاؤں اور آپ زندہ
رہیں اور اپنی جان کیونکر آپ پر قربان نہ کروں حالانکہ یہ تو ایک ہی مرتبہ قتل ہونا
اور پھر سعادت ابدیہ پر فائز ہونا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں پھر زہیر بن قین کھڑے
ہوئے اور عرض کیا کہ قسم بخدا اے فرزند رسولؐ میں دوست رکھتا ہوں کہ ہزار
مرتبہ قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ ہوں اور تحقیق کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے
بھائیوں اور اولاد اور اہلبیت کو قتل سے نجات دے اور تمام اصحاب حسین علیہ السلام
نے اسی طرح کلام کیا اور کہا کہ ہم اپنے نفوس آپ پر نثار کرنے کو آمادہ ہیں اور
اپنے ہاتھوں سے آپ کی حفاظت اور اپنے منہ سے آپ کی حمایت کریں گے
جب تک کہ ہم آپ کے سامنے قتل نہ ہو جائیں اور جو وعدہ ہم نے کیا ہے اسکو
خوشنودی خدا کے لئے پورا کریں اور جو ہم پر لازم ہے اس کو ادا کریں اور محمد
بن بشیر حضرمی کو اس وقت خبر ملی کہ تمہارے بیٹے کو سرحد رے میں قید
کر لیا ہے انہوں نے کہا کہ میں اس کی جان اور اپنی جان کا عوض خدا سے چاہتا
ہوں اور میں دوست نہیں رکھتا کہ وہ تو مقید ہو اور میں زندہ رہوں جب یہ کلام
اس مرد خوش انجام سے امام انام نے سنا تو فرمایا کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے

میں تم کو اپنی بیعت سے نکالتا ہوں تم اپنے فرزند کو قید سے چھڑاؤ انہوں نے کہا کہ
جانوران و درندگان مجھے کھا جائیں جو میں آپ سے علیحدہ ہوں حضرت نے فرمایا
کہ تم اپنے بیٹے کو یہ چند لباس بردیمانی کے دیدو تاکہ اس کی قیمت سے کوشش و
سعی کرے اور بھائی کے عوض میں دیکر اس کو رہائی کرائے پس حضرت نے
ان کو پانچ بردیمانی عطا فرمائیں کہ جن کی قیمت ہزار دینار تھی راوی کہتا ہے کہ
امام حسین علیہ السلام اور اصحاب آنجناب نے وہ تمام رات جاگنے میں گذاری
کہ حضرت کے لشکر سے آواز مانند صدائے مگس شہد کے بلند تھی کوئی رکوع و سجود
میں کوئی قیام و قعود میں تھا پس لشکر امام میں اس شب لشکر پسر سعد سے ۳۲ آدمی
آملے جب صبح ہوئی تو حضرت نے حکم دیا کہ ایک خیمہ علیحدہ کھڑا کیا جائے بحکم
آنحضرت ایک خیمہ علیحدہ نصب ہوا پھر حضرت نے وہ پیالہ طلب فرمایا کہ جس میں
بہت سا مشک بھرا تھا اور اس میں نورہ تیار کیا اور اس خیمہ میں تشریف لیگئے
تاکہ نورہ لگائیں پس مروی ہے کہ بریر بن خضیر ہمدانی اور عبدالرحمن بن عبدربہ
انصاری دونو در خیمہ پہ کھڑے تھے تاکہ حضرت فارغ ہوں تو ہم بھی نورہ لگائیں
پس اس وقت بریر عبدالرحمن سے مزاح کرتے تھے پس اسوقت عبدالرحمن نے
ان سے کہا کہ اے بریر یہ مزاح اور مطائبہ کا وقت نہیں ہے بریر نے ان سے کہا
کہ تحقیق کہ میری قوم جانتی ہے میں مزاح کو نہ بڑھاپے میں دوست رکھتا ہوں نہ
شباب میں لیکن اسوقت اس خوشی کی وجہ سے مزاح کرتا ہوں کہ جو ہم کو
نصیب ہوگی پس قسم بخدا یہ مزاح میرا اسوجہ سے ہے کہ عنقریب اس گروہ
اشقیا سے لڑکر قتل ہونگا پھر بعد شہادت حوران جنت سے بغلگیر ہو کر نعمتہائے
ابدی و آخرت سے متنعم ہونگا راوی کہتا ہے کہ لشکر عمر سعد سوار ہو کر آمادہ پیکار
ہوا پس امام ابرار نے بریر بن خضیر کو بھیجا کہ اس گروہ نابکار کو سمجھائیں پس بریر نے

بہت سمجھایا مگر ان لوگوں نے کان تک نہ دیا اور ہر چند فضائل و مناقب اہلبیت
ان کو یاد دلائے مگر ان کو کچھ مفید نہ ہوا پھر امام حسین علیہ السلام ناقہ پر اور بنا بر
بعض روایات کے گھوڑے پر سوار ہوئے پس ان لوگوں سے کہا کہ خاموش ہو پس
سب چپ ہو گئے پھر حمد و ثنائے باری کہ جو اس کی ذات کے لائق ہو ادا کی اور
درود محمد مصطفیٰ اور ملائکہ اور انبیا اور مرسلین پر بھیجا اور بہت کچھ سمجھایا پھر فرمایا کہ
اے گروہ تم کو ہدایت ہو کہ تم نے وقت سرگشتگی اپنی مدد کے ہم کو بلایا جب میں تمہارے
پاس آیا تو اسوقت تم نے تیغ کینہ و عداوت مجھ پر کھینچی اور آتش فتنہ و فساد میرے
نقصان پر تم نے روشن کی جیسے کہ ہم نے وہ آگ تمہارے اور اپنے دشمنوں پر روشن
کی تھی پس تم ایسے ہو گئے کہ اپنے دشمنوں کو تم نے اپنے دوستوں پر حاکم کیا بغیر اس کے
کہ انہوں نے کوئی عدالت تم میں ظاہر کی ہو اور بغیر اس کے کہ تم کچھ امید نیک ان سے
رکھتے ہو پس آگاہ ہو کہ تم پر وائے ہو کہ تم نے ہم کو چھوڑ دیا اور ہم پر تلوار کھینچی
در آنحالیکہ دل بعیش و آرام تھے اور رائے قوت رکھتے تھے اور لیکن بہت جلد
تم ان ملاعین کی طرف رجوع ہو گئے جیسے کہ مکھیاں جمع ہو جاتی ہیں اور بہت
جلد ان ملاعین کی طرف تم گر پڑے جیسے کہ پروانے آگ پر گرتے ہیں پس تم پر
عذاب ہو اے گمراہاں امت اور متفرق کنندگاں گروہ اور منکران کتاب خدا
اور تحریف کنندگان کلام الٰہی اور مددگار ظالمین اور پیرو شیاطین اور محو کنندگان
سنت رسول کیا تم ان لوگوں کی نصرت کرو گے اور کیا ہم کو ایذا پہنچاؤ گے اور
چھوڑ دو گے البتہ تم لوگوں میں ہمیشہ شیوۂ بیوفائی رہا ہے تمہاری جڑیں اس
صفت مذمومہ میں بوئی گئی ہیں اور تمہاری شاخیں اس صفت قبیحہ میں روئیدہ
ہوئی ہیں یعنی بڑے اور چھوٹوں کے دلوں میں بیوفائی راسخ ہو گئی ہے پس تم
دیکھنے میں ناکس اور ناچیز ہو اور غاصب کے کمتر لقمہ ہو اور اگر آگاہ ہو تحقیق کہ

زنازادہ پسر زنازادہ نے مجھ کو دو باتوں میں مجبور کیا ہے یا یہ کہ جنگ کروں یا
ذلیل واسیر ہوں اور افسوس ہے کہ مجھ سا شخص ذلت واسیری اختیار کرے
ہمارے واسطے خدا اجازت نہیں دیتا اور نہ رسول کا حکم ہے اور مومنین اور صاحبان
اجداد طیبہ اور پرورش شدہ آغوش ہائے پاکیزہ اور صاحبان ہمت عالیہ اور نفوس
صافیہ ہرگز اطاعت ملاعنہ کو سعادت شہادت پر مقدم نہیں رکھتے اور تحقیق کہ
باوجود قلت سامان اور کمی انصار و اعوان میں نے اپنی حجت تم لوگوں پر تمام
کی پھر حضرت نے فروہ بن مسیک مرادی کے یہ اشعار پڑھے ہے فان فھزم
فھزامون قدما ؛ وان تغلب فغیر مغلبینا ؛ وما ان طبعا جبن ولکن ؛
منایانا ودولۃ اخرینا ؛ اذا الموت رفع عن اناس ؛ کلاکلہ اناخ
باخرینا ؛ فافنی ذلکم سروات قومی ؛ کما افنی ترون الاولینا ؛ فلو خلد الملوک
اذن خلدنا ؛ ولو بقی الکرام اذن بقینا ؛ فقل الشامتین
بنا افیقوا ؛ سیلقی الشامتون کما یقینا ؛ ؛ ؛
یعنی اگر ہم تم کو شکست دیں تو کیا تعجب ہے اس لئے کہ ہم تم کو پہلے ہی سے
شکست دیتے چلے آئے ہیں اگرچہ بظاہر ہم مغلوب ہوں لیکن مغلوب نہیں ہوتے
اور تحقیق کہ ہم نامردی کے عادی نہیں لیکن موت ہمارے لئے بھی مقدر ہے
اور دولت دنیا اور لوگوں کے واسطے ہے اور بعد میرے شہید ہونے کے تھوڑے
عرصہ میں تم بھی تیغ انتقام سے قتل کئے جاؤ گے اور اپنے مطالب کو نہ پہنچو گے
پس اگر ہمیشہ سلاطین باقی رہتے تو ہم بھی باقی رہتے اور اگر ابرار لوگ باقی رہتے
تو ہم بھی باقی رہتے اب جو تمہارا دل چاہے کرو میں نے خدا پر توکل کیا اور میں
اس پر راضی ہوں جو میرے واسطے مقدر ہوا ہے پھر فرمایا کہ آگاہ ہو قسم بخدا
بعد میری شہادت کے تم لوگ بہت زندہ نہ رہو گے مگر اس قدر کہ جیسے پیدل

سوار ہو جائے اور زمانہ تم پر چکی کی طرح پھرتا اور تم کو مثل کیلی کی گھستا اور پامال
کرتا ہے اور مجھ کو میرے پدر بزرگوار نے اور اُن کو میرے جد نامدار نے خبر دی
ہے پس اب اپنے امور اور تابعین کو جمع کرو تاکہ تمہارا کام تم پر پوشیدہ نہ رہے
پس میری طرف آ جاؤ اور انتظار نہ کرو تحقیق کہ میں نے اپنے خدا پر توکل کیا کہ
جو میرا اور تمہارا رب ہے اور ہر ذی حیات اس کے قبضۂ قدرت میں ہے
تحقیق کہ میرا رب راہ مستقیم پر ہے بارالہٰا ان لوگوں سے باران رحمت روک لے
اور ان پر ایسا زمانۂ قحط بھیج کہ جیسا حضرت یوسف کے زمانہ میں قحط پڑا تھا اور
ان پر غلام ثقیف کو مسلط کر کہ ان کو کاسہائے تلخ بلائے اسواسطے کہ انہوں نے
ہماری تکذیب کی اور ہم کو چھوڑ دیا اور تو ہمارا رب ہے. تجھی پر ہم نے توکل کیا
اور تیرے سامنے ہم توبہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف بازگشت ہے پھر حضرت
نیچے اترے اور رسالت مآب صلعم کا گھوڑا کہ جس کا نام مرتجز تھا طلب فرمایا اور
اس پر سوار ہوئے اور اپنے اصحاب کو آمادہ جہاد کیا امام محمد باقر علیہ السلام
سے مروی ہے کہ امام ابرار کے ساتھ ۴۵ سوار اور سو پیادے تھے اور اور
روایات بھی وارد ہیں راوی کہتا ہے کہ عمر بن سعد آگے بڑھا اور ایک تیر لشکر امام
دلگیر کی طرف پھینکا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ دیکھو میری گواہی امیر کے سامنے
دینا کہ میں ہی وہ شخص ہوں کہ جس نے پہلے تیر پھینکا ہے اور پھر تو اور لوگوں نے
بھی تیر برسائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بارش ہو رہی ہے حضرت نے اپنے
اصحاب سے فرمایا کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے آمادہ ہو جاؤ اس موت کی
طرف کہ جس سے کچھ چارہ نہیں کیونکہ یہ تیر گروہ بے پیر کے تمہارے پاس پیام
مرگ لائے ہیں پس اصحاب امام نے ایک ساعت دن چڑھے تک قتال کیا
اور حملے پر حملے ہوتے رہے تا اینکہ اصحاب امام حسین علیہ السلام سے ایک

جماعت قتل ہوگئی راوی کہتا ہے کہ پھر امام مظلوم نے اپنا ہاتھ ریش مقدس پر پھرا اور فرماتے تھے کہ غضب خدا یہود پر شدید ہوا جب کہ انہوں نے خدا کے بیٹا قرار دیا اور غضب خدا نصاریٰ پر شدید ہوا جب کہ انہوں نے تین خدا قرار دیے اور غضب خدا مجوس پر شدید ہوا جب کہ انہوں نے چاند و سورج کو پوجا اور خدا کو بھول گئے اور اس گروہ پر غضب خدا شدید ہوگا کہ جو اپنے نبی کے نواسہ کے قتل پر متفق ہو گیا آگاہ ہو کہ قسم بخدا میں اطاعت ان کی ہرگز اس چیز میں نہ کروں گا جسے وہ چاہتے ہیں یعنی بیعت یزید ہرگز نہ کرونگا تا اینکہ میں خدا سے ملاقات کروں اور ڈاڑھی میری میرے خون سے خضاب ہوئی ہوا امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جب امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد مقابلہ پر ہوئے اور جنگ وجدال جہاد وقتال برپا ہوا تو خدائے تعالیٰ نے نصرت کو بھیجا کہ وہ اگر سر امام پر پرواز کرنے لگی اور حضرت کو اختیار دیا کہ خواہ اپنے دشمنوں پر فتحیاب ہوں یا ملاقات خدا اختیار کریں پس حضرت نے ملاقات باری اختیار کی راوی کہتا ہے کہ پھر امام حسین علیہ السلام نے استغاثہ شروع کیا کہ آیا ہے کوئی ناصر و مددگار کہ جو قربۃً الی اللہ ہماری مدد کرے آیا ہے کوئی ایسا کہ جو شر اعداء کو اہلبیت رسول سے دفع کرے پس ناگاہ حر بن یزید ریاحی ابن سعد شقی کے پاس آئے اور کہا کیا تو حضرت سے مقاتلہ کرے گا اس نے کہا کہ ہاں قسم بخدا ضرور جنگ کرونگا یہاں تک کہ سر کٹ جائیں اور ہاتھ قطع ہو جائیں راوی کہتا ہے کہ حر یہ سن کر علیحدہ جا کھڑے ہوئے مگر یہ حال تھا کہ تمام بدن میں لرزہ تھا پس مہاجر بن اوس نے حر سے کہا کہ قسم بخدا اے حر یہ حالت جو تمہاری اب ہے مجھے مشکوک کرتی ہے اور میں تم کو کوفیوں میں سب سے شجاع جانتا تھا اب

یہ کیا ہے جو میں تمہاری حالت دیکھتا ہوں حر نے کہا کہ قسم خدا میں اپنے نفس کو
بہشت و دوزخ پر اختیار دیتا ہوں پس خدا کی قسم میں بہشت پر کسی چیز کو اختیار
نہیں کرتا اگرچہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلادیں اس وقت حر نے اپنا گھوڑا اٹھایا
اور خدمت امام میں پہنچ کر اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور زبان پر یہ جاری تھا کہ بارالہا
میں تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں پس میری توبہ قبول کر بدرستیکہ تیرے دوستوں
کے دلوں کو اور اولاد بنت رسول کو میں نے ڈرایا اور امام حسین علیہ السلام سے
عرض کیا کہ جان میری آپ پر قربان ہو میں وہی آپ کا ساتھی ہوں کہ جس نے
آپ کو جانے سے روکا اور یہاں آپ کو لے آیا اور مجھے گمان یہ نہ تھا کہ یہ لوگ
آپ سے ایسی بدسلوکی کریں گے کہ جو میں دیکھ رہا ہوں میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں
پس آیا آپ کے نزدیک میری توبہ قبول ہوگی حضرت نے فرمایا کہ ہاں خدا
تیری توبہ قبول کرے گا پس حضرت نے فرمایا کہ تو گھوڑے سے نیچے اتر حر نے
عرض کیا کہ آپ کی نصرت میں اگر گھوڑے پر سوار ہوں تو اترنے سے بہتر ہے
اور اب میں قتل ہو کر گھوڑے سے اتروں گا پھر عرض کیا کہ چونکہ پہلے میں نے ہی
آپ پر خروج کیا تھا پس اب میں چاہتا ہوں کہ پہلے میں ہی آپ کے سامنے
مارا جاؤں شاید کہ میں آپ کے جد بزرگوار محمد مصطفٰے سے فردائے قیامت مصافحہ
کروں مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ اب جو پہلے پہل
مارا جائے وہ میں ہوں ورنہ بہت سے جاں نثار امام ابرار کے حر سے پہلے
شہید ہو چکے تھے چنانچہ روایت میں وارد ہوا ہے پس حضرت نے ان کو اجازت
دی تو حر نے جنگ شروع کی اور جو حق جہاد تھا خوب ادا کیا تا ایں کہ وہ
گروہ شجاعان معرکہ اور کافران شام و کوفہ کو خوب قتل کیا اور پھر خود بھی
جام شہادت پیا اور اصحاب امام ان کی لاش حضرت کی خدمت میں اٹھا

لائے پس امام حسین علیہ السلام جناب حر کے چہرہ سے مٹی صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم حر ہو جیسے کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام حر رکھا اب تم دنیا اور آخرت میں آزاد ہو پس بریر بن خضیر کہ جو نہایت عابد و زاہد تھے طالب جہاد ہوئے پس لشکر عمر سعد یزید بن معقل بریر کے سامنے آیا اور آپس میں دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ ہم تم دونوں مباہلہ کریں کہ جو ہم میں سے کاذب ہو وہ دوسرے کے ہاتھ سے مارا جائے پس آپس میں حملہ آور ہوئے تو بریر نے اس شقی کو واصل نار کیا اور بریر برابر جہاد کرتے رہے تاآنکہ جام شہادت سے سیراب ہوئے راوی کہتا ہے کہ پھر وہب بن حباب کلبی عازم جہاد ہوئے اور خوب جنگ و جدال جہاد و قتال کیا اور ان کی زوجہ اور والدہ بھی ان کے ہمراہ تھیں ان کے پاس آکر کہا کہ اے والدہ آیا تم راضی ہوئیں یا نہیں ماں نے کہا میں جب تک راضی نہ ہونگی تب تک نصرت امام حسین علیہ السلام میں مارا نہ جائے گا زوجہ وہب نے کہا کہ میں تم کو قسم دیتی ہوں کہ اپنے غم میں مجھے نہ رلاؤ اور وہب نے کہا کہ اے فرزند اس کا قول قبول نہ کر اور میدان جنگ میں جاکر حمایت فرزند رسول و جگر گوشہ بتول میں جہاد کر تاکہ روز قیامت ان کے جد امجد کی شفاعت کا مستحق ہو پس وہب میدان میں گئے اور متواتر جہاد میں مصروف رہے تاآنکہ انکے دونوں ہاتھ قطع ہو گئے اور ان کی زوجہ چوب خیمہ لیکر متوجہ معرکہ قتال ہوئی اور کہتی تھی کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں حمایت حرم رسول میں جنگ و جدال کرکے شہید ہو جاؤ پس وہب نے ہر چند چاہا کہ اپنی زوجہ کو خیام حرم میں واپس کردیں پس اس مومنہ خوش اعتقاد نے اپنے شوہر کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں ہرگز واپس نجاؤں گی یہاں تک کہ

تیرے ساتھ میں بھی ماری جاؤں اسوقت امام مظلوم نے فرمایا کہ خدا تم کو اہلبیت
کی طرف سے جزائے خیر دے اور اپنی رحمت نازل کرے خیام حرم میں چلی
جاؤ پس وہ مومنہ دیندار خیام حرم میں واپس ہو گئی اور وہب کلبی برابر جہاد
کرتے رہے یہاں تک کہ وہب رضوان اللہ علیہ بہشت عنبر سرشت میں پہنچے
راوی کہتا ہے کہ پھر مسلم بن عوسجہ میدان کارزار میں آئے اور دشمنان حسین علیہ السلام
سے خوب جہاد کیا اور ہر بلا پر خوب صبر کیا تا اینکہ بسبب زخمہائے کاری کے
گھوڑے سے زمین پر گرے اور ایک رمق جان باقی تھی کہ امام مظلوم مع حبیب
ابن مظاہر ان کے پاس تشریف لائے حضرت نے فرمایا کہ اے مسلم خدا تم پر
رحمت نازل کرے اور پھر یہ آیت پڑھی کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ جتنے ان
میں سے کہ جن کی قضا آگئی وہ راہی جنت ہوئے اور بعض منتظر وقت ہیں حبیب
بن مظاہر قریب مسلم کے گئے اور کہا کہ اے مسلم مجھے تمہارا یہ حال دیکھنا نہایت
دشوار ہے بشارت ہو تم کو بہشت کی پس مسلم نے بآواز ضعیف کہا کہ اے حبیب
خدا تم کو بشارت بہشت کی دے پھر حبیب نے مسلم سے کہا کہ اے مسلم اگر
دنیا میں تمہارے بعد میری زندگی ہوتی تو میں تم سے ضرور کہتا کہ تم کچھ وصیت
کرو مسلم نے حبیب سے کہا کہ میری وصیت آپ کے بارہ میں ہے اور امام
مظلوم کی طرف اشارہ کیا کہ آقائے نامدار کی نصرت میں کوتاہی نکرنا تا اینکہ
اپنی جان حضرت پر سے فدا کر دو پھر مسلم سے حبیب نے کہا کہ میں تمہاری
آنکھیں خنک کرونگا یعنی تم خاطر جمع رکھو میں کسی طرح کوتاہی نصرت فرزند
رسالت پناہی میں نکرونگا پھر روح مسلم رضوان اللہ علیہ کی جنت کی طرف
پرواز کر گئی پھر عمرو بن قرظہ انصاری حضرت کے پاس آئے اور اذن طلب
کیا پس حضرت نے اذن دیا پھر تو انہوں نے ایسا جہاد کیا کہ جیسے کوئی جزائے

خیر کا مشتاق ہوتا ہے اور خدمت بادشاہ آسمان و زمین بہت کوشش کی اور
لشکر ابن زیاد سے خوب جدال و قتال کیا اور وعظ و پند جہاد انتہائی درجہ کو پہنچا
دیا اور جو تیر امام دلگیر کی طرف آتا اس کو اپنے ہاتھ سے روکتے اور جو تلوار امام
ابرار کی طرف آتی اس کو بکوشش تمام اپنے اوپر لیتے اور کوئی گزند امام خرسند پر
نہ آنے دیتے تھے تا اینکہ زخموں سے چور ہو گئے تو امام غیور کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں نے اپنا وعدہ پورا کیا حضرت نے فرمایا
کہ ہاں تم مجھ سے آگے جنت میں جاؤ اور میری طرف سے میرے نانا رسول خدا
صلعم کو میرا سلام پہنچاؤ اور اطلاع حضرت کو دو کہ میں بھی تمہارے بعد آتا ہوں
پس اس مرد دیندار نے خوب جہاد کیا تا اینکہ اس دیندار نے بھی شربت شہادت
پیا پھر جون غلام ابی ذر کا لشکر شاہ بحر و بر سے نکلا اور وہ غلام حبشی تھا حضرت نے
اس سے فرمایا کہ تجھے اختیار ہے جہاں چاہے چلا جا اس لئے کہ تو طلب عافیت
ہمارے ہمراہ آیا تھا پس ہمارے ساتھ مبتلائے بلا نہ ہو پس اس نے عرض کیا کہ یا
ابن رسول اللہ میں عیش و آرام میں تو آپ کے کاسہائے کرم سے متنعم ہوا اور اب
مصیبت کے وقت آپ کو چھوڑ دوں قسم بخدا انحقیق کہ میرے بدن سے بوئے
بد آتی ہے اور حسب و نسب میرا دنی اور ذلیل اور رنگ میرا سیاہ ہے کیا آپ
نہیں چاہتے کہ میں بہشت عنبر سرشت میں جاؤں تاکہ میرے بدن سے بوئے خوش
آئے اور حسب و نسب میرا شریف اور منہ میرا سفید نورانی ہو جائے قسم بخدا
میں آپ کو ہرگز نہ چھوڑونگا یہاں تک کہ خون سیاہ میرا آپ کے خون میں ملجائے
پھر جہاد کیا یہاں تک کہ جون رضوان اللہ علیہ بھی شہید ہو گئے پھر عمرو بن خالد
صیداوی نے خدمت امام علیہ السلام میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے ابا عبداللہ،
میری جان آپ پر فدا ہو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے اصحاب باوقار سے

ہوں اور مجھ پر دشوار اور شاق ہے کہ میں آپ کو تن تنہا آپ کے اہلبیت کے
درمیان مقتول دیکھوں حضرت نے فرمایا کہ تم بھی روانہ ہو میں تحقیق کہ ہم بھی
تم سے ایک ساعت کے بعد آکر ملتے ہیں پس عمرو رضی اللہ عنہ بھی روانہ میدان
کارزار ہوئے اور جہاد و قتال کر کے شربت شہادت پیا راوی کہتا ہے کہ حنظلہ
ابن اسعد شامی خدمت حضرت میں آکر کھڑے ہوئے اور ان کفار کے تیر و نیزہ
و تلوار کو اپنے چہرہ اور گردن پر روکتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ اے اشقیا
میں ڈرتا ہوں تمہارے حال پر اس عذاب سے کہ جو امت ہائے گذشتہ پر نازل
ہوئے مانند عذاب قوم نوح اور عاد اور ثمود کے اور وہ لوگ کہ جو ان کے بعد
تھے اور خدا اپنے بندوں کے حق میں ستم نہیں چاہتا اے قوم میں ڈرتا ہوں تم پر
عذاب قیامت سے جس دن کہ محشر سے جہنم کی طرف جاؤ گے اور تم کو عذاب
الٰہی سے کوئی بچانیوالا نہوگا اے قوم حسین علیہ السلام کو قتل نہ کرو کہ خدائے
عزوجل تم کو عذاب سے ہلاک کریگا اور تحقیق کہ وہ شخص ناامید ہے کہ جو خدا پر
افترا کرے پھر امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم اپنے پروردگار کی طرف
نہ جائیں اور اپنے بھائیوں سے جا کر نہ ملیں پس حضرت نے فرمایا کہ جاؤ تمہارے
لئے آخرت میں وہ چیزیں مہیا ہیں کہ جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اور اس ملک
میں جاؤ کہ جہاں دولت لازوال ہے پس وہ جری روانہ میدان کارزار ہوئے
اور ملاعین کو خوب قتل کیا اور آفات اور بلاؤں کے اٹھانے پر خوب صبر کیا
تا اینکہ وہ بھی شہید ہوئے راوی کہتا ہے کہ ناگاہ نماز ظہر کا وقت داخل
ہوا تو حضرت نے زہیر بن قین اور سعید بن عبداللہ حنفی کو حکم فرمایا کہ تم دونوں
میرے آگے کھڑے ہو اور نصف اصحاب و انصار کو اپنے ہمراہ لیکر نماز خوف
حضرت نے ادا کی پھر امام انام کی طرف اشقیا نے تیر پھینکے تو سعید بن عبداللہ

آگے بڑھے اور اپنے اوپر برابر تیروں کو لیتے رہے اور امام مظلوم کو بچایا تا اینکہ وہ باوفا زمین پر گر پڑے اور اُس وقت زبان پر جاری تھا کہ بارالہا ان لوگوں پر لعنت کر مثل لعنت کرنے قوم عاد اور ثمود پر بارالہا میری جانب سے اپنے نبیؐ کی خدمت میں سلام پہنچا اور بارالہا ان کو خبر دے جو تکلیف مجھے زخموں سے پہنچی پس تحقیق کہ میں نے یہ ثواب ذریت نبیؐ کی نصرت میں حاصل کیا ہے پھر سعید رضوان اللہ علیہ نے رحلت فرمائی پس ان کے بدن شریف میں تیرہ تیر پائے گئے علاوہ زخمہائے تلوار و نیزوں کے راوی کہتا ہے کہ پھر سوید بن عمرو بن ابی المطاع کہ شریف اور بڑے نمازی تھے میدان کارزار میں پہنچے اور مثل شیر دلیرانہ جہاد کیا اور جو مصیبت پڑی اس پر صبر کیا تا اینکہ زخموں سے چور ہو کر زمین پر گرے اور ایسی حالت میں پڑے رہے کہ ان میں جنبش بھی نہ پائی جاتی تھی تا اینکہ جب انہوں نے سنا کہ امام حسین علیہ السلام قتل ہو گئے پس اس وقت اپنے موزہ سے ایک چھری نکال کر حملہ کیا یہاں تک کہ خود بھی شہید ہو گئے راوی کہتا ہے کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام شہید ہونے میں امام مظلومؑ کے سامنے جلدی کرتے تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ جیسے شاعر نے کہا ہے ؎ قوم اذا نودوا الدفع ملمۃ ؛ والخیل بین مدعس و مکردس ؛ لبسوا القلوب علی الدروع کانھم ؛ یتھافتون علی ذھاب الانفس ؛ یعنی اصحاب باوفا آنحضرت کے ایسے شجاع و بہادر تھے کہ اگر کسی معرکہ بھم میں طلب کئے جاتے تھے یا کسی لشکر گنجان سے مقابلہ ہوتا تھا کہ جس میں بہت عمدہ گھوڑے مختلف اقسام کے بکثرت ہوتے تھے تو بھی ان پر کچھ خوف طاری نہ ہوتا تھا بلکہ اس طرح جہاد پر آمادہ ہو کر آتے تھے کہ مطلق مرنے کا خوف نہ تھا گویا اپنی زرہوں پر اپنے دلوں کو پہن لیا تھا اور وقت جنگ وہ جوش و خروش تھا

کہ جان دینے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا پس جبکہ حضرت کا کوئی مددگار
بجز اہلبیت اطہار کے باقی نہ رہا تو علی بن الحسینؑ یعنی جناب علی اکبر عازم جہاد ہوئے
اور وہ جناب تمام خلائق سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے انہوں نے اذن
جہاد چاہا تو حضرت نے انکار فرمایا آخرکار اجازت جہاد دی مگر حضرت نے ایک
نظر یاس سے ان کو دیکھا بعد اس کے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور رونے لگے پھر
فرمایا کہ بار الہا تو گواہ رہنا کہ اب انکی طرف وہ لڑکا جاتا ہے کہ جو صورت و
سیرت و گفتار میں تیرے رسولؐ سے بہ نسبت اوروں کے بہت مشابہ ہے پس
جناب علی اکبر گروہ اشقیا کی طرف گئے اور خوب جہاد کیا اور بہت ملاعین دارالبوار
میں پہنچائے پھر اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے
پدر بزرگوار تشنگی مجھے مارے ڈالتی ہے و سنگینی سلاح و گرانی آہن مجھے سخت
تکلیف پہنچاتی ہے آیا ایک گھونٹ پانی کی کچھ سبیل ہو سکتی ہے پس امام مظلوم
رونے لگے اور فرمایا کہ واغوثاہ اے نور نظر تیرے لئے پانی کہاں سے لاؤں،
میدان میں جا کر اور جہاد کرو کہ عنقریب تم جد بزرگوار محمد مصطفےؐ سے ملاقات
کرو گے اور وہ تم کو ایسا سیراب کرینگے کہ پھر کبھی پیاسے نہ ہو گے پس جناب علی اکبر
پھر میدان میں آئے اور خوب جہاد کیا پھر منقذ بن مرۂ عبدی نے ایک تیر مارا
کہ وہ ہم شبیہ نبیؐ گھوڑے سے گر پڑا تو آواز بلند صدا دی کہ اے پدر بزرگوار
اب آپ پر میرا سلام پہنچے یہ جد نامدار آپکو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ
اے حسینؑ ہمارے پاس آؤ جلدی کرو پھر حضرت علی اکبر نے ایک نعرہ کیا اور
روح انکی گلشن جنت کو پرواز کر گئی پس امام مظلوم لاش علی اکبر پر تشریف
لائے اور سرہانے کھڑے ہوئے اور اپنا رخسارہ مبارک علی اکبر کے رخسارہ
پر رکھا اور فرماتے تھے کہ خدا اس قوم کو قتل کرے جسنے تجھکو قتل کیا اور

ف بعض ... یہ عبارت زائد ہے کہ بار الہا جب ... تیرے ... کا مشتاق ہو ... ذوا کی صورت دیکھتا تھا ہم الم ... دور ... اور فرمایا کہ اے خدا ... تیری نسل ... بجھے تو نے ... نبیؐ کی ۱۲

اشقیا مخالفت خدا اور ہتک حرمت رسول پر کسقدر جری ہیں تیرے
بعد اس زندگانی دنیا پر خاک ہے راوی کہتا ہے کہ زینب دختر امیر المومنین
خیمہ سے نکل آئیں اور باواز بلند پکارتی تھیں کہ یا حبیباہ یا ابن آخاہ اور
اکبر لاش علی اکبر پر منہ کے بل گر پڑیں پس امام مظلوم نے انکا ہاتھ پکڑ کر خیام
حرم میں پہنچایا پھر تو تمام اہلبیت صلوات اللہ علیہم امام سے اذن لیکر میدان میں آئے
اور باری باری شہید ہونے لگے تا اینکہ تمام عزیز اس امام انام کے ان ملاعین لئام نے
قتل کر دیئے پس حضرت نے ایک چیخ ماری اور فرمایا کہ اے بھائیو اور اے میرے
اہلبیت صبر کرو پس قسم بخدا آج کے بعد پھر کبھی سختی نہ پاؤ گے راوی کہتا ہے کہ ناگاہ خیمہ
حرم سے ایک لڑکا نکلا کہ سن اس لڑکے کا بارہ ماہ کے تھا پھر اس نے جہاد شروع کیا پس
ابن فضیل ازدی حرامزادہ نے اس کے سر پر ایک ضرب ایسی لگائی کہ جس سے
اس کا سر شگافتہ ہو گیا پس وہ طفل منہ کے بل گر پڑا اور چیخ مار کر باواز بلند کہا کہ اے
چچا جان میری خبر لیجیے تو امام مظلوم شاہباز کیطرح جھپٹے اور مثل شیر غضبناک کیطرح
حملہ کیا پس ابن فضیل کے ایک تلوار لگائی اس شقی نے بازو پر روکی تو کہنی سے
اس کا ہاتھ علیحدہ ہو گیا پس اس نے ایک چیخ ماری کہ تمام لشکر عمر سعد نے اور اہل کوفہ نے
حملہ کیا تاکہ اس کو بچا لیجائیں پس اس ہنگامہ میں وہ شقی گھوڑے کی ٹاپوں سے پامال
ہو گیا راوی کہتا ہے کہ جب گرد و غبار میدان کارزار میں کم ہوا تو میں نے امام مظلوم کو
اس بچے کے سرہانے کھڑے دیکھا اور اس طفل کا یہ حال تھا کہ خاک پر ایڑیاں
رگڑ رہا تھا امام مظلوم رو رو کر فرماتے تھے کہ وہ قوم ہلاک ہو جنہوں نے تجھے قتل کیا اور اسی
تیرے بارہ میں تیرے جد بزرگوار روبرو عالم پروردگار روز قیامت مخاصمہ کریں پھر فرمایا
کہ قسم بخدا تیرے چچا پر ناگوار ہے کہ تو انکو پکارے اور وہ تجھکو جواب نہ دیں یا جواب
دیں اور وہ جواب دینا تجھے کچھ مفید نہ ہو بخدا آج دشمنوں کی کثرت اور دوستوں کی

قلت ہے پھر حضرت اس بچہ کو اپنے سینہ سے لگا کر گنج شہیداں میں لائے اور جہاں
عزیز و انصار کی لاشیں پڑی تھیں وہاں اسے بھی لٹا دیا راوی کہتا ہے کہ جب امام مظلوم
نے اپنے عزیز و احباب اور انصار و اصحاب کو خاک پر پڑا دیکھا تو گروہ غدار سے لڑنا
چاہا اور بآواز بلند صدا دی کہ آیا ہے کوئی ایسا کہ شر اعدا کو حرم رسول خدا سے دفع کرے
آیا کوئی ایسا موحد اور خدا ترس ہے کہ ہمارے بارے میں خوف خدا کرے آیا ہے کوئی
ایسا فریاد رس کہ ہماری فریاد کو پہنچے امیدوار ثواب پروردگار کا ہو آیا ہے کوئی ایسا
مدد کرنے والا کہ ہماری اعانت کرے کہ خدا کے نزدیک ثواب کا امیدوار ہو پس اہل حرم نے
بآواز بلند رونا پیٹنا شروع کیا تو حضرت در خیمہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے بہن
میرے فرزند صغیر کو مجھے دو تا کہ اس کو وداع کر لوں جناب زینب نے حضرت کی گود میں
علی اصغر کو دیدیا حضرت نے گود میں لیکر چاہا کہ پیار سے بوسہ لیں پس حرملہ بن کاہل اسدی
حرامزادہ نے ایک تیر پھینکا تو وہ تیر گلوئے صغیر پر لگا اور اس بچہ کو ذبح کر دیا پس
حضرت نے جناب زینب سے فرمایا کہ اے بہن اس بچہ کو لیجاؤ پھر حضرت نے دونوں چلو
زیر زخم گلوئے علی اصغر لگا دیے جب دونوں چلو بھر گئے تو وہ خون جانب آسمان
پھینکا پھر فرمایا کہ جو مصائب راہ خدا میں مجھ پر پڑتے ہیں سب سہل اور آسان ہیں تحقیق کہ
خدائے تعالیٰ ان سب مصائب کو دیکھتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ کوئی قطرہ اس خون کا زمین پر نہیں گرا راوی کہتا ہے کہ امام مظلوم پر پیاس کا غلبہ
ہوا تو گھوڑے پر سوار ہو کر ارادہ نہر فرات کا کیا اور حضرت عباس آپکے بھائی بھی ہمراہ
تھے پس عمر ابن سعد کا لشکر متعرض ہوا پس ایک شخص نے قبیلہ بنی دارم میں سے امام مظلوم
کی طرف تیر مارا تو وہ تیر حضرت کے گلوئے مبارک پر لگا پس حضرت نے وہ تیر نکال کر پھینکا
اور چلو گلوئے زخمی کے نیچے لگا دیا جب وہ چلو خون سے بھر گیا تو وہ خون جانب آسمان
پھینکدیا اور درگاہ باری میں عرض کیا کہ بار الہا میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں کہ یہ

قوم جو تیرے نبیؐ کی ذریت کے ساتھ کرتی ہے پھر حضرت عباس کو امام حق شناس سے جدا کر دیا اور ہر طرف سے جناب عباس کو گھیر لیا تا اینکہ حضرت عباس قدس روحہ کو اعدائے شہید کر دیا تو امام ابرار انکے قتل سے زار زار روتے تھے اور یہی مضمون شاعر ادا کرتا ہوں

احق الناس ان یبکی علیہ ؛ فتی ابکی الحسین بکربلاء ؛ اخوہ وابن والدہ علی ؛ ابو الفضل المضرج بالدماء ؛ ومن واساہ لا یثنیہ شیئ ؛ وجادلہ علی عطش بماء

یعنی آدمیوں پر لازم ہے کہ اس جوانکو روویں کہ جسکو امام حسینؑ کربلا میں روئے یعنی انکے بھائی اور انکے پدر بزرگوار علی ابن ابیطالب کے فرزند وہ کون کہ ابو الفضل العباس کہ جو خاک و خون میں آلودہ پڑے تھے کہ جنہوں نے اپنے بھائی سے مواساۃ کی اسطرح کہ وفاداری سے کوئی مصیبت مانع نہیں ہوئی یہانتک کہ حالت تشنگی میں قریب پانی کے شہادت پائی مگر پانی نوش نہیں کیا راوی کہتا ہے کہ پھر امام مظلوم نے گروہ اشقیا سے جنگ و جدال کیواسطے مبارز طلب کیا پس جو شخص لشکر سے نکلتا امام مظلوم اسے قتل کرتے تھے یہانتک کہ مقتل عظیم برپا کر دیا اور وہ جناب اسوقت فرماتے تھے القتل اولی من رکوب العار ؛ والعار اولی من دخول النار ؛ یعنی قتل ہونا ننگ و عار سے اولی ہے اور ننگ و عار آتش جہنم میں داخل ہونے سے اولی ہے بعض راویوں نے کہا ہے کہ قسم بخدا ہم نے نہیں دیکھا کبھی کسی زخمی کو کہ وہ تنہا رہگیا ہو اور اسکی اولاد اور اہلبیت و اصحاب سب قتل ہوگئے ہوں اور وہ اس دلیری اور جرات سے جہاد کرے اور اسکا دل اسطرح مضبوط ہو اور اگرچہ گروہ کثیر حضرت کے مقابلہ پر تھا لیکن جب حضرت تلوار لیکر ان پر حملہ کرتے تو وہ بکریوں کی طرح پراگندہ ہو جاتے تھے کہ جیسے انمیں بھیڑیا آجائے اور حضرت ان اشقیا پر حملہ آور ہوتے تھے باوجودیکہ تیس ہزار کا گروہ تھا مگر سامنے سے سب ٹڈی کی مثل بھاگ جاتے تھے تو حضرت اپنی جگہ پر آکر توقف فرماتے اور کہتے تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور متواتر جنگ کرتے رہے تا اینکہ امام انام اور اہلبیت علیہم السلام میں وہ ولد الحرام حائل ہو گئے پس امام حسینؑ نے چیخ مار کر

فرمایا کہ اے تابعین آل ابوسفیان اگرچہ تم لوگ دین سے بہرہ نہیں رکھتے اور روز قیامت
سے خوف نہیں کرتے پس لااقل تم اس دنیا میں شرفا کی رفتار اختیار کرو اور اپنی قوم کو دیکھو
کیونکہ عرب میں بڑی حمیت تھی اگر تم عرب ہو جیسا تم کو گمان ہے تو پھر عرب کی رفتار سیکھو
راوی کہتا ہے کہ شمر ولد الزنا نے پکار کر کہا کہ اے پسر فاطمہؑ کیا کہتے ہو حضرت نے فرمایا
کہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں تم سے لڑتا ہوں اور تم مجھ سے لڑتے ہو اور عورتوں کا کوئی قصور نہیں
پس اپنے شیاطین و جہال و گمراہوں کا منع کر دے کہ میرے جیتے جی میرے اہلبیت سے
تعرض نہ کریں پس شمر نے امام مظلوم سے کہا کہ اے ابن فاطمہؑ یہ حق بجانب ہے پس ان
اشقیا نے امام حسینؑ سے لڑنا شروع کیا پس حضرت تو ان پر حملہ کرتے اور وہ اشقیا
حضرت پر حملہ آور ہوتے تھے اور وہ جناب اس حالت میں بھی پانی کا ایک گھونٹ مانگتے
تھے مگر کسی شقی نے پانی نہ دیا یہاں تک کہ حضرتؑ کے بدن شریف پر بہتر زخم لگائے پھر
حضرت نے توقف فرمایا تاکہ ایک ساعت راحت کریں کہ بسبب جدال و قتال کے
ضعف غالب ہو گیا تھا ابھی آپ کھڑے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک تیر آیا اور پیشانی نورانی
پر لگا پس حضرتؑ نے کپڑا لیکر پیشانی کا خون صاف کیا ناگاہ ایک تیر زہر آلودہ کہ جسکی
تین بھالیں تھیں آ کر قلب اطہر پر لگا حضرتؑ نے فرمایا کہ بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ
جانب آسمان سر بلند کر کے عرض کیا کہ بار الٰہا تو جانتا ہے کہ یہ قوم اس شخص کو قتل کرتی ہے
کہ اس کے سوا روئے زمین پر اور کوئی فرزند دختر رسول نہیں پھر حضرت نے وہ تیر پکڑ کر پس
پشت سے نکالا تو خون ایسی دھار باندھ کر نکلا کہ جیسے پرنالہ جاری ہوتا ہے پھر حضرتؑ
پر ضعف طاری ہوا تو توقف فرمایا پس جو شقی حضرت کے پاس آتا وہ واپس چلا جاتا
تھا کہ اگر وہ جانتا تھا کہ خدا سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ خون حسینؑ اسکی گردن پر ہو
یہاں تک کہ ایک شخص قوم کندہ سے آیا کہ نام اس ولد الحرام کا مالک بن نسر تھا اس نے
امام امام کو کلمات نامناسب کہے اور سر انور پر حضرت کے ایسی تلوار لگائی کہ کلاہ

اقدس کا نکڑ سر مبارک پر پہنچی اور وہ ٹوپی تمام خون سے بھر گئی راوی کہتا ہے کہ حضرت
نے ایک کپڑا لیکر اس سے زخم کو مضبوط باندھا اور دوسری ٹوپی بھی بدلکر پہنی اور
اس کے اوپر عمامہ باندھا پس تھوڑا سا توقف فرمایا تھا کہ پھر وہ ناہنجار امام ابرار پر ٹوٹ
پڑے اور ہر طرف سے گھیر لیا اسوقت عبداللہ بن حسنؑ بن علیؑ کہ جو کمسن تھے اور حد بلوغ
کو بھی نہ پہنچے تھے خیام حرم سے نکل کر قتل گاہ کو دوڑے اور پہلوے امام میں آکر کھڑے
ہوئے جناب زینبؑ دختر امیر المومنین نے ہر چند انکو روکا کہ پکڑ کر خیمہ میں لیجائیں
مگر وہ صاحبزادہ نہ مانا اور ہرگز نہ رکا اور کہا کہ قسم بخدا میں اپنے عم نامدار سے ہرگز جدا
نہونگا اسوقت ابجر بن کعب نے اور بنا بر بعض روایات حرملہ بن کاہل نے چاہا کہ امام
پر تلوار لگائے تب اس بچہ نے کہا کہ وائے ہو تجھپر اے پسر زانیہ آیا تو میرے چچا کو
قتل کرنا چاہتا ہے پس اس شقی نے ایک تلوار ماری تو اس بچہ نے وہ تلوار اپنے ہاتھ
پر روکی اس ضرب سے استخوان دست اس بچہ کا کٹ گیا تھوڑی کھال باقی رہگئی تھی
اس میں حضرت عبداللہ کا ہاتھ لٹکتا تھا پس اسوقت اس بچہ نے باواز بلند کہا کہ یا
عماہ تو حضرت نے اس کو اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے صبر کر اس مصیبت
پر کہ جو تجھے پہنچی اور اسی میں خیر وخوبی ہے پس تحقیق کہ اللہ تعالے تجھکو تیرے آبائے صالحین
سے ملا دیگا راوی کہتا ہے کہ حرملہ نے ایک تیر مارا تو اس بچہ کو اس کے چچا کی آغوش میں ذبح
کردیا پھر شمر بن ذی الجوشن نے خیام امام پر حملہ کیا اور ایک نیزہ خیمہ پر مارا اور کہا کہ
میں ان خیمونکو آگ سے جلادونگا مع ان لوگوں کے جو خیام میں موجود ہیں حضرت نے
فرمایا کہ اے شمر بن ذالجوشن تو میرے اہل حرم کو آگ سے جلانا چاہتا ہے خدا تجھے
آتش جہنم سے جلائے اسوقت شبث آیا اور اس نے شمر کو بہت جھڑکا پس وہ
حرامزادہ شرما کر چلا گیا راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھے ایسا لباس دو
کہ جس کو کوئی پسند نکرے کہ میں اسے زیر لباس پہنونگا تاکہ بعد میرے قتل ہوجانے

اسکو کوئی میرے بدن سے علیحدہ نکرے پھر ایک ازار کو جو حضرت کی خدمت میں حاضر کی
تو اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ نہیں چاہیئے کیونکہ یہ لباس ذلیل ہوتا ہے پھر ایک کپڑا کہنہ لیکر جابجا
سے چاک کیا اور سب کپڑوں کے نیچے پہنا لیکن افسوس ہے کہ جب حضرت شہید ہوئے
تو اشقیا نے وہ بھی اتار لیا پھر حضرت نے ایک پیجامہ بردیمانی کا طلب کیا اور اس کو جابجا
سے مسکا کر زیب بدن کیا اور اسواسطے اسکو مسکایا تاکہ اسکو کوئی شقی نہ اتارے مگر افسوس کہ
جب امام مظلوم شہید ہوگئے تو ابجر بن کعب شقی نے وہ زیر جامہ بھی اتار لیا اور امام
حسینؑ کو عریاں چھوڑ دیا پس اس واقعہ عظمےٰ وداہیہ کبریٰ کے بعد ابجر حرامزادے کے ہاتھ
گرمیوں میں خشک ہو جاتے تھے جیسے کہ دو لکڑیاں خشک ہوتی ہیں اور سردی کے
موسم میں تر ہو جاتے تھے اور خون بہا کرتا تھا تا اینکہ حق تعالے نے اسکو واصل نار کیا راوی کہتا
ہے کہ جب امام حسینؑ کثرت جراحات سے زخمی ہوگئے اور بدن شریف مثل ساہی کے
ہوگیا تو صالح بن وہب مزنی نے زیر پہلوئے اقدس ایسا نیزہ مارا کہ حضرت داہنے
رخسار کے بل گھوڑے سے زمین پر گرے اور پھر کھڑے ہوگئے راوی کہتا ہے کہ اسوقت
جناب زینبؑ در خیمہ سے نکل آئیں اور باواز بلند پکارتی تھیں کہ واخاہ واسیداہ واہلبیتاہ
کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے راوی کہتا ہے کہ شمر نے
اپنے اصحاب سے پکار کر کہا کیا دیکھ رہے ہو یہ ایک شخص تن تنہا رہ گیا راوی کہتا ہے
کہ حضرت پر چاروں طرف سے اشقیا نے حملہ کیا پس زرعہ بن شریک لعین نے بائیں شانہ
پر حضرت کے تلوار ماری تو حضرت نے زرعہ کے ایک تلوار لگائی پس دوسرے لعین
نے حضرت کے دوش اقدس پر ایسی تلوار ماری کہ جسکے صدمہ سے فرزند رسول منہ کے
بل خاک پر گر پڑے اور حضرت پر ضعف طاری ہوا تو یہ حال تھا کہ کبھی آپ کھڑے
ہوتے اور کبھی گر پڑتے تھے کہ سنان بن انس نخعی حرامزادہ نے حضرت کی ہنسلی پر
ایک نیزہ مارا پھر اس شقی نے وہ نیزہ نکال کر دوسرا وار سینہ پر کیا پھر ایک تیر بھی

سنان بن انس نے امام مظلوم کے گلے پر تیر مارا کہ وہ تیر حضرت کے گلوئے اقدس پر لگا تو حضرت زمین پر گر پڑے
اور پھر اٹھ بیٹھے اور وہ تیر گلے سے نکالا اور دونوں چلّو ملا کر زیر زخم لگا دیئے جب وہ
چلّو خون سے بھر گئے تو امام مظلوم نے سر مقدس اور ریش اطہر کو اس خون سے خضاب
کر لیا اور فرماتے تھے کہ میں اسیطرح خدا سے ملاقات کرونگا کہ خضاب تو اپنے خون کا
کئے ہوں اور حق میرا غصب کر لیا ہو پس عمر بن سعد نے ایک شخص سے کہا کہ جو اسکے
داہنی طرف کھڑا تھا کہ وائے ہو تجھ پر گھوڑے سے جلد اتر اور حسینؑ کا کام تمام کر راوی کہتا ہے
کہ امام مظلوم کیطرف خولی شقی بڑھا تاکہ حضرت کا سر اطہر جدا کرے پس وہ شقی لرزنے
لگا پھر حضرت کے پاس سنان ولد الحرام آیا اور حلق شریف پر تلوار ماری اور وہ
شقی کہتا تھا کہ قسم بخدا بدرستیکہ میں آپکا سر جدا کرونگا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ آپ فرزند
رسول ہیں اور ماں اور باپ آپ کے تمام خلائق سے بہتر تھے پھر حضرت کا سر اقدس
اس شقی نے جدا کیا اسی حالت کو شاعر نے لکھا ہے فای رزیة عدلت حسینا
غداة تبیره کفا سنان کونسی مصیبت ایسی ہے جو برابر مصیبت امام حسینؑ کے ہو جبکہ
وہ حضرت ہاتھ سے سنان ملعون کے شہید ہوئے اور ابو طاہر محمد بن الحسن برسی نے
اپنی کتاب معالم الدین میں امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ جب
امام حسین شہید ہوئے تو تمام ملائکہ میں شور پڑ گیا اور فرشتوں نے درگاہ باری میں عرض
کیا کہ بار الہا تیرا دوست اور تیرے دوست کا فرزند اور تیرے نبیؐ کا نواسہ ہے تو اسوقت
خداوند عالم نے تو حضرت قایم عجل اللہ فرجہ ان ملائکہ کو دکھلایا اور فرمایا کہ ان کے ہاتھ سے
میں انتقام اس خون کا لونگا اور روایت میں وارد ہے کہ اسی سنان شقی کو مختار نے گرفتار کر کے
اسکی انگلیاں پور پور جدا کیں پھر اسکے ہاتھ پاؤں کاٹے پھر ایک دیگ میں روغن زیتون
جوش کر کے اسمیں ڈالدیا کہ وہ نابکار تڑپ تڑپ کر واصل نار ہوا راوی کہتا ہے کہ جب
امام مظلوم شہید ہوئے تو اسوقت غبار شدید و تیرہ و تار اٹھا اور سرخ آندھی چلی

اسکے ساتھ تھی کہ جسمیں کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی یہانتک کہ گروہ اشقیا نے گمان کیا
کہ عذاب نازل ہوا اور ایک ساعت تک یہی کیفیت رہی پھر وہ آندھی اور غبار موقوف
ہوگیا ہلال بن نافع روایت کرتا ہے بدرستیکہ میں ہمراہ اصحاب عمر بن سعد کھڑا تھا کہ ناگاہ کسی
نے پکار کر کہا کہ بشارت ہو تمکو اے امیر کہ شمر بے پیر نے امام کو شہید کردیا ہلال کہتا ہے کہ میں صفوں سے
نکل کر حضرت کے پاس جا کھڑا ہوا تو حضرت پر حالت نزع طاری تھی پس قسم بخدا میں نے
کسی مقتول کو کہ خاک و خون میں آلودہ ہو امام حسینؑ سے زیادہ حسین و خوبصورت نہیں دیکھا
کہ نور پیشانی اور جمال عدیم المثال نے فکر قتل سے مجھے باز رکھا پس حضرت نے اسوقت پانی مانگا
تو میں نے سنا کہ کسی شقی نے کہا کہ قسم بخدا ایک قطرہ پانی کا نہ چکھو گے جبتک کہ (معاذ اللہ) تم آتش
جہنم میں نہ داخل ہو اور آب گرم جہنم سے سیراب ہو ہلال کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ حضرت نے
فرمایا کہ اس سے کہ میں آتش جہنم میں نہ جاؤنگا اور نہ آب گرم جہنم پیونگا بلکہ میں اپنے جد امجد رسول خدا
صلعم کے پاس جاؤنگا اور انکے ہمراہ درجات عالیہ بہشت میں رہونگا نزدیک پروردگار عالم کے
اور وہ آب خوشگوار پیونگا کہ جسمیں کوئی تغیر و بدمزگی نہیں اور میں شکایت کرونگا آنحضرت سے کہ
جو جو تم نے مجھپر ظلم اور جو تم نے میرے ساتھ کیا راوی کہتا ہے کہ وہ تمام کفار غصہ میں آئے کہ گویا
کسی کے دل میں ذرا بھی رحم نہ تھا پھر حضرت کے سر اقدس کو جدا کیا اور وہ جناب ان اشقیا سے
باتیں کرتے جاتے تھے راوی کہتا ہے کہ مجھے انکی بیرحمی پر بہت تعجب آیا اور میں نے کہا کہ قسم بخدا
اب میں کسی امر میں انکی موافقت نکرونگا راوی کہتا ہے کہ پھر وہ ملاعین لباس سید الشہدا لوٹنے پر
آمادہ ہوئے تو پیراہن شریف حضرت کا اسحاق بن حویہ حضرمی نے اتار لیا جب اس نے وہ
پیراہن پہنا تو مبروص ہوگیا اور تمام بدن کے بال گر پڑے منقول ہے کہ حضرت کی قمیص پر اس
شقی نے تیر و نیزہ و شمشیر کے ایک سو دس نشان سے زیادہ پائے اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے
کہ اس کرتہ میں ۳۳ زخم نیزہ اور ۳۴ زخم تلوار کے لگے تھے اور پائجامہ حضرت کا ابجر بن کعب تمیمی
شقی نے اتار لیا منقول ہے کہ وہ شقی زمین گیر ہوگیا اور جبتک زندہ رہا پاؤں اسکے

رہگئے تھے اور عمامہ حضرت کا اخنس بن مرثد بن علقمہ حضرمی نے اتار لیا اور بنابر بعض روایات کے
جابر بن یزید ازدی نے اتار لیا جب اس شقی نے وہ عمامہ باندھا تو اسکو جنون ہوگیا اور نعلین مبارک
اسود بن خالد لیگیا اور انگشتری حضرت کی بجدل بن سلیم کلبی نے انگلی کاٹکر اتار لی اور اس حرامزادہ
کو جب مختار نے گرفتار کیا تو ہاتھ اور پاؤں قطع کرکے زمین پر چھوڑ دیا کہ اپنے خون میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوگیا
اور حضرت کی چادر کہ جو خز کی بنی ہوئی تھی قیس بن اشعث نے اتار لی اور زرہ کہ اس کا نام بتراء تھا عمر
بن سعد نے لی جب عمر سعد قتل ہوا تو مختار نے وہ زرہ اسکے قاتل ابو عمرہ کو دیدی اور تلوار امام ابرار کی جمیع
بن خلق ازدی نے لی اور بنابر بعض روایات کے ایک شخص قبیلہ بنی تمیم میں سے لیگیا کہ نام اسکا اسود بن حنظلہ
تھا اور ابن ابی سعد سے مروی ہے کہ حضرت کی تلوار فلافس نہشلی نے لی اور محمد بن ذکریا سے روایت ہے
کہ وہ تلوار اس حادثہ کے بعد دختر حبیب بن بدیل کے ہاتھ آئی اور یہ تلوار جو لوٹ میں ضائع ہوئی
ذوالفقار نہ تھی اسلئے کہ ذوالفقار محفوظ ہے مثل اور تبرکات کے کہ جو ذخائر نبوت و امامت سے ہیں مصنف علیہ الرحمہ
فرماتے ہیں کہ یہ جو ہم نے کہا اور لکھا ہے اسکی اور راویوں نے بھی تصدیق کی ہے راوی کہتا ہے کہ اس
اثنا میں ایک کنیز خیام امام سے میدان میں آئی ایک شخص نے اس سے کہا کہ اے کنیز خدا تحقیقکہ تیرا
سردار قتل ہوگیا وہ کنیز ناقل ہے کہ میں دوڑی ہوئی مخدرات عصمت و طہارت میں گئی اور دہاڑیں
مار کر رونے لگی پس بیبیاں کھڑی ہوگئیں اور میرے ساتھ وہ بھی چیخیں مار مار کر رونے لگیں راوی
کہتا ہے کہ وہ قوم جہول خیام آل رسول و فرزند بتول کیطرف لوٹنے کو آئے اور لوٹنا شروع کیا یہانتک
کہ عورتوں کے سروں سے چادریں اتار لیں اور اہلبیت رسول و دختران بتول کو خیمہ سے نکالا کہ وہ خوار و بیکس
دہاڑیں مار کر روتی تھیں اور حامی و مددگار و عزیز و انصار کے نہونے پر گریہ کرتی تھیں راوی کہتا ہے
کہ ایک عورت جو قبیلہ بکر بن وائل سے اپنے شوہر کے ہمراہ تھی اور شوہر اسکا لشکر عمر سعد میں تھا
جب اس نے ان ملاعین کو دیکھا کہ اہلبیت حسین کے خیموں میں دِرّانہ داخل ہوئے ہیں اور انکی چادریں
اور زیور لوٹ رہے ہیں تو وہ ایک تلوار لیکر خیام حرم کیطرف چلی اور کہا کہ اے آل بکر بن وائل
کیا غضب ہے کہ دختران رسولخدا لوٹی جاتی ہیں پس اسکے شوہر نے اسکو پکڑ کر اپنے خیمہ میں

پہنچا دیا راوی کہتا ہے کہ اعدانے خیموں سے عورتوں کو نکالا اور خیموں میں آگ لگا دی وہ مخدرات عصمت وطہارت سر و پا برہنہ روتی پیٹتی نکلیں تو اشقیا نے انکو ذلت اسیری میں گرفتار کیا اور وہ پردگیاں عصمت وطہارت کہتی تھیں کہ برائے خدا ہم کو مقتل میں لے چلو پس جبکہ ان بیبیوں کی نظر لاشہائے شہدا پر پڑی تو چیخیں مار مار کر رونگیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگیں راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا نہیں بھولتا میں جناب زینب دختر امیر المومنین کا اپنے بھائی امام حسینؑ کو رونا اور باآواز حزین و دل غمگین پکارنا کہ یا محمداہ آپ پر تو ملائکہ آسمان نے نماز پڑھی یہ آپکا حسینؑ خاک و خون میں آلودہ پڑا ہوا کہ اشقیا نے ان کے جسم کو پارہ پارہ کیا ہے اور آپکی بیٹیاں مقید ہیں خدایا تجھ سے فریاد ہے اور فریاد ہے اے محمد مصطفےٰ اور اے علی مرتضےٰ اور اے فاطمہ زہرا اور اے حمزہ سید الشہدا یا محمداہ آپکا حسین عریان بدن پڑا ہے کہ ہوا سے خاک اڑ اڑ کر پڑتی ہے اور یہ حسینؑ آپکا اولاد زنا کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے واحزناہ واکرباہ آپکی مصیبت پر گویا آج جد امجد جناب رسولخدا صلعم نے وفات پائی فریاد ہے اے اصحاب محمدؐ ہم ذریت محمد مصطفےٰ ہیں کہ ہم کو مثل کنیزوں کے قید کیا ہے اور بنابر بعض روایات کے حضرت زینبؑ نے اسطرح فریاد کی کہ واحمداہ آپکی بیٹیاں مقید ہوئیں اور آپکی ذریت قتل کیگئی کہ ان پر ہوا سے خاک پڑتی ہے اور یہ آپکا حسینؑ ہے کہ جسکا سر پس گردن سے جدا کیا گیا اور عمامہ اور ردا لوٹ لی گئی قربان ہوں ماں باپ میرے اس پر کہ جسکا لشکر پیر کے دن لوٹا گیا فدا ہوں ماں باپ میرے اس پر کہ جسکی طناب خیام کاٹی گئیں فدا ہوں ماں باپ میرے اس غائب پر کہ جسکے آنیکی امید نہیں اور اس زخمی پر کہ جسکا علاج نہیں ہوسکتا قربان ہوں ماں باپ میرے اس پر کہ جس پر میری جان قربان ہے اور فدا ہوں ماں باپ میرے اس پر کہ جو دنیا سے مغموم سدھارا قربان ہوں ماں باپ میرے اس پر کہ جسکی ریش مقدس سے خون کے قطرے ٹپکتے تھے فدا ہوں ماں باپ میرے اس پر کہ جسکے جد امجد رسولخدا صلعم ہیں فدا ہوں ماں باپ میرے اس پر کہ جو رسولخدا کا نواسا ہے فریاد ہے اے نانا محمد مصطفےٰ فریاد ہے اے خدیجہ کبریٰ فریاد ہے اے بابا علی مرتضےٰ فریاد ہے اے مادر گرامی فاطمہ زہرا فریاد ہے اس بزرگوار

کی کہ جسکے لیے آفتاب پھر آگیا تاکہ نماز خدا ادا کرے راوی کہتا ہے کہ یہ بیان جگر خراش جناب زینب
کا سنکر قسم بخدا تمام دشمن و دوست رونے لگے پھر جناب سکینہ آکر لاش امام حسینؑ سے لپٹ گئیں
پس چند مرد عرب جمع ہوئے اور اس یتیمہ کو بجبر کھینچ کر جدا کیا راوی کہتا ہے کہ پھر عمر سعد نے اپنے
لشکر کو آواز دی کہ کون آمادہ ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کو گھوڑوں سے پامال کرے تو دس شخص آمادہ ہوئے
اور انکے یہ نام ہیں اسحاق بن حویہ یہ وہ حرامزادہ ہے کہ جسنے امام مظلوم کا کرتا اتارا تھا اور اخنس بن
مرثد اور حکیم بن طفیل سنبسی اور عمرو بن صبیح صیداوی اور رجاء بن منقذ عبدی اور سالم بن خیثمہ جعفی اور
صالح بن وہب جعفی اور واخط بن ناعم اور ہانی بن شبیب حضرمی اور اسید بن مالک پس امام انام کو
اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ایسا پامال کیا کہ پشت و سینہ انکا ریزہ ریزہ ہو گیا راوی کہتا ہے کہ یہ دسوں حرامزادے
ابن زیاد کے پاس آکر کھڑے ہوئے پس اسید بن مالک نے وہ بھی ان دسوں میں تھا کہا کہ ہم نے سینہ
کمر کو بعد اسکے کہ تیز رفتار اور دوڑنے والوں سے ریزہ ریزہ کر دیا پس ابن زیاد نے کہا کہ تم کون ہو
ان حرامزادوں نے کہا کہ ہم وہ شقی ہیں کہ اپنے گھوڑوں کو پشت امام حسینؑ پر دوڑایا تا اینکہ پسلیاں سینے
کی ٹوٹ گئیں اور ریزہ ریزہ ہو گئیں راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو تھوڑا سا انعام دیدیا
جائے ابو عمر زاہد روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے ان دسونکی تحقیق حال کی تو سبکو ولد الزنا پایا
اور ان دسونکو جب مختار نے پکڑا تو ہاتھوں اور پاؤں کو لوہے کی میخوں سے زمین میں جڑ دیا اور اوندھا
لٹا کر انکی کمر و پشت پر گھوڑے دوڑا دیئے کہ وہ شقی ہلاک ہو گئے ابن رباح نے روایت کی ہے کہ مجھے ایک
شخص اندھا ملا کہ جسنے امام حسینؑ کا شہید ہونا دیکھا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تو اندھا کیونکر ہو گیا
اسنے کہا کہ ہم دس آدمی امام حسینؑ سے لڑنے گئے تھے اور میں بھی انہیں دسواں شریک تھا نہ میں نے تیر
تلوار حضرت کے ماری اور نہ کوئی نیزہ لگایا تھا جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو میں اپنے گھر واپس آیا اور
نماز عشا پڑھکر سو گیا ایک شخص میرے خواب میں آیا اور کہا کہ تجھکو رسول خدا بلاتے ہیں میں نے کہا کہ
انکو مجھسے کیا کام ہے اس شخص نے میرا گریبان پکڑا اور کھینچتا ہوا حضرت کے پاس لایا ناگاہ دیکھا
میں نے کہ آنحضرت ایک صحرا میں آستین چڑھائے بیٹھے ہیں اور ایک حربہ دست مبارک میں

ہے اور ایک فرشتہ سامنے کھڑا ہے اور اسکے ہاتھ میں آگ کی تلوار ہے اور میرے نو ہمراہیونکو قتل
کیا اور جبکہ وہ تلوار لگاتا تھا اس کے جسم سے آگ شعلہ مارتی تھی پس میں حضرت کے قریب گیا اور سامنے
جاکر کھڑا ہوا میں نے عرض کیا کہ السلام علیک یا رسول اللہ پس حضرت نے مجھے کچھ جواب نہ دیا اور دیر تک
سر جھکائے رہے پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ اے دشمن خدا میری ہتک حرمت کی اور میری عترت کو قتل کیا اور
میرے حق کی کچھ رعایت نہ کی اور تو نے یہ کیا کیا میں نے کہا کہ یا رسول اللہ قسم بخدا میں نے امام حسینؑ کو نہ کوئی تلوار
لگائی اور نہ کوئی نیزہ مارا اور نہ کوئی تیر لگایا حضرت نے فرمایا کہ یہ تو سچ کہا مگر تو نے ان لوگوں کی جمعیت
زیادہ کی میرے قریب آ پس میں قریب گیا میں نے دیکھا کہ ایک طشت خون سے بھرا رکھا ہے
حضرت نے فرمایا کہ یہ خون میرے فرزند حسینؑ کا ہے اسمیں سے مثل سرمہ کے ایک سلائی میری آنکھوں
میں پھیر دی جب میں بیدار ہوا تو مجھکو کچھ نظر نہ آتا تھا اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے
کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے جب روز قیامت ہوگا تو جناب فاطمہ کیلئے ایک نور کا قبہ نصب کیا
جائیگا اور امام حسینؑ اس حال سے تشریف لائینگے کہ ہاتھ میں انکے انکا سر اطہر ہوگا جب وہ معظمہ انکو
اس حال سے دیکھینگی تو ایسی چیخ مارکر روئینگی کہ کوئی فرشتہ مقرب و نبی مرسل باقی نہ رہیگا کہ جو انکے
رونیسے نہ روئیگا پس پروردگار عالم امام مظلوم کو ان معظمہ کیلئے عمدہ صورت سے ممثل کریگا
اور وہ جناب اپنے قاتلین سے مخاصمہ کرینگے حالانکہ سر اقدس انکے بدن اطہر پر نہوگا پس
وہ جناب ان اشقیا کو قتل کرینگے جب سب کو قتل کر چکینگے تو پھر وہ زندہ ہو نگے پھر انکو جناب
امیر قتل کرینگے پھر وہ زندہ کئے جائینگے پھر انکو امام حسن قتل کرینگے پھر وہ زندہ ہو نگے تو پھر انکو
امام حسینؑ قتل کرینگے پھر وہ زندہ کئے جائینگے یہانتک کہ کوئی ہماری ذریت سے باقی نہ رہیگا کہ
جو انکو باری باری قتل نکرے بعد اسکے غیظ و غضب و حزن و ملال رفع ہوگا پھر امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا رحم کرے ہمارے شیعوں پر بخدا شیعہ ہمارے مومنین ہیں بدرستیکہ قسم بخدا
وہ لوگ ہماری مصیبت میں شریک ہیں بسبب طول دینے حزن و حسرت کے اور جناب
رسالتمآب سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جب روز قیامت ہوگا تو فاطمہ باگروہ

مومنات تشریف لائینگی پس حکم رب العزت ہوگا کہ داخل جنت ہوں وہ جناب عرض کرینگے
کہ میں ہرگز جنت میں نجاؤنگی جبتک مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ میرے بعد میرے فرزند حسین سے
کیا کیا پس ان سے کہا جائیگا کہ وسط محشر پر نظر کرو تو وہ جناب امام حسینؑ کو دیکھینگی کہ سر بدن اطہر
پر نہوگا تو ایک چیخ مار کر روئینگی پس تمام اہل محشر انکے رونیسے رونے لگینگے اور تمام فرشتے ان معظمہ کے
گریہ سے گریہ کرینگے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ معظمہ با آواز بلند پکارینگی کہ اے فرزند میرے
اور میوہ قلب میرے راوی کہتا ہے کہ اسوقت دریائے غضب الہٰی جوش میں آئیگا پس آتش جہنم
کو حکم ہوگا کہ جسکا نام ہب ہب ہے تحقیقکہ پروردگار عالم نے اسکو ایک ہزار برس جلایا تھا یہانتک
کہ سیاہ ہوگئی کہ جسمیں کبھی راحت داخل نہیں ہوئی اور نہ کبھی اس سے غم و رنج نکلا پس اس
آتش جہنم کو حکم پروردگار ہوگا کہ قاتلان حسینؑ کو چن لے پس وہ آگ قاتلان حسینؑ کو چن لیگی
پس جب وہ لوگ اسکے شکم میں پہنچینگے تو وہ آگ انسے تکلیف اٹھائیگی اور چیخ مار یگی اور وہ
آگ انکی تکلیف سے روئیگی اور یہ لوگ اسکی تکلیف سے روئینگے اور وہ آگ انکو اپنی
طرف کھینچیگی اور وہ آگ کو اپنی طرف کھینچینگے پس وہ لوگ لرزتی ہوئی زبان سے کہینگے
کہ بار الہٰا کسواسطے سب سے پہلے ہمیں آتش جہنم کو واجب و مسلط کیا حالانکہ ابھی بت پرست
تک جہنم میں ابھی نہیں داخل کئے گئے پس جانب پروردگار سے ان کو جواب دیا جائیگا بدرستیکہ
جاننے والا مثل نہ جاننے والوں کے نہیں ہے اور ان دونوں حدیثوں کو ابن بابویہ علیہ الرحمۃ
نے کتاب عقاب الاعمال میں روایت کیا ہے اور طلحہ[۱] سے روایت کی ہے کہ سنا اس نے
رسالتمآب سے کہ جب حضرت ہارونؑ نے دنیا سے رحلت کی تو حضرت موسیٰؑ ابن
عمران نے درگاہ الہٰی میں عرض کی بارالہٰا میرے بھائی کو بخشدے حکم ہوا کہ اگر تمام اولین
آخرین کی مغفرت کا تم سوال کروگے تو میں بخشدونگا مگر قاتلان امام حسینؑ کو ہرگز نہ بخشونگا

سلک تیسرا ان وقایع میں کہ جو بعد شہادت امام حسینؑ واقع ہوئے پس عمر
بن سعد نے سر امام کا اسی روز کہ وہ روز عاشورہ تھا خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم

[۱] بعض نسخ میں [illegible] نہیں

ازدی کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ باقی تمام صحابہ اور اقربائے حسینؑ کے سر بھی بدنوں سے جدا کرو پس تمام سر جدا کیے گئے انکے ہمراہ شمر بن ذی الجوشن اور قیس بن اشعث اور عمرو بن حجاج کو روانہ کیا تا آنکہ وہ لوگ کوفہ میں داخل ہوے اور ابن سعد باقی روز عاشورہ اور دوسرے دن کہ (۱۱ محرم) کی تھی زوال آفتاب تک کربلا میں مقیم رہا اور بعد دوپہر کوچ کیا اور عیال امام کو شتران برہنہ پر کہ جن پر عماری تھی نہ پردہ تھا بٹھلایا کہ جیسے ان مخدرات عصمت کے ناظریوں کے سامنے کھوے ہوے تھے حالانکہ وہ مخدرات امانت سید المرسلین تھیں اور انکو اس ذلت سے لیے جاتے تھے کہ جیسے قیدیان ترک و روم سخت مصائب و رنج و آلام میں مبتلا ہوتے ہیں چنانچہ کیا عمدہ شعر کہا ہے خدا شاعر کو جزادے سے یصلی علی المبعوث من آل ھاشم ۔ ویغزی بنوہ ان ذاالعجیب یعنی بنی ہاشم پر درود بھیجتے ہیں اور تعجب کی بات ہے کہ اسکی اولاد قتل کیجائے اور یہ سلوک اہلبیت کے ساتھ ہو اور روایت میں وارد ہے کہ سرہائے اصحاب حسینؑ شمار میں بہتر تھے پس اشقیا نے وہ سر باہم تقسیم کیے تاکہ ان کے ذریعہ سے ہر ایک قبیلۂ عرب ابن زیاد اور یزید کا مقرب ہو پس قبیلہ کندہ تیرہ سر لایا اور انبر رئیس قیس بن اشعث تھا اور بارہ سر لیکر قبیلہ ہوازن آیا اور انکا سردار شمر بن ذی الجوشن نابکار تھا اور قبیلہ بنی تمیم اٹھارہ سر لایا اور بنی سعد سولہ سر اور قبیلہ مذحج سترہ سر اور باقی اشقیا تیرہ سر لائے راوی کہتا ہے کہ جب ابن سعد کربلا سے دور چلا گیا تو قبیلہ بنی اسد اپنے گھروں سے آئے اور ان ابدان طاہرہ پر کہ جو خاک و خون میں آلودہ پڑے تھے نماز پڑھی اور دفن کردیا جسطرح کہ اسوقت قبور مطہرہ کربلا میں ہیں اور ابن سعد اسیران آل عبا کو لیکر بجانب کوفہ روانہ ہوا جب قریب کوفہ پہنچا تو اہل کوفہ انکا تماشہ دیکھنے جمع ہوے راوی کہتا ہے کہ ایک عورت زنان کوفہ سے بالائے بام بیٹھی تھی اسنے ان قیدیوں سے پوچھا کہ اے قیدیو تم کس قوم و قبیلہ سے ہو الجرم نے اس عورت سے کہا کہ ہم قیدی آل محمد ہیں پس وہ عورت کوٹھے سے نیچے اتری اور چادریں اور برقعے جمع کیے اور ان مخدرات

کواس موضع نے دیئے پس المحرم نے انسے اپنے سرونکو چھپایا راوی کہتا ہے کہ اہلبیت
کے ہمراہ علی بن الحسینؑ بھی تھے کہ بیماری نے انکو ضعیف کردیا تھا اور حسن بن الحسن المثنے
بھی تھے کہ جو اپنے چچا امام حسینؑ کے ہمراہ کربلا میں شریک رنج وبلا رہے ور زخمہائے تیغ وسنان
پر صبر کیا اور کچھ رمقی جان باقی رہگئی تھی اسلئے کہ زخموں سے چور چور ہو گئے تھے اور المحرم
کیساتھ زید و عمر و اولاد امام حسن سبط رسول زمن بھی تھے پس اہل کوفہ اہلبیت کو دیکھکر نوحہ
و بکا کرتے تھے پس امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم ہم پر نوحہ و بکا کرتے ہو پس وہ
کون ہے کہ جسنے ہمکو قتل کیا بشیر بن خزیم اسدی کہتا ہے کہ میں نے زینب بنت امیر المومنین کو
اسروز دیکھا اور کوئی عورت میں نے انسے زیادہ خوش بیان کبھی نہیں دیکھی گو یا زبان امیر المومنین
سے کلام کرتی تھیں اور خطاب زینب نے ہمکو اشارہ سے فرمایا کہ چپ رہو پس تمام لوگ خاموش ہوگئے
اور غل وشور بالکل موقوف ہوگیا پھر فرمایا کہ حمد خدا کی ذات کیواسطے ہے اور درود میرے نانا محمد مصطفےٰ
اور انکی آل اطہار پر نازل ہوا ما بعد اے اہل کوفہ فریب و بیوفائی کیا تم روتے ہو پس خشک نہوں
تمہارے آنسو اور تمہاری آواز گریہ کو سکون نہو تمہاری مثال ایسی ہے کہ جیسی کوئی عورت
اپنا تاگا جو کاتا ہے بعد مضبوط ہونیکے توڑ ڈالے تم نے اپنا ایمان فریب و خیانت کا ذریعہ بنایا
ہے اور تم میں نہیں بجز تکبر و عیب خود پسندی و عداوت و چاپلوسی کنیزونکی اور عداوت دشمنونکا
دشمنونکا یا تمہاری مثال اس سبزہ کی ہے کہ جو کوڑی اور مزبلہ پر اگا ہو یا مثل اس چاندی کی
ہے کہ جس سے قبر زینت کیگئی ہو یعنی ظاہر تمہارا مثل چاندی کی خوب درست اور عمدہ اور باطن
تمہارا مثل مردہ کے گندہ ہے آگاہ ہو کہ تمہارے نفوس نے کسقدر اعمال قبیح کئے ہیں کہ جس سے
تم پر غضب خدا نازل ہوگا اور ہمیشہ عذاب الٰہی میں مبتلا رہو گے آیا تم رونے اور نوحہ کرنے
ہو ہاں قسم بخدا بہت روؤ اور کم ہنسو کہ تم نے عار و عیب کو حاصل کیا ہے اور ہر گز یہ عیب
بعد اس واقعہ کے قیامت تک نہ دھو سکو گے اور کیونکر دھو سکتے ہو حالانکہ تم نے سلالہ خاتم نبوت
و معدن رسالت اور سردار جوانان اہل جنت اور ملجائے نیکو کاران اور ہادی مصیبت

زدگان اور منارہ حجت اور ہادی سنت کو قتل کیا آگاہ ہو کسقدر برا اور بھاری بوجھ تم نے
اٹھایا پس دوری خدا سے ہو تمہارے لئے اور عذاب الٰہی ہو تحقیقکہ خائب ہوئے تم اپنی سعی و کوشش
میں اور ہلاک ہوئے اور تمہاری تجارت میں خسارہ ہوا اور غضب خدا کیطرف بازگشت کی اور تمہارے
لئے ذلت خواری ثابت و معین ہوئی اے اہل کوفہ تم پر وائے ہو آیا تم جانتے ہو کہ تم نے کس جگر رسول کو
پارہ کیا اور کن پردہ نشینان آل رسول کو بے پردہ کیا اور کس خون رسول کو تم نے بہایا اور کس حرمت
رسول کو تمنے ضائع کیا اور تحقیقکہ تم نے ایسا کام کیا کہ جسکی نحوست اور بلا جسیم اور زشتی اور حادثہ عظیم نے زمین آسمان
کو بھر دیا کیا تم تعجب کرتے ہو اس حادثہ سے کہ آسمان سے خون برسا اور البتہ عذاب اخروی زیادہ رسوا کرنیوالا
ہے اور اسروز تمہارا ناصر کوئی نہوگا پس اس مہلت چند روزہ پر خوش نہو کہ پروردگار انتقام لینے پہ تعجیل
نہیں کرتا اور اس کو آخر میں خوف فوت انتقام کا نہیں اور تحقیق کہ تمہارا پروردگار البتہ دیکھتا ہے راوی کہتا
ہے کہ قسم بخدا اسروز میں نے آدمیوں کو دیکھا کہ متحیر ہو کر روتے تھے اور تاسف اور ندامت سے سب انگشت بدندان
تھے اور ایک مرد پیر کو میں نے دیکھا کہ میرے پہلو میں کھڑا ہے وہ اسقدر رویا کہ اسکی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی
اور کہتا تھا کہ باپ ماں میرے آپ پر قربان ہوں کہ بزرگ تمہارے بہترین بزرگان اور جوان تمہارے
بہترین جوانان اور عورتیں تمہاری بہترین زنان ہیں اور نسل تمہاری بہترین نسل ہے کہ کبھی ذلیل و خوار
نہوگی اور زید بن موسیٰ نے روایت کی ہے کہ مجھسے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا اور ان جنابنے میرے جد امجد
سے روایت کی ہے کہ آنحضرتنے فرمایا کہ جناب فاطمہ صغرا نے بروقت پہنچنے کوفہ میں کربلا سے یہ خطبہ فرمایا
کہ جمیع ستائش خدا کیلئے ہے بعدد ریگ و سنگریزہ ہائے صحرا اور بعدد ذرتے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہے
حمد خدا کرتے ہوں اور اسپر ایمان لائے ہوں اور اسپر توکل کرتے ہوں اور گواہی دیتے ہوں کہ بجز اللہ کے اور
کوئی معبود نہیں اور تحقیقکہ محمدؐ اسکے بندہ اور رسول ہیں اور بیشک اولاد انکی کنارہ نہر فرات ذبح کیگئی حالانکہ
ان پر کسیکا خون نہ تھا بارالٰہا میں تجھسے پناہ چاہتی ہوں کہ میں تجھ پر بہتان و کذب کروں یا یہ کہ میں اسکے خلاف
کہوں کہ جو تو نے حضرت پر نازل فرمایا ہے دربارہ عہد و پیمان یعنی حق میں انکے وصی علی بن ابیطالب کے کہ
جنکا حق چھین لیا اور بیگناہ قتل ہوئے جیسا کہ کل انکی اولاد کو بیگناہ قتل کیا ہے اور وہ علی خانہ خدا

تھے کہ جہاں وہ لوگ بھی تھے کہ جو فقط زبان سے مدعی اسلام تھے ایسے مسلمانوں کے سر و نیز خاک
کہ نہ حضرت کی حیات میں ایسے ظلم و ستم کو دفع کیا اور نہ بعد ممات آنحضرت کے تا اینکہ خداوندا تونے
اٹھا لیا ان حضرت کو اپنی طرف درانحالیکہ وہ جناب پاکیزہ نفس و پاک طبیعت رکھتے تھے اور ا
مناقب و فضائل انکے معروف تھے اور مذہب انکا واضح تھا اور پروانہ رکھتے تھے بار الہا تیری
راہ رضا میں کسی ملامت کنندہ یا بدگو نیدہ کی اور بار الہا تونے انکو بچپن میں ہدایت اسلام کی اور
محامد و مناقب کثیرہ انکو بخشے بعد بڑے ہونیکے اور تیری اور تیرے رسول کی ہمیشہ خیر خواہی کرتے
رہے تا اینکہ تجھسے ملاقات کی درانحالیکہ وہ حضرت تارک دنیا تھے اور دنیا پر مطلق حریص نہ تھے
اور آخرت کی طرف راغب تھے اور تیری راہ رضا میں کیسے کیسے جہاد کئے اور تو انسے راضی ہوا اور تونے انکو
پسند فرمایا پس تونے صراط مستقیم کی ہدایت کی۔ اما بعد اے اہل کوفہ اے اہل مکر و فریب و تکبر پس
بدرستیکہ ہم اہلبیت کا امتحان پروردگار نے تمہارے بارے میں لیا ہے اور تم لوگوں کا امتحان ہماری
بابت
بارہ میں لیا ہے پس اللہ تعالے نے ہمارے امتحان کو اچھا اور نیک قرار دیا یعنی امتحان میں ہم ثابت
قدم رہے اور ہم کو اپنا علم دیا اور ہم ہمکو عطا کی ہم ان کے علم کے مخزن اور اس کے فہم و حکمت کے
مستقر بنایا اور اس کے ملک میں روئے زمین پر اسکی حجت اسکے بندوں کے لئے ہیں اور اللہ
تعالے نے اپنی کرامت سے ہمکو مکرم کیا اور اپنے نبی کی برکت سے ہم کو عام مخلوقات پر فضیلت
بخشی پس تم نے ہماری تکذیب کی اور ہم سے پھر گئے اور ہمارا قتل کرنا حلال جانا اور ہمارا
مال لوٹ لیا گویا کہ ہم اولاد ترک یا کابل سے تھے جیسے کہ تم نے ہمارے دادا کو قتل کیا
تمہاری تلواروں سے ہم اہلبیت کے خون ٹپکتے ہیں بسبب عداوت قدیمہ کے اس سبب سے
تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور تمہارے دل شاد ہوئے خدا پر افترا کرتے ہو اور اس سے
مکر کرتے ہو حالانکہ خدا بہتر جزا دینے والا مکر کنندوں کی اور اپنے نفوس کو اس امر سے خوش کرو
کہ ہمارے خون بہائے اور ہمارے اموال تم نے پائے پس تحقیقکہ جو مصائب جلیلہ اور بلائے
عظیمہ ہم پر گذری ہیں سب کتاب خدا میں لکھی تھیں قبل اس کے کہ واقع ہوں اور تحقیقکہ

یہ خدا پر سہل اور آسان ہے تا یہ کہ غمگین نہو تم اس پر کہ جو تم سے فوت ہوئے اور اس چیز پر خوش نہو کہ جو تم کو
ملی اور اللہ تعالیٰ کسی مغرور اور تکبر کو دوست نہیں رکھتا پس ہلاک ہو تم اور منتظر رہو لعنت اور عذاب خدا کے
پس عنقریب نازل ہوگا اور پے درپے عذاب الٰہی اسمان سے آئیگا اور وہ عذاب تم کو ہلاک کر دیگا اور چکھائیگا
بعض کو تم میں سے ذائقہ عذاب بعض کا پھر ہمیشہ عذاب دردناک میں قیامت تک رہوگے بعوض ان ظلموں کی
کہ جو تم نے ہم پر کیے ہیں الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین وائے ہو تم پر آیا جانتے ہو کہ کن ہاتھوں سے تم نے ہمکو نیزے
مارے اور تم میں سے کون ہمارے قتل پر آمادہ ہوا اور کن پاؤں سے تم ائے ہمارے قتل کیواسطے تمہارے دل سخت اور
جگر تمہارے پتھر ہوگئے ہیں اور تمہارے دلوں پر زنگ اگیا ہے اور تمہارے کان اور آنکھوں پر مہر لگادی ہے
اور شیطان نے تمہاری نگاہوں میں افعال قبیحہ کو زینت دی ہے اور تم کو مہلت دی ہے اور تمہاری آنکھوں پر
پردہ ڈالدیا ہے پس تم لوگ کبھی ہدایت نپاؤ گے ہلاک ہو تم اے اہل کوفہ کونسا تمہارا ذمہ رسول پر ہے کہ جسکا
عوض چاہتے ہو اور جسکی وجہ سے بغض عناد کیا تم نے انکے برادر علی بن ابیطالب سے کہ جو میرے جد بزرگوار
تھے اور ساتھ انکے اولاد و عترت پاکیزہ واہر اکے اور فخر کنندہ نے فخریہ شعر پڑہے ؎ نحن قتلنا
علیا و بنی علی ؛ بسیوف ھندیہ و رماح ؛ و سبینا نساؤھم سبی ترک ؛
و نطحنا ھم فای نطاح ؛ یعنی ہم نے علیؑ اور اولاد علیؑ کو تلواروں اور نیزوں سے قتل کیا اور انکی
عورتوں کو مثل بندیان ترک کے مقید کیا اور کیسی جنگ و جدال کی اے قائل تیرے منھ میں خاک اور پتھر پڑیں
تو ان لوگوں کے قتل کرنے پر فخر کرتا ہے کہ جنکو باری تعالیٰ نے پاکیزہ و مطہر کیا اور انسے رجس دور کیا پس غصہ
کھا اور مثل سگ بیٹھ کہ جیسے تیرا باپ بیٹھا تھا پس ہر شخص جو حاصل کرتا اور جو ذخیرہ اپنے لیے بھیجتا ہے
وہی اس کو وہاں ملیگا اور وائے ہو تم پر کہ تم لوگوں نے ہمارے فضائل اور مراتب پر حسد کیا چنانچہ شاعر نے
کہا ہے ؎ فما ذنبنا ان جاش دھرا بحورنا ؛ بحرک ساج ما یوارا الدعامصا
پس ہمارا کیا گناہ ہے اگر ایک زمانہ تک ہمارے دریا جوش زن ہیں اور تمہارا دریا ساکن ہے اور اسقدر
کم پانی ہے کہ چھوٹے سے جانور غوطہ زن کو بھی نہیں چھپا سکتا یہ فضل خدا ہے جسکو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے
اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے اور جسکو اللہ نے نور نہ دیا پس اسکو نور کہاں راوی کہتا ہے کہ اس کلام

آواز نوحہ و بکا بلند ہوئی اور سب نے کہا کہ اے دختر طاہرین بس کرو تحقیقکہ ہمارے دل جلا دئے اور ہمارے
گلے پگا دئے اور ہمارے باطنوںمیں آگ لگا دی پھر وہ معظمہ چپ ہو رہیں راوی کہتا ہے کہ پھر ام کلثوم
بنت علی نے اس روز پس پردہ سے باآواز بلند باگریہ و زاری یہ خطبہ پڑھا کہ اے اہل کوفہ تمہارا برا حال ہو
کس وجہ سے تم نے امام حسین کو چھوڑ دیا اور ان جنابکو شہید کیا اور انکا مال لوٹ لیا اور اسکو اپنا ترکہ قرار دیا اور
انکی عورتوںکو مثل لونڈیوں کے قید کیا اور اب تم روتے ہو پس خدا تم کو ہلاک و مقہور اور اپنی رحمت تم سے دور کرے
آیا تم جانتے ہو کہ تم نے کیا بلائے عظیم ظاہر کی اور کس گناہ عظیم کا تم نے بوجھ اٹھایا اور کون خون تم نے بہائے
اور کن پردگیان عصمت کو تم نے اسیر کیا اور کن صاحبزادیوںکو تم نے لوٹا اور کن اموال کو تم نے غارت کیا تم نے
ان لوگوں کو قتل کیا کہ جو نبی کے بعد بہترین مردان تھے اور تمہارے سے رحم اٹھا لیا گیا ہے آگاہ ہو کہ لشکر رحمن
رستگار اور گروہ شیطان خسارہ میں گرفتار ہے پھر ان مخدومہ نے یہ اشعار فرمائے ؎ قتلتم اخی

ظلما فویل لامکم ؛ ستجزون نارا حرها یتوقد یعنی تم نے میرے بھائیکو
بڑے ظلم اور ظر حطر سے اذیتوں سے قتل کیا پس تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں انکی جزا میں آگ سے جلو گے
کہ جسکی حرارت شعلہ ور ہوگی ؎ سفکتم دماء حرم الله سفکها ؛ وحرمها القرآن ثم محمد
تم نے وہ خون بہائے کہ جنکا بہانا خدا نے حرام کیا اور قرآن اور پھر محمدؐ نے حرام کیا ہے ؎ الا فابشروا
بالنار انکم غدا ؛ لفی سقر حقا یقینا تخلدوا آگاہ ہو کہ بشارت ہو تم کو آتش جہنم کی تحقیقکہ تم
فردائے قیامت کو جہنم میں یقینا مخلد ہو گے ؎ وانی لابکی فی حیاتی علی اخی ؛ علی خیر من بعد النبی
سیولد او تحقیقکہ میں تمام عمر اپنے بھائی کو روونگی کہ جو بہتر ہے ان لوگوں سے جو نبی کے بعد پیدا ہونگے ؎
بدمع غزیز مستهل مکفکف ؛ علی الخد منی دائبا لیس یجمد ؛
اور ایسے آنسوؤں سے روونگی کہ جو بکثرت جاری ہوں اور روکے نہ رکیں اور رخسارہ پر برابر جاری رہیں اور
کبھی خشک نہوں راوی کہتا ہے کہ تمام آدمیوں میں غل و شور گریہ و زاری کا بلند ہوا اور عورتوں نے اپنے
بال کھول دیے اور اپنے سروں پر خاک ڈالتی تھیں اور چہرونکو نوچتی اور رخسار وں پر طمانچے مارتی اور
وادیلاہ وواثبوراہ پکارتی تھیں اور تمام مرد روتے اور اپنی ڈاڑھیونکو نوچتے تھے پس کبھی الیسا روز مانہ

دیکھا گیا تھا جیسا کہ اس روز گریہ و بکا دیکھا پھر امام زین العابدین نے انکو اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ
پس تمام لوگ چپ ہو گئے پھر حضرت کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور ذکر محمد مصطفےٰ
کیا اور آنحضرت پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ ایہا الناس جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں
جانتا پس میں علی بن الحسین ہوں میں بیٹا اس شہید راہ خدا کا ہوں جو نہر فرات کے کنارہ پر ناحق قتل کیا گیا
میں اسکا بیٹا ہوں کہ جسکی ہتک حرمت کیگئی اور اسکا مال و اسباب لوٹا گیا اور اس کے عیال کنیزوں کی
مثال مقید ہوئے میں اسکا بیٹا ہوں کہ جو بظلم و ستم قتل ہوا اور مجھے یہی فخر کافی ہے ایہا الناس میں تم کو خدا
کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تم جانتے ہو کہ تم نے میرے پدر بزرگوار کو خطوط لکھکر بلایا اور پھر فریب کیا اور اپنے
نفوس انکے عہد و پیمان و بیعت میں دیئے اور انکی اطاعت کی اور پھر انکو قتل کیا اور انکو چھوڑ دیا پس
تمہارے لئے ہلاکت ہے اس ذخیرہ کی سبب سے کہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا اور رائے بد اختیار کی کس آنکھ
سے تم رسول خدا کو دیکھو گے جب وہ فرمائینگے کہ میری عترت کو قتل کیا اور میری ہتک حرمت کی پس
تم لوگ میری امت سے نہیں ہو راوی کہتا ہے کہ پھر آدمیوں میں ہر طرف سے آواز گریہ و بکا بلند ہوئی
اور ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ تم ہلاک ہوئے اور غفلت کی پھر حضرت نے فرمایا کہ اس پر خدا رحم کرے
جو میری نصیحت قبول کرے اور میری وصیت در بارہ خدا و رسول اور عترت محمد مصطفےٰ کے یاد رکھے
پس تحقیقکہ ہم کو رسولخدا سے اقتداء شائستہ ہے پس سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم سب نے آپکے کلام ہدایت التیام کو
سنا آپکی اطاعت کرینگے اور آپکے عہد و پیمان کا لحاظ رکھینگے آپکو ترک نکرینگے اور نہ آپ سے روگردانی
کرینگے پس آپ پر خدا اپنی رحمت نازل کرے ہم کو حکم فرمائیے پس تحقیقکہ ہم اس سے جنگ کریں
جو آپ سے جنگ کرے اور ہم اس سے صلح کریں جو آپ سے صلح کرے اور ہم یزید لعین کو البتہ گرفتار
کرینگے اور اس شخص سے بیزاری کرینگے کہ جس نے آپ پر ظلم اور ہم پر ستم کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ
ہیہات ہیہات اے فرقۂ غدار اور گروہ مکار حائل و مانع ہو گئے عوائق دہر غدار و فلک کجرفتار
تمہارے اور تمہارے خواہشات نفسانی کے درمیان تمہارا یہ ارادہ ہے کہ مجھسے بھی ویسا ہی سلوک
کرو کہ جیسا پہلے میرے آباء طاہرین کیساتھ کیا حاشا و کلا اور قسم بخدا بدرستیکہ ہمارے زخم ابھی تک نہیں

بھرے ابھی کل کی بات ہے کہ میرے بابا اور انکے اہلبیت کو شہید کیا اور میں ابتک رسولخدا اور اپنے
پدر بزرگوار اور اپنے بھائیوں کی مصیبت کو نہیں بھولا اور اسکی ناگواری ابتک میری زبان پر اور اسکی تلخی میرے
حلق میں اور آتش غم و غصہ میرے سینہ میں بھری ہے اور میرا سوال تم سے یہ ہے کہ نہ ہم کو نفع پہنچاؤ اور
نہ ہمارے ضرر کے درپے ہو پھر حضرت نے یہ اشعار فرمائے ؎ لا غرو ان قتل الحسین فشیخہ
قد کان خیرا من حسین و اکرما ۔ یعنی تعجب نہیں ہے اگرچہ امام حسینؑ شہید ہوئے کہ انکے
بزرگ کہ جو حسین سے افضل اور اکرم تھے قتل ہوئے ؎ فلا تفرحوا یا اہل کوفان بالذی
اصیب حسین کان ذالک اعظما ۔ پس اے اہل کوفہ خوش نہ ہو بسبب ان ظلموں کے کہ جو امام حسینؑ
پر کئے گئے یہ امر خدا کے نزدیک بہت عظیم ہے ؎ قتیل بشط النہر روحی فداءہ ۔ جزاء الذی
ارداہ نار جہنما ۔ کشتہ نہر فرات پر میری روح قربان ہو جزا ان شخصوں کی جنھوں نے امام حسینؑ کو شہید کیا
آتش جہنم ہے پھر حضرت نے فرمایا کہ ہم اسیقدر پر راضی ہیں کہ نہ ہماری نصرت کرو اور نہ ہم کو ضرر پہنچاؤ راوی
کہتا ہے کہ پھر ابن زیاد اپنے قصر میں بیٹھا اور آدمیونکو اذن عام دیا اور سر امام حسینؑ لاکر اسکے روبرو رکھا گیا
اور عورات اور دختران امام حسینؑ کو بھی اسکے دربار میں داخل کیا پس زینب دختر علی ایک گوشہ میں بیٹھ
گئیں ابن زیاد نے کسی سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے کسی نے کہا کہ یہ عورت زینب بنت علی ہیں ابن
زیاد ان معظمہ کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ شکر خدا ہے کہ جسنے تم کو ذلیل اور تمہارے دعوے کو جھوٹا کیا جناب
زینب نے فرمایا کہ ذلیل فاسق ہوتا ہے اور وہ ہمارے اغیار و اعدا ہیں پس ابن زیاد نے کہا کہ تم نے دیکھا
کہ اللہ تعالے نے تمہارے بھائی اور اہلبیت کے ساتھ کیا کیا جناب زینب نے فرمایا کہ میں نے بجز امر جمیل کے
کچھ نہیں دیکھا یہ وہ لوگ تھے کہ جن کے لئے اللہ تعالے نے درجہ شہادت مقرر فرمایا تھا پس وہ اپنی
خوابگاہ میں پہنچے اور عنقریب اللہ تعالے ان شہدا کو اور تجھکو موقف حساب میں جمع کریگا پس اسوقت
تجھسے حجت اور مخاصمت کیجائیگی اے ابن مرجانہ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اسوقت تو دیکھیگا
کہ کون رستگار ہے راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد بدنہاد یہ سن کر غضبناک ہوا اور جناب زینب کو
قتل کا ارادہ کیا پس عمرو بن حریث نے ابن زیاد سے کہا کہ یہ عورت ہے اور عورت کی بات پر

مواخذہ نہ کرنا چاہئے ابن زیاد نے جناب زینبؑ سے کہا کہ بدرستیکہ اللہ تعالےٰ نے میری قلب کو شفا دی
تمہارے برادر طاغی اور انکے اہلبیت نافرمان کے قتل ہونیسے پس جناب زینبؑ نے اس سے فرمایا کہ
قسم ہے اپنی زندگی کی کہ تو نے ہمارے بڈھونکو قتل اور ہماری شاخونکو قطع کیا اور ہماری جڑ اور بنیاد کھود
ڈالی پس اگر تیری شفا اس میں ہے تو البتہ تو نے شفا پائی پھر ابن زیاد نے کہا کہ یہ عورت کلام مقفٰی بولتی ہے
اور قسم ہے مجھے اپنی زندگانی کی کہ باپ بھی تمہارا البتہ شاعر اور کلام مقفٰی بولتا تھا جناب زینبؑ نے اس سے فرمایا
کہ اے ابن زیاد عورت کو کلام مقفٰی سے کیا کام پھر ابن زیاد علی بن الحسینؑ کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ
یہ کون شخص ہے کسی نے کہا اس کا نام علی بن الحسینؑ ہے پس ابن زیاد بولا کہ کیا علی بن الحسینؑ کو قتل نہیں کیا
اسوقت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ میرا ایک بھائی تھا کہ اسکا نام بھی علی بن الحسین تھا کہ جسکو تیرے آدمیوں
نے قتل کیا ابن زیاد بولا بلکہ اللہ تعالےٰ نے اس کو قتل کیا پس امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اللہ یتوفی
الانفس حین موتھا یعنی اللہ تعالےٰ اٹھا لیتا ہے نفسونکو بوقت انکی موت کے ابن زیاد بولا کہ تم کو
میرے جواب دینے پر جرات ہے اور حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قتل کرو پس جب یہ کلام جناب زینبؑ نے سنا تو
فرمایا کہ اے ابن زیاد تو نے ہمارے مردوں میں سے کسی کو باقی نہیں رکھا پس اگر تیرا ارادہ اسکے بھی قتل کا ہے
تو مجھے بھی اسکے ساتھ قتل کر پس جناب امام زین العابدینؑ نے اپنی پھوپھی سے فرمایا کہ اے پھوپھی چپ
رہو تاکہ میں اس سے کچھ کلام کروں پھر امام زین العابدین اسکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابن زیاد
تو مجھے قتل سے ڈراتا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ قتل ہونا ہماری عادت اور بزرگی ہماری شہادت ہے پھر
ابن زیاد نے علی بن الحسینؑ اور انکے اہلبیت کیلئے حکم دیا کہ جو مکان پہلوے مسجد اعظم میں ہے وہاں لیجا کر
قید کرو جناب زینبؑ بنت امیر المومنینؑ فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس کبھی کوئی زنان عرب سے نہیں آتی
مگر ام ولد یا لونڈیاں آتی تھیں اس لئے کہ وہ بھی مثل ہمارے مقید تھیں پھر ابن زیاد نے حکم دیا کہ سر امام
حسینؑ کو چہار سوئے کوفہ میں پھرایا جائے مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے لازم ہے کہ اس مقام پر
تمثیلاً چند شعر بعض اہل عقول کے لکھوں کہ جو شہدائے آل رسول کیلئے بطور مرثیہ کہے ہیں ع
راس ابن بنت محمد و وصیہ للناظرین علی القناۃ یرفع ؛ یعنی سر فرزند بتول و جگر گوشہ رسول

کا تماشائیوں کے دکھلانے کو نیزہ پر بلند کیا گیا ۔ والمسلمون بمنظر وبمسمع لا منکر منهم
ولا متفجع ۔ اور مسلمان لوگ دیکھتے اور سنتے ہیں نہ کوئی منع کرتا ہے اور نہ کوئی اندوہگیں ہوتا ہے
کحلت بمنظرک العیون عمایة واصم رزؤک کل اذن تسمع آپکی مصیبت نے آنکھوں کو نابینا کر دیا اور کانوں کی
شنوائی زائل کر دی ۔ ایقظت اجفانا وکنت لها کری ۔ وانمت عینا لم تکن بک تهجع جگا دیا آپ نے ان پلکوں کو
کہ جنکے لئے آپ خواب تھے اور سلا دیا آپ نے اُن آنکھوں کو جو آپ کے سبب سے نہ سوتی تھیں یعنی آپکی شہادت
سے اہلبیت کی نیند اڑ گئی اور دشمن مطمئن ہو کر سوئے ۔ ما روضة الا تمنت انها لک حفرة
ولخط قبرک مضجع ۔ کوئی باغ ایسا نہیں کہ جو متمنی نہو کہ وہاں آپکی قبر ہو اور آپکی خوابگاہ بنے
راوی کہتا ہے کہ پھر ابن زیاد ممبر پر گیا اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لایا اور اثنائے کلام میں کہا کہ شکر ہے
اس خدا کا کہ جس نے حق اور اہل حق کو ظاہر کیا اور امیر المومنین اور اس کے تابعین کی نصرت کی اور نعوذ باللہ
کذاب پسر کذاب کو قتل کیا پس ابھی اور کچھ نہ کہا تھا کہ عبداللہ بن عفیف کھڑے ہو گئے اور وہ مخلص شیعہ امیر
اور بڑے زاہد تھے اور بائیں آنکھ انکی جنگ جمل میں جاتی رہی تھی اور دوسری آنکھ روز صفین بیکار ہو گئی
تھی اور وہ مسجد اعظم میں دن بھر اور رات تک نمازیں پڑھا کرتے تھے پس انہوں نے کہا کہ اے پسر مرجانہ
تحقیق کہ کذاب پسر کذاب تو اور تیرا باپ ہے اور جس نے تجھے حاکم شہر کیا وہ اور اس کا باپ تھا اے دشمن خدا اولاد
انبیا کو قتل کر کے اور منابر مسلمین پر ایسی باتیں بناتا ہے راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد غضبناک ہوا اور کہا کہ
یہ کون کلام کرتا ہے پس اس مرد دیندار نے کہا کہ میں کلام کرتا ہوں اے دشمن خدا قتل کیا تو نے ذریت
طاہرہ کو کہ جس سے پروردگار عالم نے رجس و پلیدی دور کی اور جو حق پاک کرنیکا تھا پاک کیا اور تو گمان
کرتا ہے کہ تو دین اسلام پر ہے واغوثاہ کہاں ہے اولاد مہاجرین و انصار کہ تجھ سے انتقام لیں اور تجھ
طاغی سے کہ جو بزبان محمد رسول رب العالمین لعین ابن لعین ہے بدلا لیں راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد
اور غضبناک ہوا یہاں تک کہ گردن کی رگیں پھول گئیں اور کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ پس پیادے اور
ملازمین ہر جانب سے عبداللہ کی طرف دوڑے تاکہ انکو گرفتار کریں پس یہ دیکھ کر شرفائے قبیلۂ ازد
کہ جو انکے بنی اعمام تھے کھڑے ہو گئے اور اس مرد دیندار کو انکے ہاتھ سے چھڑایا اور انکو روانہ

مسجد سے باہر کر کے انکے مکان پر پہنچا دیا پس ابن زیاد نے کہا کہ اس اندھے کے پاس جاؤ کہ یہ اندھا قبیلہ
ازد کا ہے خدا اس کے دل کو اندھا کرے جیسے کہ اسکی آنکھوں کو اندھا کیا پس اسکو میرے پاس لاؤ راوی کہتا ہے
کہ ملازمین ابن زیاد انکے مکان پر گئے پس جب یہ خبر قبیلہ ازد کو پہنچی تو وہ لوگ مجتمع ہو گئے اور قبائل یمن بھی
انکے ہمراہ جمع ہوئے تا کہ اپنے پیر قبیلہ کو بچانے دیں راوی کہتا ہے کہ یہ خبر ابن زیاد کو پہنچی تو اس شقی نے
قبائل مضر کو جمع کیا اور انپر محمد بن اشعث کو حاکم کر کے اس گروہ سے لڑنے کا حکم دیا راوی کہتا ہے کہ انمیں خوب
جدال و قتال ہوا تا اینکہ ایک جماعت عرب انمیں سے قتل ہوگئی راوی کہتا ہے کہ اصحاب ابن زیاد عبداللہ
بن عفیف کے مکان پر پہنچے اور انکا دروازہ توڑ ڈالا اور انپر ہجوم کر لیا تو انکی دختر نے انسے پکار کر کہا کہ وہ لوگ
آگئے کہ جنسے تم کو خوف تھا انہوں نے کہا کہ تو خوف نکر اور میری تلوار مجھے دے راوی کہتا ہے کہ انکی لڑکی
نے انکو تلوار دیدی پس وہ لوگوں کو اپنے گرد سے ہٹاتے اور یہ رجز پڑھتے تھے ؎ انا ابن ذی الفضل
عفیف الطاهر ۔ عفیف شیخی و ابن ام عامر یعنی میں بیٹا صاحب فضل عفیف طاہر کا ہوں باپ کا
نام عفیف اور ماں کا نام ام عامر ہے ؎ کم دارع من قومکم و حاسر ۔ و بطل جدلته مغادر
یعنی کتنے تمہاری جماعت سے زرہ پوشوں اور کتنے بے زرہ پوشوں او کتنے بے زرہ اور بہادروں کو میں نے
قتل کر کے زمین پر ڈالدیا ہے راوی کہتا ہے کہ انکی بیٹی کہتی تھی کہ کاش میں مرد ہوتی اور تمہارے سامنے آج اس
گروہ فجار و قاتلان عترت اطہار سے لڑتی راوی کہتا ہے کہ وہ لوگ ہر طرف سے پھر کر انپر آتے تھے اور وہ انکو اپنے
گرد سے ہٹاتے تھے پس انپر کوئی قدرت نہ رکھتا تھا اور جب وہ لوگ کسی جانب سے آتے تو انکی بیٹی کہتی تھی کہ
اے پدر فلاں طرف سے تمہارے پاس آتے ہیں تا اینکہ انپر ہجوم اور چاروں طرف سے احاطہ کر لیا پس انکی بیٹی
نے کہا کہ کیا ذلت ہے کہ میرے باپ کو گھیر لیا اور کوئی انکا ناصر نہیں کہ انکی مدد کرے پس وہ اپنی تلوار پھراتے
اور کہتے تھے ؎ اقسم لو یفسح لی عن بصری ۔ ضاق علیکم موردی و مصدری یعنی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں
بینائی سے معذور نہ ہوتا تو تم پر جائے آمد و رفت تنگ کر دیتا راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد کے آدمی وہاں
موجود رہے تا اینکہ انکو پکڑ لیا اور ابن زیاد کے پاس لیچلے جب اس شقی کے پاس آئے اور اس بد نہاد نے
انکو دیکھا تو کہا کہ شکر ہے اس خدا کا کہ جسنے تجھ کو رسوا کیا پس عبداللہ نے اس سے کہا کہ اے دشمن خدا خدا نے

مجھے کیا ذلیل کیا ؎ واللہ لو فرج لی عن بصری ؛ اضاق علیک موردی و مصدری

قسم بخدا اگر میری بینائی ہوتی تو میں تجھ پر جائے آمد و رفت بند کر دیتا پس ابن زیاد نے انسے کہا کہ اے دشمن
خدا عثمان بن عفان کے حق میں کیا کہتا ہے اس مرد دیندار نے جواب دیا کہ اے بنی علاج کے غلام اے ابن مرجانہ
اور اسکو دشنام بھی دیں اور کہا کہ تجھکو عثمان سے کیا غرض برا تھا یا بھلا اصلاح امت کی یا فساد ڈالا اللہ تبارک و تعالیٰ
حاکم مخلوقات ہے انمیں اور عثمان میں بعدل و حق حکم کریگا لیکن تو مجھ سے اپنے باپکی اور اپنی حقیقت اور یزید اور
اسکے باپ کی کیفیت پوچھ ابن زیاد بولا کہ قسم بخدا میں تجھسے کچھ نہ پوچھونگا اور تجھے رنج پر رنج دیکر ذائقہ موت
چکھاؤنگا پس عبداللہ بن عفیف نے کہا کہ شکر ہے خدائے رب العالمین کا تحقیقکہ میں اپنے پروردگار سے سوال
کرتا تھا کہ مجھے درجہ شہادت عطا فرمائے قبل اسوقت کے کہ تیری ماں نے تجھے جنا بھی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ سے یہ
کرتا تھا کہ سعادت شہادت مجھے عطا فرمائے اس شخص کے ہاتھ سے کہ جو تمام مخلوقات سے زیادہ لعین ہو اور
سب سے زیادہ دشمن خدا ہو پس جب میری بصارت جاتی رہی تو میں شہادت سے ناامید ہو گیا تھا مگر شکر ہے اس خدا کا
کہ جس نے مجھے یاس کے بعد بھی مرتبہ شہادت پر فائز فرمایا اور میری دعائے قدیم کو درجہ اجابت پر پہنچایا پس بحکم ابن
زیاد اس مرد نیک نہاد کو قتل کیا اور زمین شور میں انکو سولی پر چڑھایا راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد نے یزید پلید کو خط
لکھا اور قتل حسینؑ اور اہلبیت حسینؑ کی اطلاع دی اور ایک خط بنام عمرو بن سعد بن عاص کو کہ جو حاکم مدینہ تھا اسی مضمون
کا لکھا لیکن جبکہ یہ خبر عمرو کو پہنچی تو منبر پر گیا اور روبروئے اہل مدینہ خطبہ پڑھا اور اس واقعہ جانکاہ سے سبکو مطلع کیا
پس بنی ہاشم میں شور فریاد و بکا بلند ہوا اور مجلس مصائب و ماتم برپا کی اور زینب بنت عقیل ابن ابیطالب امام حسینؑ
پر روتے اور یہ اشعار فرماتی تھیں ؎ ماذا تقولون ان قال النبی لکم ؛ ماذا فعلتم و انتم آخر الامم
بعترتی و باھلی بعد مفتقدی ؛ منھم اساری و منھم ضرجوا بدم ؛ ما کان ھذا جزائی اذ نصحت لکم ؛ ان تخلفونی
یعنی اے گروہ اشقیا کیا جواب دوگے اگر رسول خدا تم سے پوچھینگے کہ تم لوگ تو میری امت میں سے تھے تم نے میری
عترت اور میری اہلبیت سے میرے بعد کیا سلوک کیا کہ بعض کو اسیر زندان اور بعض کو خاک و خون میں غلطاں کیا یہ میری
ہدایت و نصیحت کی جزا نہ تھی کہ میرے ذوی القربیٰ سے بہ بدی پیش آؤ ۔ راوی کہتا ہے کہ جب رات ہوئی تو اہل مدینہ
نے سنا کہ ہاتف باواز بلند ندا دیتا ہے ؎ ایھا القاتلون جھلا حسینا ؛ ابشروا بالعذاب و التنکیل

کل اہل السماء یدعوا علیکم ۔ من نبی ومرسل وقتیل ۔ قد لعنتم علی لسان ابن داؤد
وموسیٰ وصاحب الانجیل: اے وہ لوگو کہ جنہوں نے جہالت سے جناب امام حسینؑ کو قتل کیا بشارت ہو انکو عذاب ابدی
اور عذاب اخروی کی اور تمام اہل آسمان اور انبیاء اور مرسلین اور قبائل ملائکہ تم پر لعنت کرتے ہیں اور تم سب ملعون
ہوئے بزبان حضرت داؤد اور جناب موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور لیکن یزید بن معاویہ کو جب عبیداللہ
کا خط پہنچا اور اسکے مضمون پر واقف ہوا تو اسکو جواب لکھا اور اسمیں حکم کیا کہ سر امام حسینؑ اور سر تمام انصار حسینؑ کے مع متاع
ومال اور نسوان وعیال آنحضرت میرے پاس بھیجدے پس ابن زیاد نے مخضر بن ثعلبہ عائذی کو بلایا اور سرہائے
شہدا اور اسیران آل عبا اور نسوان شہید کربلا کو اسکے سپرد کیا پس مخضر شام کیطرف انکو اس حال سے لیچلا کہ جیسے قیدی کفار
کے ہوتے ہیں کہ انکے چہرہ ہائے نورانی کو اہل شہر دیکھتے تھے معمر ابن لہیعہ وغیرہ نے ایک حدیث کی روایت کی ہے
مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم اس حدیث میں سے ضرورت کیموافق اس مقام پر لکھتے ہیں راوی کہتا ہے کہ میں خانہ کعبہ کا
طواف کرتا تھا پس ناگاہ میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ دعا مانگتا ہے کہ بار الہا مجھے بخشدے اور مجھے یقین نہیں کہ تو مجھے
بخشے میں نے اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا ایسی بات خدا سے نہ کہہ اسلئے کہ اگر تیرے گناہ مثل قطرہ ہائے باراں اور
برگ ہائے درختاں ہوں پس خدا سے استغفار کرے تو وہ بخشدیگا اسلئے کہ وہ غفور الرحیم ہے راوی کہتا ہے کہ اسنے
مجھسے کہا کہ تو میرے قریب آ کہ میں اپنا قصہ تجھسے بیان کروں پس میں اسکے پاس گیا اس نے کہا کہ ہم پچاس آدمی تھے
کہ جو سر امام حسینؑ لیکر شام کو گئے تھے پس جب ہم کو شام ہوتی تو سر امام مظلوم صندوق میں رکھ دیتے اور صندوق کے
چاروں طرف بیٹھکر شرابخواری میں مصروف ہوتے تھے پس ایک روز میرے تمام ہمراہیوں نے شراب پی اور نشہ
میں چور ہو گئے اور میں نے بھی انکے ساتھ شراب پی پس جب کچھ رات گذری تو میں نے رعد وبرق کی آواز سنی
ناگاہ میں نے دیکھا کہ درہائے آسمان کھل گئے اور حضرت آدمؑ ونوحؑ وابراہیمؑ واسمٰعیلؑ واسحاقؑ اور ہمارے نبی محمدؐ
مصطفےٰ صلعم نازل ہوئے اور انکے ساتھ جبرئیل اور گروہ ملائکہ کا تھا پس حضرت جبرئیل صندوق کے قریب گئے
اور سر امام صندوق سے باہر نکالا اور اپنی چھاتی سے لگالیا اور بوسہ دیا پھر اسیطرح تمام انبیا نے بوسہ دیا اور
چھاتی سے لگایا اور جناب رسالتمآب اپنے نور عین کے سر پر رونے لگے اور تمام انبیا نے انکو پرسا دیا اور آنحضرت
سے جبرئیل نے عرض کیا یا محمد اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں آپکی امت کے بارہ میں آپکی اطاعت

کردوں پس اگر آپ مجھے حکم فرماویں تو زمین پر زلزلہ غالب کردوں اور زیر و زبر کردوں جیسے کہ قوم لوط کی بارہ میں
کیا گیا تھا پس حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل ایسا نہ چاہیئے اسواسطے کہ یہ لوگ میرے ساتھ مقام حساب میں پروردگار
کے سامنے بروز قیامت کھڑے ہونگے پھر اور ملائکہ ہماری طرف آئے تاکہ وہ ہمکو قتل کریں پس میں نے کہا کہ
الامان الامان یا رسول اللہ پس حضرت نے فرمایا کہ دور ہو خدا تجھے نہ بخشے اور مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے
کتاب تذئیل میں دیکھا کہ جو مصنفہ محمد بن نجار شیخ المحدثین بغدادی نے ترجمہ میں علی بن نصر شبو کی انکی اسناد سے لکھا ہے
کہ اس حدیث میں یہ الفاظ اور زیادہ ہیں راوی کہتا ہے کہ جب امام حسینؑ قتل ہوئے اور انکے سر انور کو لئے جاتے تھے
اور جب قیام کرتے تو شراب خواری میں مصروف ہوتے تھے اور سر امام مظلوم انکے روبرو رکھ دیتا تھا ناگاہ ایک
ہاتھ برآمد ہوا اور لوہے کے قلم سے وہاں کی دیوار پر یہ شعر لکھا ہے ؎ اترجوا امۃ قتلت حسینا ۔ شفاعۃ
جدہ یوم الحساب یعنی آیا وہ گروہ امید رکھتا ہے جسنے امام حسینؑ کو شہید کیا ہے کہ انکے جد انجد
گروہ کی شفاعت کرینگے راوی کہتا ہے کہ جب یہ قصہ اون لوگوں نے سنا تو سر امام حسین چھوڑ کر بھاگ گئے راوی کہتا
ہے کہ بعض اشقیا انھیں سے سر امام حسینؑ اور مخدرات عصمت و طہارت اور جو مردان اہلبیتؑ کے قیدی تھے لیکر روانہ ہوئے
پس جب قریب دمشق پہنچے تو جناب ام کلثوم قریب شمر کے گئیں کہ وہ شقی اپنے لوگوں میں تھا پس جناب ام کلثوم
نے فرمایا کہ مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے پس وہ بیحیا بولا کہ کیا حاجت ہے جناب ام کلثوم نے فرمایا کہ جب ہمکو اس شہر
میں داخل کرنا تو ہمیں اسی راہ سے لیجانا تاکہ جدھر تماشائیوں کا مجمع کم ہو اور حکم کر کہ سرہائے شہدا ہمکو سے آگے
رکھیں اور ہم سے علیحدہ لیچلیں اسواسطے کہ تماشائیوں کی کثرت سے ہم ذلیل ہو گئے اسلئے کہ ہم اسوقت ایسے حال سے
ہیں پس اس ولد الحرام نے ازراہ عناد و بغاوت و کینہ و ضلالت ان مظلومہ کے جواب میں یہ حکم دیا کہ سروں کو نیزوں پر
بلند کرکے انکے محملوں کے بیچ میں لیچلو اور اہلبیتؑ کا قافلہ اسی راہ سے لیگئے کہ جدھر تماشائیوں کی کثرت تھی
یہانتک کہ وہ دروازہ دمشق پر پہنچے اور جو راستہ کہ دروازہ مسجد جامع پر جاتا تھا کہ جہاں قیدی آکر ٹھیرا کرتے تھے
امام حسینؑ کے اہلحرم کو بھی وہیں ٹھیرایا پس مروی ہے کہ کوئی شخص فضلائے تابعین سے تھا جب سر امام حسینؑ
کا اسنے شہر شام میں دیکھا تو اپنے اصحاب سے ایک مہینہ پوشیدہ رہا جب لوگوں نے اسکو پھر دیکھا تو اسکا سبب دریافت
کیا تو اسنے کہا کہ آیا تم نہیں دیکھتے کہ پھر کیا سانحہ عظمی واقع ہوا پھر اسنے چند شعر انشا کئے ؎ جاؤا براسک

یا من بنت محمد ؛ مترملا بدمائہ ترمیلا یعنی سر انور تیرا اے فرزند بنت رسول خاک و
خون میں آلودہ لائے ہیں ۔ وکانما بک یا من بنت محمد ؛ قتلوا جہارا عامدین رسولا
اور گویا کہ اے سبط رسول تمہارے قتل کرنے سے علانیہ عمداً جناب رسولخدا صلعم کو قتل کیا ۔ قتلوک عطشانا و
لما یرقبوا ؛ فی قتلک التاویل والتنزیلا اور تجھکو بالب تشنہ قتل کیا اور تیرے قتل میں تاویل و تنزیل
کا خیال نہ رکھا ۔ ویکبرون بان قتلت وانما ؛ قتلوا بک التکبیر والتہلیلا
اور اشقیا تکبیریں کہتے ہیں بسبب آپکے قتل کے اور حالانکہ آپکے قتل کرنے سے تکبیر و تہلیل کو قتل کر ڈالا یعنی دین اسلام
کو منہدم کر دیا ۔ راوی کہتا ہے کہ ایک مرد پیر قریب اہل حرم اور عیال حسینؑ کے آیا جبکہ اہلبیت دروازہ مسجد پر کھڑے ہوئے تھے
اور کہا کہ شکر ہے اس خدا کا کہ جسنے تم کو ہلاک کیا اور تمہارے مردوں کے قتل ہونے سے شہروں میں امن ہو گیا اور امیر المومنین
کو تم پر تمکن و غلبہ دیا پس علی بن الحسین علیہما السلام نے اس سے فرمایا کہ اے شیخ آیا تو نے قرآن پڑھا ہے اس نے کہا ہاں پڑھا ہے
امام زین العابدین نے فرمایا کہ آیا یہ آیت پڑھی ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
؛ یعنی اے محمدؐ کہو اپنی امت سے کہ میں تم لوگوں سے کچھ رسالت کی اجرت نہیں چاہتا مگر یہ کہ میرے اہلبیت کی
محبت رکھنا اس نے کہا کہ ہاں یہ آیت پڑھی ہے حضرت نے فرمایا کہ اے شیخ قربیٰ ہم ہیں آیا تو نے سورۂ بنی اسرائیل
میں پڑھا ہے وآت ذا القربیٰ حقہ اور اے محمدؐ اپنے قریبوں کا حق دیدو اس نے کہا کہ ہاں پڑھا ہے حضرت امام زین العابدینؑ
نے ارشاد فرمایا اے شیخ قربیٰ ہم ہیں آیا تو نے یہ آیت پڑھی ہے واعلموا انما غنمتم من شیئ فان
للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ یعنی اور جانو کہ جو چیزیں لوٹ میں لاؤ پس واسطے خدا و رسول اور
ذوی القربیٰ کے اسکا پانچواں حصہ مقرر ہے اسنے کہا کہ ہاں پڑھا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے شیخ قربیٰ ہم ہیں اور آیا
تو نے یہ آیت پڑھی ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
یعنی حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اہلبیت سے ناپاکی دور کرے اور تم کو کما حقہ پاک و پاکیزہ گردانے اس نے کہا کہ پڑھا ہے
پس امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے شیخ وہ اہلبیت ہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آیۂ تطہیر میں ہمکو مخصوص فرمایا ہے
راوی کہتا ہے کہ وہ مرد ساکت ہو گیا اور اپنے کلام پر نادم ہوا اور کہا کہ قسم بخدا کیا وہ لوگ آپ ہی ہیں پس علی
بن الحسینؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم بلا شک وہ ہم ہیں اور قسم بحق جد بزرگوار رسول مختار البتہ وہ ہم ہیں پس وہ مرد

پھر رونے لگا اور عمامہ سر سے اتار کر پھینک دیا پھر سوئے آسمان سر بلند کیا اور کہا کہ بار الہا میں تبرا کرتا ہوں دشمنان
آل محمدؐ پر جن ہوں یا انسان پھر اس نے جناب امام زین العابدینؑ سے عرض کیا کہ آیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے
حضرت نے اس سے فرمایا کہ ہاں اگر تو توبہ کریگا تو اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کریگا اور تو ہمارے ساتھ ہے پس اسنے
عرض کیا کہ میں توبہ کرتا ہوں پس یہ قصہ اس مرد پیر کا یزید بن معاویہ کو معلوم ہوا تو اس ولد الزنا نے حکم دیا کہ
اسکو قتل کریں پس اس مومن دیندار کو شہید کر دیا راوی کہتا ہے کہ پھر وہ اشقیا اصحاب اور امام حسینؑ کے اہل حرم کو
اور جو اہلبیتؑ سے باقی رہگئے تھے انکو دربار یزید پلید میں لائے اور انکا اسوقت یہ حال تھا کہ رسیوں میں جکڑے
ہوئے تھے پس جب اس حال تباہ سے یزید روسیاہ کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو علی بن الحسینؑ نے یزید سے
فرمایا کہ اے یزید تجھے خدا کی قسم تیرا کیا گمان ہے در بارہ رسول خدا صلعم اگر ہمکو اس حال سے دیکھیں پس یزید نے
حکم دیا کہ رسیاں اسیروں کی کاٹ ڈالو پس رسیاں کاٹی گئیں پھر سر امام حسینؑ کا اس ولد الحرام کے سامنے
رکھا گیا اور اہلبیتؑ کو اس لعین کے پیچھے بٹھلایا تاکہ سر کو نہ دیکھ سکیں پس امام زین العابدین نے اس سر اطہر کو دیکھ
لیا تھا تو اسکے بعد کبھی گوسفند تناول نہ فرمایا اور لیکن جب جناب زینبؑ نے اس سر کو دیکھا تو اپنا دست حق پرست
گریبان کی طرف بڑھا کر چاک کر ڈالا پھر باواز حزین ایسی روئیں کہ دلوں کو چاک کر دیا اور کہتی تھیں کہ یا حسیناہ
اے پیارے رسول خدا صلعم کے اے فرزند مکہ و منیٰ اے فرزند فاطمہ زہرا سیدۃ النساء اے فرزند دختر محمد
مصطفےٰ صلعم راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا جو شخص مجلس یزید میں حاضر تھا رونے لگا اور یزید ساکت تھا پس ایک
زن ہاشمیہ کہ جو یزید لعنۃ اللہ کے گھر میں تھی وہ اسطرح امام حسینؑ پر روتی تھی اور پکارتی تھی کہ یا حبیباہ
اے سردار اہلبیت اے فرزند محمد مصطفےٰ اے فریادرس بیوگان و یتیمان اے وہ شہید کہ اولاد زنا نے شہید
کیا راوی کہتا ہے کہ جسنے یہ نوحہ سنا رونے لگا پھر یزید نے ایک چوبدستی خیزران کی طلب کی اور اسکو
دندان امام حسینؑ پر لگاتا تھا پس ابو برزہ اسلمی اس ولد الزنا کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے وائے ہو
تجھپر اے یزید کیا تو اپنی چھڑی دندان حسینؑ پسر فاطمہ پر لگاتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ البتہ میں نے خود دیکھا
تھا جناب رسول خدا صلعم کو کہ دندان اس بزرگ کے اور انکے برادر نامدار امام حسنؑ کے چوستے تھے اور فرماتے تھے کہ
تم دونوں سردار جوانان اہل بہشت ہو پس قتل کرے اللہ تم دونوں کے قاتل کو اور اسپر لعنت کرے اور

اور تو جو دو عیاہے اسکے لئے جہنم اور کیا بری بازگشت ہے راوی کہتا ہے کہ یزید غضبناک ہوا اور انکے
نکالنے کا حکم دیا پس انکو دربار سے کھینچکر باہر نکالدیا اور یزید نے ابن زبعری کے اشعار اسوقت تمثلاً پڑھنا
شروع کئے ع لیت اشیاخی ببدر شھدوا ؛ جزع الخزرج من وقع الاسل کاش بزرگ میرے
کہ جو جنگ بدر میں مارے گئے دیکھتے بیتابی قوم خزرج کی بسبب پڑنے ہمارے نیزونکے ع فاھلوا واستھلوا
واستھلوا فرحا ؛ ثم قالوا یا یزید لا تشل پس خوشی وخرمی آوازیں بلند کرکے کہتے کہ اے یزید تیرے
ہاتھ شل نہ ہوں ع قد قتلنا القوم من ساداتھم ؛ وعدلناہ ببدر فاعتدل ؛
تحقیق کہ ہم نے قوم سادات کو قتل کرکے بدر کا بدلا لیا ہے ع لعبت آل ھاشم بالملک فلا خبر
جاء ؛ ولا وحی نزل ؛ بازی کی بنی ہاشم نے ساتھ ملک وسلطنت کے پس نہ کوئی
خبر آسمان سے آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی لست من خندف ان لم انتقم ؛ من بنی
احمد ما کان فعل ؛ میں قوم خندف سے نہونگا اگر اولاد احمد سے ان باتونکا انتقام نہ لوں جو انہوں نے ہمارے
ساتھ کیا تھا راوی کہتا ہے کہ زینب بنت امیر المومنین کھڑی ہوئیں اور فرمایا کہ شکر ہے خدا رب العالمین کا
اور درود اللہ کا اسکے رسول پر اور انکی تمام آل پر نازل ہو سچ فرمایا ہے اللہ تعالی نے کہ اسطرح سے کہا
ہے ثم کان عاقبۃ الذین اساؤا السوء ان کذبوا بآیات اللہ وکانوا بھا یستھزؤن یعنی پھر انجام
برا ہوا ان لوگونکا کہ جنہوں نے برے کام کئے اور آیات خدا کی تکذیب کی اور انپر استہزا کرتے تھے اے یزید تو
گمان کرتا ہے کہ جب تو نے ہم پر روے زمین اور آسمانکو تنگ کیا اور ہم کو اسیر کرکے مثل لونڈیوں کی تشہیر کیا
یہ امر ہمارے لئے باعث ذلت خواری کا نزدیک باری کے ہوا ہے اور تجھکو اس سے کچھ بزرگی حاصل ہوئی
ہے اور تحقیقکہ یہ امر سبب تیری قدر ومنزلت کا خدا کے نزدیک ہوا ہے پس تو نے کبر وغرور کیا اور تو
خوش ومسرور ہوکر اپنے پہلوؤنکو دیکھتا ہے جب دیکھا تو نے کہ دنیا تیرے لئے ہموار ہے اور امور مملکت فراہم
ومنتظم ہوگئے ہیں اور ہماری سلطنت ومملکت تیرے لئے خالص ہوگئی تامل وصبر کر کیا قول باری تعالے
کو بھول گیا ولا تحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیرا لانفسھم انما
نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین نہیں گمان کرکا فرونکو کہ ہم نے جو انکو مہلت دی

تاکہ گناہ زیادہ کریں اور اُنکے واسطے عذاب خوار و ذلیل کنندہ ہے اے فرزند غلامان آزاد شدگان کیا یہ
عدل ہے کہ اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردہ میں بٹھلاتا اور اولاد رسول کو قیدی بنا کر سر بازار پھراتا ہے اور تحقیق کہ
انکی ہتک حرمت کی اور چہرے انکے کھلے ہوئے ہیں اور تشہیر کیا دشمنوں نے انکو شہر بشہر اور نظر کرتے ہیں
انپر مسافر اور راہگیر اور دیکھتے ہیں انکو اشخاص بعید و قریب اور رذیل و شریف نہ انکا کوئی حامی انکے
ہمراہ تھا اور نہ کوئی مرد نہیں ہے انکا ناصر و مددگار تھا اور ان لوگوں سے کیونکر ایسی امید ہو کہ جنہوں نے
جگر برگزیدگان خدا کا چبایا اور خون شہدائے انکا گوشت بنا ہو اور کیونکر دیر کر سکتا ہے وہ شخص کہ جو ہم
اہلبیت کو بنظر بغض و خباثت اور کینہ و عداوت دیکھتا ہو اور پھر تو بکمال بیباکی اور فخر یہ کہتا ہے ؎

فاھلوا و استھلوا فرحا ۔ ثم قالوا یا یزید لا تشل یعنی اگر میرے بزرگ دیکھتے تو
خوش ہو کر صدائے تحسین بلند کرتے اور کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ خشک نہوں اور دندان ابی عبداللہ
الحسینؑ اور سردار جوانان اہل جنت پر اپنی چوبدستی لگاتا ہے اور تو کیونکر یہ اشعار نہ پڑھے حالانکہ تو نے
زخم اہلبیت کو تازہ کر دیا اور انکو بالکل نیست و نابود کر دیا بسبب خون بہانے ذریت محمد مصطفیٰ
اور ستارہائے زمین کے کہ جو اولاد عبدالمطلب تھے اور تو اپنے بزرگوں کو پکارتا ہے پس البتہ بہت جلد
تو بھی انکی جگہہ پر پہنچیگا اور اسوقت تو آرزو کریگا کہ کاش ہاتھ تیرے شل ہوتے اور زبان تیری گونگی
ہوتی اور جو کچھ کہ تو نے کہا ہے نہ کہا ہوتا اور جو کچھ کیا ہے نہ کیا ہوتا حقوق ہمارا انسے مواخذہ کر اور جو ہمپر ظلم کیے
انکا انتقام لے اور اپنا غضب نازل کر اس شخص پر کہ جسنے ہمارا خون بہایا اور ہمارے حامیوں اور
مددگاروں کو شہید کیا پس قسم بخدا تو نے اپنی کھال کو کاٹا اور اپنا ہی گوشت پارہ پارہ کیا اور ضرور
تو پیش رسالتمآب حاضر کیا جائیگا اور تیری گردن پر ذریت رسول کا خون ہوگا اور نیز انکی عترت طاہرہ
اور قرابت کی ہتک حرمت کا جبکہ اللہ تعالیٰ انکی پراگندگی کو جمع کریگا اور انکی پریشانی مبدل باجمعیت کریگا
اور انکے حقوق کا مواخذہ اور مطالبہ کریگا و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا
بل احیاء عند ربھم یرزقون یعنی اور نہ گمان کرو اُن لوگوں کو جو راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں
مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں اور پیش پروردگار رزق پاتے ہیں اور کافی ہے تجھکو خدا حاکم اور خصم محمدؐ

دشمن اور جبرئیل انکے معاون ہونگے اور عنقریب جانیگا وہ شخص کہ جسنے تجھکو بٹھلایا اور مومنین پر جسے تجکو حکم دیا ہے ظالموں کیلئے برا عوض ہے اور کون شخص تم میں سے بری جگہہ ہے اور ضعیف ہے از روے اعوان والنصار کے اگرچہ میری بسبب کثرت مصائب کے یہ نوبت پہنچی ہے کہ تجھسے خطاب کرتی ہوں لاکن تیری کوئی قدر میرے نزدیک نہیں اور تیری سرزنش کو دشوار اور ملامت کو ناگوار جانتی ہوں لیکن آنکھیں گریاں اور سینے بریاں ہیں آگاہ ہو کہ سراسر تعجب ہے بسبب قتل ہوجانے لشکر برگزیدگان کے دست ظلم پرست سے گروہ شیطان اور آزادکردگان کے پس تمہارے ہاتھوں سے ہمارا خون ٹپکتا ہے اور تمہارے منہ سے ہمارا خون نکلتا ہے اور ان اجسام طاہرہ اور پاک کی گرگہاے صحرا زیارت کرتے اور کفتار انکو خاک میں ملاتے ہیں اور البتہ تونے ہم کو اپنے لئے غنیمت ٹھیرایا ہے لیکن ہم کو اپنے لئے توبہت وبال پائیگا جبکہ تجھے کچھ حاصل ہوگا بجز اس کے کہ جو تونے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے ذخیرہ کیا ہے اور پروردگار عالم اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا پس میں خدا سے شکایت کرتی ہوں اور اسی پر اعتقاد اور بھروسہ ہے پس تو کید کر جہانتک تجھسے ہوسکے اور سعی کر جہانتک تجھسے سعی ہوسکے اور کوشش کر تو پس قسم بخدا تو ہمارا ذکر محو نہیں کرسکتا اور ہماری وحی نہیں مٹاسکتا اور نہ ہمارے شرف اور بزرگی کو پہنچ سکتا ہے اور نہ تو اپنے سے ننگ وظلم کو دور کرسکتا ہے اور تیری رائے خطا پر ہے اور تیرا زمانہ چند روزہ ہے اور تیری جمعیت عنقریب پریشان ہوگی جبکہ منادی پکاریگا الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین یعنی آگاہ ہو کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے پس شکر ہے اس خدا کا کہ جسنے ہمارے اول کا خاتمہ بسعادت ومغفرت اور ہمارے آخر کا خاتمہ بشہادت ورحمت کیا اور ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ انکے لئے ثواب کو کامل کرے اور زیادتی عطا فرمائے اور نیک سلوک کرے ہم سے خداوند عالم تحقیق کہ وہ رحیم و ودود ہے اور کافی ہے اللہ ہم کو اور کیا عمدہ وکیل ہے پس یزید نے یہ شعر پڑھا ؎ یا صیحۃ تحمد من صوائح ؛ ما اھون الموت علی النوائح یعنی کسقدر اچھا معلوم ہوتا ہے یہ نوحہ ان نوحہ گروں سے اور کسقدر مرگ آسان ہے نوحہ گروں پر راوی کہتا ہے کہ پھر یزید نے اہل شام سے مشورہ لیا کہ ان قیدیوں کے بارہ میں کیا کیا جائے پس سب نے کہا کہ ان کو اپنے پاس نہ رکھ اور نعمان بن بشیر نے کہا کہ

کفتار بمعنے بجو

جو رسول خدا ان کے ساتھ کرتے تھے تو بھی وہی کر پس ایک مرد شامی کی نظر جناب فاطمہ بنت حسینؑ پر
پڑی تو اس نے کہا کہ یہ لڑکی مجھے دیدے پس جناب فاطمہ نے اپنی پھوپھی سے کہا کہ اے پھوپھی جان
میں یتیم ہوگئی اب کیا میں کنیز اور خادمہ بنائی جاؤنگی جناب زینبؑ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا
اور نہ اس فاسق کو کچھ بزرگی ہے پس شامی نے کہا کہ یہ دختر کون ہے یزید نے کہا کہ یہ فاطمہ دختر حسین
ہے اور یہ زینبؑ دختر علی بن ابیطالب ہے شامی نے کہا کہ جو حسینؑ پسر فاطمہ و علی بن ابیطالب تھے
یزید نے کہا کہ ہاں پس شامی نے کہا کہ اے یزید خدا تجھ پر لعنت کرے تو نے اپنے نبی کی عترت کو قتل اور
انکی ذریت کو قید کیا قسم بخدا مجھے یہ گمان تھا کہ یہ روم کے قیدی ہیں پس یزید نے کہا کہ خدا کی قسم میں
تجھکو بھی انہیں سے ملحق کرونگا پھر بحکم یزید حرامی وہ مرد شامی قتل کیا گیا راوی کہتا ہے کہ یزید نے خطیب
کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ منبر پر جا کر حسینؑ اور انکے پدر بزرگوار صلوات اللہ علیہما کی مذمت کریں وہ
شقی منبر پر گیا اور مذمت امیر المومنین اور حسینؑ شہید اور مدح معاویہ اور یزید پلید میں حد سے زیادہ مبالغہ
کیا پس جناب علی بن الحسینؑ نے پکار کر فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر اے خطیب تو نے مخلوق کی رضامندی کے
لئے ناراضی خالق کو خرید کیا پس اے تو اپنے واسطے جگہ آتش جہنم میں مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اور
تحقیقکہ ابن سنان خفاجی نے مدح امیر المومنینؑ میں کیا عمدہ شعر کہا ہے ؎ اعلی المنابر معلنون
بسبه ٭ وبسیفه نصبت لکم اعوادہا یعنی منبروں پر تم لوگ شان امیر المومنینؑ میں کلمات ناسزا کہتے
ہو حالانکہ جو پائے منبر علیؑ کی تلوار سے نصب کئے گئے ہیں راوی کہتا ہے کہ یزید نے جناب علی بن الحسینؑ
سے اس روز وعدہ کیا کہ تمہاری تین حاجتیں پوری کرونگا پھر انکو ایسے مکان میں قید کیا کہ جہاں گرمی اور
سردی سے اماں نہ پا سکتے تھے پس اس مقام میں اسقدر قیام کیا کہ پوست انکے چہروں کے اتر گئے تھے
اور جبتک اس شہر میں ٹھیرے برابر امام حسینؑ پر روتے رہے جناب سکینہ فرماتی ہیں کہ جب ہمارے
قیام کو چوتھا روز ہوا تو میں نے ایک خواب طولانی دیکھا اسکے آخر میں ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے ایک
عورت کو دیکھا کہ ایک ہودج میں سوار ہیں اور ایک ہاتھ انکا انکے سر انور پر رکھا ہے میں نے کسی سے
پوچھا کہ یہ معظمہ کون ہیں مجھے جواب دیا کہ یہ فاطمہ دختر محمد مصطفےٰ صلعم تمہارے پدر بزرگوار کی والدہ ہیں

وقارہیں میں نے کہا کہ قسم بخدا میں انکے پاس ضرور جاؤنگی اور جو مصیبت مجھپر پڑی ہے اسے ضرور
عرض کرونگی پس میں بہت جلد دوڑکر انکی طرف چلی یہانتک کہ خدمت اقدس میں پہنچی پس میں انکے
سامنے جاکھڑی ہوئی اور میں روتی تھی اور کہتی تھی کہ اماں قسم بخدا ہمارے حقوق کا انکار کیا اے اماں قسم
بخدا ہماری جمعیت کو پریشان کیا اے اماں قسم بخدا ہماری حرمت کی رعایت نہ کی اے اماں قسم بخدا اے یزید
بزرگوار حسینؑ کو قتل کیا پس مجھسے جناب سیدہ نے فرمایا کہ اے سکینہ اپنا رونا موقوف کر تحقیقکہ تو نے میری رگ
دل کو قطع کردیا اور میرا جگر جلادیا یہ کرتا تیرے بابا حسینؑ کا ہے اسکو میں کبھی جدا نکرونگی تا اینکہ مع اسکے اپنے
پروردگار سے ملاقات کروں اور ابن لہیعہ نے ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ مجھسے راس
الجالوت نے ملاقات کی پس اس نے کہا کہ قسم بخدا مجھ میں اور حضرت داؤدؑ میں ستر پشت کا فاصلہ ہے اور جب
یہود مجھسے ملتے ہیں تو میری تعظیم کرتے ہیں اور تمہارے نبی کے فرزند اور نبی میں فقط ایک ہی پشت کا فاصلہ ہوا ہے
کہ تم نے انکے نور دیدہ کو قتل کرڈالا اور امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے آنحضرتؑ نے فرمایا کہ جب
سر امام حسینؑ کا یزید کے پاس آیا تو وہ شقی ہر روز مجلس شراب منعقد کرتا تھا اور سر امام حسینؑ منگواکر اپنے سامنے
رکھواکر شراب خواری میں مشغول ہواکرتا تھا پس ایک روز اسکے دربار میں ایک قاصد شاہ روم کا بھی کہ جو شرفا
اور عظمائے اہل روم سے تھا موجود تھا پس اسنے یزید سے کہا کہ تجھکو اس سر سے کیا غرض ہے پس اس قاصد نے
کہا کہ جب میں اپنے بادشاہ کے پاس جاؤنگا تو جن جن اشیا کو میں نے دیکھا ہے انکو مجھسے پوچھیگا پس
میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اسکو اس سر کے قصہ سے مطلع کروں کہ یہ کسکا سر ہے تاکہ وہ تیری خوشی وشادی
میں شریک ہو پس یزید نے کہا کہ یہ سر حسینؑ بن علی بن ابیطالب کا ہے پس اس قاصد نے کہا کہ اسکی ماں کا
کیا نام ہے یزید نے جواب دیا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم اس نصرانی نے کہا کہ تجھپر اور تیرے دین پر
وائے ہو میرا دین تیرے دین سے بہتر ہے تحقیقکہ میرا باپ اولاد حضرت داؤد علیہ السلام سے تھا
اور مجھ میں اور داؤد نبی میں بہت پشتوں کا فاصلہ ہے حالانکہ نصاریٰ اب بھی میری تعظیم کرتے ہیں اور
میری خاک قدم تبرکاً لیتے ہیں بسبب اسکے کہ میں نواسہ حضرت کا ہوں اور تم نے فرزند بنت رسول
کو قتل کیا حالانکہ اسمیں اور تمہارے نبی میں ایک ماں ہی کا فاصلہ ہے پس تمہارا کیا دین ہے پھر

سے کہا کہ آیا تو نے قصہ کنیسہ حافر کا سنا ہے یزید نے اس سے کہا کہ بیان کر تا کہ میں سنوں اس شخص نے
کہا کہ درمیان عمان اور چین کے ایک دریا ہے کہ مسافت اسکی ایک سال کی ہے اور اس میں کوئی
آبادی نہیں بجز ایک شہر کے کہ پانی کے درمیان آبادی ہے اور اسکا طول ہشتاد در ہشتاد فرسخ ہے
اور روئے زمین پر اس سے زیادہ بڑا کوئی شہر نہیں اور اس شہر سے کافور اور یاقوت آتا ہے اور
وہاں سے عود و عنبر نکلتا ہے اور وہ نصاریٰ کے قبضہ میں ہے اور بجز نصاریٰ کے وہاں اور کسی آدمی
کا دخل نہیں ہے اور اس شہر میں بہت سے عبادتخانے نصاریٰ کے ہیں کہ سب سے بڑا کنیسہ حافر ہے کہ
اس کی محراب میں ایک سونیکی قطی ہے کہ اسمیں ایک سم ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ سم اس جانور کا ہے
کہ جسپر ہمارے نبی حضرت عیسیٰ سوار ہوا کرتے تھے اور بدرستیکہ اس قطی کو چاروں طرف سے سونے
اور دیبا سے مزین کیا ہے اور ہر سال اسکی زیارت کیلئے ایک عالم نصاریٰ ساتھ جماعت کثیرہ
کے جاتا ہے اور اس قطی کا طواف کرتے ہیں اور اسکو بوسہ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حوائج
مانگتے ہیں یہ کیفیت اور ادب انکا بسبب اس سم کے ہے کہ جسپر یہ گمان ہے کہ یہ سم اس جانور کا ہے
کہ جسپر ہمارے نبی صلعم حضرت عیسیٰ سوار ہوا کرتے تھے اور تم نے اپنی نبی کے نواسہ کو قتل کیا پس خدا تعالیٰ
تو تم میں نہ برکت دے اور نہ تمہارے دین میں پس یزید نے حکم دیا کہ اس نصرانی کو قتل کرو تا کہ اپنے شہر
میں جاکر مجھے بدنام نکرے پس جب اس نصرانی کو معلوم ہوا کہ یہ ولد الزنا مجھے قتل کریگا تو یزید سے
پوچھا کہ کیا تیرا قصد میرے قتل کا ہے یزید نے کہا کہ ہاں اس نے کہا جان تو تحقیقکہ میں نے آجکی شب
خواب میں تیرے نبی کو دیکھا کہ مجھسے فرماتے ہیں کہ اے نصرانی تو اہل جنت سے ہے پس مجھے انکے ارشاد
ہدایت بنیاد سے تعجب ہوا اور اب بھی گواہی دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ
پھر وہ مرد دنیدار سر امام ابرار کیطرف دوڑا اور اپنے سینہ سے لگالیا اور بوسے لیتا تھا اور روتا تھا تا کہ
قتل ہوا راوی کہتا ہے کہ امام زین العابدین ایکبار دمشق کے بازار میں چلے جاتے تھے پس منہال ابن
عمرو سامنے سے ملے انہوں نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپنے کس حال سے شام کی یعنی مزاج کیسا ہے
حضرت نے فرمایا کہ ہم نے ایسی شام کی کہ جیسے بنی اسرائیل نے آل فرعون میں کہ وہ انکے مردوں کو

قطی بضم قاف و تشدید طا مہملہ

مار ڈالتے اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اے منہال تمام عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد صلعم عربی ہیں
اور قریش تمام عرب پر فخر کرتے ہیں کہ محمد صلعم ہم میں سے ہیں اور ہم گروہ اہلبیت کا یہ حال پہنچا کہ حقوق ہمارے
غصب کرلئے اور ہم کو قتل کیا اور پریشان و آوارہ وطن کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ
اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اے منہال ہم نے کس سختی میں شام کی خدا بھلا کرے شاعر کو جزائے خیر دے کہ کیا اشعار
کہے ہیں ؎ یعظمون له اعواد منبره و تحتها ارجلهم اولاده وضعوا ۔ بای حکم بنوه
یتبعونکم ۔ فخرکم انکم صحب له تبع ۔ یعنی جو ہمارے منبر کی تعظیم کرتے ہیں بسبب خطاب
رسالتمآب صلعم کے اور انکی اولاد و امجاد کو ضایع اور پامال کیا اور کس حکم سے آل رسول تم لوگوں کی متابعت
کریں حالانکہ بغایت فخر تمہارا یہ ہے کہ تم اصحاب اور تابعین نبی سے ہو اور ایک روز یزید نے علی بن
الحسین اور عمر بن الحسن کو بلایا اور عمر اسوقت صغیر السن تھے بنا بر بعض روایات کے گیارہ برس کا سن شریف
تھا پس یزید نے انسے کہا کہ آیا میرے بیٹے خالد سے تم کشتی لڑو گے عمر نے یزید سے کہا کہ نہیں بلکہ ایک
چھری مجھکو دے اور ایک چھری اسکو دے پھر ہم دونوں آپس میں لڑیں پس یزید لعین نے کہا ع
شنشنة اعرفها من اخزم ۔ هل تلد الحية الا حية ۔ یعنی یہ تمہاری موروثی
خصلت اور آبائی عادت ہے اور سانپ سے سانپ ہی پیدا ہوتا ہے اور علی ابن الحسین سے
کہا کہ مجھسے تین حاجتیں اپنی بیان کرو کہ میں نے تم سے انکے پورا کرنے کا وعدہ کیا تھا امام زین العابدین
نے اس سے فرمایا کہ اول حاجت یہ ہے کہ مجھکو میرے سردار و مولا اور پدر بزرگوار حسین ابن علی کا
سر انور دکھلا دے کہ میں اس کی زیارت کروں اور دیکھ لوں اور رخصت ہو لوں اور دوسری
حاجت یہ ہے کہ جو اسباب ہمارا لٹ گیا ہے وہ ہم کو واپس کردے اور تیسری حاجت یہ ہے کہ
اگر تیرا عزم میرے قتل کا ہو تو ان عورتوں پر کسی کو مقرر کر کہ انکو انکے جد بزرگوار کے حرم محترم میں پہنچادے
پس یزید نے کہا کہ تم اپنے باپ کا سر کبھی نہ دیکھو گے اور لیکن تمہارے قتل سے میں درگذرا اور تم کو
معاف کیا اور لیکن عورات کو بجز تمہارے اور کوئی مدینہ میں نہیں پہنچا سکتا اور جو اسباب تمہارا
غارت ہوگیا ہے میں انکی دو چند قیمت سے اس کا معاوضہ کردونگا پس امام زین العابدین نے

فرمایا کہ مجھے تیرے مال کی خواہش نہیں وہ مال تجھکو ہی مبارک رہے مگر جو اسباب ہمارا لٹ گیا ہے
وہ اس وجہ سے چاہتا ہوں کہ اس میں ایک چرخہ میری جدہ ماجدہ فاطمہ بنت محمد صلعم کا ہے اور ایک
مقنعہ و تعویذ کا مالا اور ایک کرتہ ہے پس یزید نے حکم دیا کہ یہ چیزیں واپس کر دی جاویں اور دو سو دینار
اپنی طرف سے اسپر اضافہ کئے پس امام زین العابدین علیہ السلام نے انکو لیا اور فقراء مساکین پر
تقسیم کر دیا پھر یزید پلید نے حکم دیا کہ قیدیوں اور اسیران اولاد بتول کو انکے وطن مالوف مدینہ
رسول میں پہنچاؤ لیکن سر امام حسین علیہ السلام کے بارہ میں مروی ہے کہ اس کو لاکر کربلا میں جسم
شریف سے ملا کر دفن کیا اور گروہ شیعہ کا اس حدیث پر عمل ہے اور اور روایات بھی کہ جنمیں
اختلاف کثیر واقع ہے سوا اس روایت کے وارد ہوئے ہیں کہ ہم نے انکو ترک کر دیا تاکہ جو مینے
شرط اختصار کتاب کی کی تھی وہ فسخ نہ ہو جائے راوی کہتا ہے اور جب کہ عورات اور عیال امام حسین
علیہ السلام شام سے واپس آئے اور عراق میں پہنچے تو جو شخص راہ بتانیوالا تھا اس سے اہلبیت امام
حسین نے فرمایا کہ ہم کو کربلا کی راہ سے لیچل پس جبکہ الحرم مقتل امام حسینؑ میں پہنچے تو وہاں جابر بن عبداللہ
انصاری اور گروہ بنی ہاشم اور چند مردان آل رسول کو پایا کہ یہ لوگ زیارت قبر امام حسینؑ کو وہاں
وارد ہوئے تھے پس یہ سب ایک وقت میں جمع ہوئے اور محزون و گریہ کناں اور سینہ زناں
ملاقات کی اور ایسا ماتم برپا ہوا کہ جگر زخمی ہو گئے اور اطراف و جوانب سے عورات آکر انکے ساتھ
ماتم میں شریک ہوئیں پس چند روز تک اسی حالت سے وہاں قیام کیا ابی جناب کلبی نے گچکاروں نے
روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم صحرائے کربلا میں شب کو نکلتے تھے پس نزدیک قتل گاہ کے
ہم سنتے تھے کہ جن امام مظلوم پر نوحہ کرتے اور کہتے تھے شعر مسح الرسول جبینه فله بریق فی
الخدود ؛ ابواه من علیا قریش جده خیر الجدود یعنی جبین مبارک امام حسین علیہ السلام
پر رسول خدا نے ہاتھ پھیرا پس رخسارہ مبارک امام حسینؑ پر روشنی چمکتی ہے والدین انکے بزرگان
قریش سے تھے اور جد امجد انکے بہترین اجداد تھے راوی کہتا ہے کہ پھر کربلا سے بارادہ مدینہ منورہ
روانہ ہوئے بشیر بن جزلم کہتا ہے کہ جب ہم قریب مدینہ پہنچے تو علی بن الحسین نے نزول اجلال

فرمایا اور اسباب اتروایا اور خیام نصب کئے گئے اور مخدرات عصمت و طہارت کو ان میں
ٹھیرایا اور فرمایا کہ اے بشیر خدا تیرے باپ پر رحم کرے کہ وہ تو شاعر تھا آیا تجھکو بھی اسمیں کچھ دخل
ہے میں نے کہا کہ ہاں یا ابن رسول اللہ صلعم میں بھی شاعر ہوں حضرت نے فرمایا کہ مدینہ میں جاؤ اور خبر
شہادت ابو عبد اللہ الحسینؑ سناؤ بشیر کہتا ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسکو دوڑاتا ہوا جبکہ
مدینہ میں داخل ہوا پس جبکہ میں مسجد نبوی میں پہنچا تو صدائے گریہ بلند کی اور میں نے یہ اشعار انشا کرکے
پڑھے ۔ یا اھل یثرب لا مقام لکم بھا ؛ قتل الحسین فادمعی مدرار ؛ یعنی اے مدینہ والو یہ مقام
رہنے کے لائق نہیں رہا کہ حسینؑ جگر گوشہ رسول الثقلین قتل ہوگیا پس آنسو میرے برابر جاری ہیں ۔
الجسم منه بکربلاء مضرج ؛ والراس منه علی القناة یدار ؛ جسم نازنین اسکا کربلا میں خاک و خون
آلودہ پڑا رہا اور سر اسکا نوک نیزہ پر بلند کیا گیا راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے کہا کہ اے مدینہ والو
یہ علی بن الحسینؑ مع اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے ہیں اور تمہاری طرف آئے ہیں اور تمہارے شہر کے
قریب اترے ہیں اور مجھکو حضرت نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تم کو انکی جائے قیام سے
خبر دوں راوی کہتا ہے کہ شہر مدینہ میں کوئی مخدرات پردہ نشین باقی نہ تھی کہ جو پردہ سے نکل
پڑی ہو اور ان سبھوں کا یہ حال تھا کہ بال بکھرے ہوئے اور منہ پیٹتی ہوئیں رخسارہ پر طمانچے مارتی
ہوئیں واویلا و اثبوراہ پکارتی تھیں پس میں نے اس دن سے زیادہ کبھی رونا نہیں دیکھا تھا اور
نہ اس دن سے زیادہ بعد وفات سرور کائنات کوئی روز مسلمانوں پر زیادہ تلخ تھا اور میں نے
سنا کہ ایک لڑکی امام حسینؑ پر اسطرح نوحہ کرتی تھی ۔ نعی سیدی ناع نعاه فاوجعا
وامرضنی ناع نعاه فافجعا ؛ یعنی خبر مرگ میرے سردار و آقا کی سنا کر مجھکو دردناک
اور مریض دردمند کر دیا ۔ فعینی جودا بالدموع واسکبا ؛ وجودا بدمع بعد دمعکما
معا ؛ علی من دھا عرش الجلیل فزعزعا ؛ فاصبح ھذا المجد والدین اجدعا ؛
پس اے آنکھ میرے برابر آنسو بہا اس شخص پر کہ جسکی مصیبت نے عرش جلیل کو بھی ہلا دیا اس بزرگ
کی شہادت سے مجد و دین ذلیل و خوار ہوا ۔ علی ابن نبی اللہ وابن وصیہ ؛

وان کان غاشا حفظ اللہ لہ استعاء آنکھ رو تو فرزند رسول وجگر گوشہ وصی نبی ہر اگرچہ
وہ فرزند رسول ہم سے بعید اور قبر مطہر انکی دور ہے پھر اس صاحبزادی نے فرمایا کہ اے خبر مرگ
سنانیوالے تو نے ماتم حسینؑ میں ہمارے حزن کو تازہ کردیا اور ہمارے زخموں کو چھیل دیا
حالانکہ وہ ابھی مندمل نہ ہونے پائے تھے تو کون شخص ہے خدا تجھپر اپنا رحم کرے پس میں نے
کہا کہ میں بشیر بن حذلم ہوں مجکو میرے مولا و آقا امام زین العابدین علیہ السلام نے بھیجا ہے اور
وہ جناب فلاں جگہ مع عیال ابی عبد اللہ الحسینؑ اور نسوان جگر گوشۂ رسول الثقلین اترے
ہیں راوی کہتا ہے کہ مجھے تو سب نے وہاں چھوڑا اور وہ تمام خدمت امام زین العابدین
علیہ السلام میں دوڑیں پس میں نے اپنا گھوڑا دوڑایا تاکہ میں جلد خدمت اہلبیت میں پہنچوں
پس میں نے اتنی کثرت دیکھی کہ تمام راستے اور مقام بھرے ہوئے تھے پس میں اپنے گھوڑے
سے اترا اور آدمیوں کے سر و گردن پر پاؤں رکھتا ہوا چلا یہاں تک کہ میں در خیمہ کے قریب پہنچا
اور امام زین العابدینؑ اسوقت خیمہ میں رونق افروز تھے پس حضرت خیمہ سے باہر تشریف لائے
اور انکے ہاتھ میں ایک رومال تھا کہ اس سے آنسو پونچھتے جاتے تھے اور پیچھے پیچھے ایک خادم
کرسی لئے ہوئے تھا پس حضرت کیلئے وہ کرسی بچھا دیگئی اور حضرت اس پر جلوہ گر ہوئے اور وہ
جناب گریہ ضبط نہ کرسکتے تھے اور آدمیوں کے جوش گریہ سے شور و خروش تھا اور ہر طرف سے
لوگ انکو پرسا دیتے تھے اور گریہ و بکا کی چاروں طرف سے آوازیں بلند تھیں پس حضرت نے
ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ سب خاموش ہو جاؤ تو جوش گریہ کم ہوا پس حضرت نے فرمایا کہ شکر ہے
خدائے رب العالمین کا کہ جو رحمٰن اور رحیم ہے اور روز قیامت کا مالک اور تمام مخلوقات کا
پیدا کرنیوالا ہے بلندی سموات سے بعید اور رازہائے مخفیہ سے قریب ہے شکر کرتا ہوں میں
بلاہائے عظیمہ اور مصائب زمانہ اور فجائع دردناک اور شورش مصائب گزندہ اور مصیبت
جلیلہ و عظمیٰ پر کہ جو طاقت بشری سے باہر اور اندوہناک کرنیوالی اور دشوار اور زینت دہ
نابود کرنیوالی تھی ایہا الناس تحقیقکہ شکر ہے اس خدا کا کہ جسنے ہم کو مصائب جلیلہ میں مبتلا کیا ۔

بعض نسخ میں یہ عبارت زیادہ ہے کہ [illegible] رونے لگیں [illegible] موتی ہی

رخنۂ عظیم اسلام میں واقع ہوا حضرت ابوعبداللہ الحسین مع اپنی عترت کے قتل ہو گئے اور انکی
عورتیں اور لڑکیاں مقید ہوئیں اور ان کے سر انور کو سنان پر رکھکر شہر بشہر تشہیر کرایا یہ وہ
مصیبت ہے کہ جسکے مقابل میں کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی ایہا الناس کون شخص تم میں سے
بعد قتل امام حسین علیہ السلام خوش ہوگا یا کونسا دل بسبب اس واقعہ جانکاہ کے محزون نہ ہوگا
یا کونسی آنکھ تم لوگوں کی آنسوؤں کو روکیگی اور رونے سے بخل کریگی تحقیقکہ آنحضرت کے قتل ہونے پر
ساتوں آسمان روئے اور دریا موج زن ہوئے اور ارکان آسمان اور اطراف زمین اور نباتات
درختاں اور ماہیاں دریا اور ملائکہ مقربین اور تمام اہل آسمان روئے ہیں ایہا الناس کونسا قلب
ہے کہ بسبب قتل ہونے سید الشہدا کے شق نہوا اور کونسا جگر ہے کہ جو حضرت کی طرف مائل نہو
یا کونسا کان ہے کہ یہ رخنہ جو اسلام میں واقع ہوا سن سکے ایہا الناس ہم آل رسول آوارہ اور بے وطن دیار
بدیار کوچہ بازار میں مثل اولاد ترک و کابل کے پھرائے گئے نہ ہم سے کوئی جرم ثابت ہوا نہ کسی
فعل ناجائز کے مرتکب ہوئے اور نہ ہم نے اسلام میں کوئی رخنہ ڈالا ہم نے ایسا سانحہ کبھی اپنے
آباؤ اجداد میں نہیں سنا تھا تحقیقکہ یہ دروغ تازہ اور بدعت بے اندازہ ہے قسم بخدا اگر جناب
رسولخدا صلعم ان لوگوں سے ہمارے قتل کے واسطے ایسی تاکید فرماتی کہ جیسی ہماری اطاعت
پر بتاکید وصیت فرمائی تھی تب بھی یہ لوگ اس سے زیادہ کیا کرتے جو ہمارے ساتھ عمل کیا ہے
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ہے اس مصیبت میں کسقدر عظیم و دردناک و سوزندہ و تلخ و
گرانبار و دشوار ہے جو جو مصائب ہم پر گذرے ہیں اور جو جو بلائیں ہم کو پہنچی ہیں انکی جزا خدا
ہی سے چاہتے ہیں کہ وہ عزیز قوی اور منتقم حقیقی ہے راوی کہتا ہے کہ ناگاہ صوحان بن صعصعہ
بن صوحان کہ جو زمین گیر اور مشلول تھے کھڑے ہو گئے اور جو مرض زمین گیری کا انکو عارض تھا
اس کا عذر کیا حضرت نے اس کا عذر قبول فرمایا اور اپنا حسن ظن اسکے بارہ میں ظاہر کیا اور فرمایا
کہ خدا تیرے باپ پر رحم کرے مصنف کتاب ہذا جناب سید علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن طاؤس
رضوان اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ پھر امام زین العابدین علیہ السلام معہ اہل و عیال مدینہ منورہ میں

ہوے اور اپنے قوم و قبیلہ اور اعزا و اقارب کے مکانات ملاحظہ فرمائے تو انکو دیکھا کہ بزبان
حال نوحہ کرتے ہیں اور آنسو بہا کر رنج ظاہر کرتے ہیں بسبب نہونے حامی اور مکیں کے اور انپر
ایسے روتے ہیں کہ جیسے عورت لبسر مردہ پر روتی ہے اور گویا وہ مکانات سوال کرتے ہیں
اپنے ساکنین سے اور انکے شہید ہو جانے سے انکا حزن ہیجان میں آتا ہے اور بسبب انکے
شہادت کی ندائی والثکلاہ بلند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے قوم رونے اور پیٹنے میں ہمارا ساتھ
دو اور ان مصائب جلیلہ پر ہماری مدد کرو بس تحقیق کہ جس قوم کے فراق میں ہم روتے ہیں اور
انکے کرم و اخلاق کی آرزو رکھتے ہیں کہ وہ لوگ شب و روز ہمارے انیس تھے اور ہماری
تاریکیوں میں اور اوقات سحر کے نور تھے اور طنابیں ہماری شرف و افتخار کے تھے اور ہماری
قوت مدد کی سبب تھے اور ہمارے شمس و قمر کی عوض و بدل تھے اکثر شبوں میں بسبب انکے
اکرام کے ہماری وحشت دور ہوتی تھی اور ہماری حرمت بسبب ان کے مضبوط ہوتی تھی
اور انکے مناجات سحر ہم سنتے تھے اور انکی امانت اسرار سے ہم کو نفع حاصل ہوتا تھا اور
بہت دنوں میری زمین کو اپنی محفلوں سے آباد رکھا اور میری مٹی کو اپنے فضائل سے
معطر کیا اور انکے آب باراں سے ہماری لکڑیاں سرسبز ہوئیں اور ان کی زیادتی سعادت
سے ہماری نحوست دور ہوئی اور بہت درخت انکی مناقب کے مجھ میں لگائے گئے اور
میری محل کے مصائب سے حراست کی اور بہت دنوں ان کی وجہ سے اور مکانات پر
اشرف رہے اور بہت دنوں لباس خوشی و خرمی پہنا اور مردان زمانہ نے میرے سایہ
میں بہت دنوں عیش کیا ہیں میری طرف تیر مرگ آنے لگے اور زمانہ غدار نے ان کے بارہ میں
تجھے حسد کیا ہیں وہ غریب الوطن اور آوارہ دشمنوں میں گھر گئے اور انکی انگلیوں کے قطع
سے مکارم و فضائل منقطع ہو گئے اور انکی محاسن و عادات مفقود ہو جانے سے مناقب
ثنا کی و درد ناک ہیں اور انکی اعضا کیساتھ انکے محاسن بھی زائل ہو گئے اور احکام بسبب
خالی ہونے انکی جگہ کے نوحہ کرتے ہیں پس فریاد ہے خدا سے کہ کس ورع اور پرہیزگاری

کا خون بہایا گیا اور کس کمال کا سر نگوں علم ہوا اور اگر کوئی اہل عقول سے میری اعانت
نہ کرے اس مصیبت جانکاہ میں پس میرے لئے مددگار ہیں ان سنتوں سے جو کہنہ ہو گئے
اور ان نشانہائے ہدایت سے جو محو ہو گئے پس تحقیق کہ وہ نوحہ کرتے ہیں پس اگر تم سنو کہ ان
لوگوں پر نماز کیونکر اپنی زبان حال سے نوحہ کرتی ہے اور خلوتیں ان کی کس طرح آرزو کرتی
ہیں مکارم کس قدر ان کے مشتاق ہیں اور بزرگوں کی مجالس کس قدر انکی خواہش رکھتے ہیں اور
محرابہائے مساجد ان پر روتے اور ناودان فوائد انکو پکارتی ہیں البتہ تم کو اس فریاد و شیون کا
سننا دردناک کریگا اور تم اپنی تقصیر اور کمی اس مصیبت میں کہ جو شامل حال ہے جانو گے
بلکہ اگر تم میری تنہائی اور انکسار کو دیکھو اور میری مجالس اور محافل پر نظر کرو تو ایسی حالت
دیکھو گے کہ جو دل صبور کو درد میں لاتی ہے اور سینہ میں حزن کو ہیجان میں لاتی ہے اور البتہ
میری بربادی پر تحقیق کہ شماتت کی ان مکانوں نے جو مجھ سے حسد رکھتے تھے اور مجھ پر قہر
بائی مصیبتوں نے پس کس قدر شوق اس منزل کی طرف ہے جس میں وہ حضرات ساکن ہوئے
اور جس مقام میں انہوں نے اقامت کی اور اس کو اپنا وطن قرار دیا کاش ہم انسان ہوتے
اور جان اپنی ان پر کھوتے اور انکی موت کو ان سے دفع کرتے اور اپنے تئیں ان کا حامی کرتے
اہل عداوت سے اور ان بزرگواروں سے تیر ہائے ظلم و ستم کو دفع کرتے پس کاش اگر یہ شرف
مجھے نصیب نہ ہوا تھا تو یہ فضیلت ہوتی کہ ہم محل انکی قبور طاہرہ کا ہوتے اور ان کے اجساد
طاہرہ ہم میں مدفون ہوتے تاکہ ہم ان کی حفاظت کرتے اور اس آتش فراق سے محفوظ رہتے
اور آہ آہ اگر ہم محل ان اجساد طاہرہ کے ہوتے تو ہر آئینہ ان کی حفاظت میں بہت سعی و
کوشش کرتے اور عہود و مواثیق قدیمہ پر ان کی بارہ میں وفا اور بعض حقوق سابقہ ان کے ادا
کرتے اور ان کی خدمت مثل بندۂ مطیع اطاعت کرتے اور ان کے رخسار ہائے پاکیزہ کیلئے
فرش اکرام و اجلال بچھاتے اور منتہائے آرزو ان کے بغلگیر ہونے سے حاصل کرتے اور اپنی
تاریکیاں ان کے نور سے منور و روشن کرتے پس کس قدر شوق ہے اس آرزو کی طرف

اور کس قدر قلق ہے بسبب غائب ہونے اپنے اہل اور ساکنوں کے پس ہر آرزو و شوق میرے آرزو و شوق سے کم ہے اور کوئی دوا ان کے وصال کی سوا میرے درد کی شفا نہیں پس ان کے فراق میں لباس حزن و اندوہ پہنا ہے اور نہ ان کے بعد سوائے درد و الم کے کوئی مونس ہمارا ہے اور ہم مایوس ہیں کہ اس مصیبت میں ہمیں صبر آئے اور اب صبر و قرار ہمارا حشر پر موقوف رہا ابن قطبیہ علیہ الرحمہ نے کیا خوب یہ اشعار کہے ہیں درانحالیکہ وہ انہیں مکانات پر روتے ہیں ۔ مررت علی ابیات آل محمدؐ فلم ار مثالہا یوم حلت ؛ میرا گذر مکانات آل محمدؐ پر ہوا پس میں نے ان کو ویسا اچھی حالت پر نہ پایا یعنی بسبب مصائب کے وہ متغیر ہو گئے ۔ فلا یبعد اللہ الدیار و اہلہا وان ؛ اصبحت منہم برغمی تخلت ؛ پس اللہ تعالیٰ جدا نہ کرے مکانوں کو اور ان کے اہل کو اگرچہ میری امید کے برخلاف یہ مکانات ان سے خالی ہو گئے ۔ الا ان قتلی الطف من آل ہاشم ؛ اذلت رقاب المسلمین فذلت ؛ آگاہ ہو تحقیق کشتہ ہائے عرصہ کربلا نے کہ جو نسل ہاشم سے تھے ذلیل کر دیا مسلمین کو ۔ وکانوا غیاثاً ثم اضحوا رزیۃ ؛ لقد عظمت تلک الرزایا وجلت ؛ اور وہ فریاد رس مظلوموں کی اب وہ بسبب انقلاب زمانہ کے باعث مصیبت ہو گئے اور کس قدر عظیم و بزرگ ہیں مصیبتیں ۔ الم تر ان الشمس اصبحت مریضۃ ؛ لفقد حسین والبلاد اقشعرت کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آفتاب بے نور ہو گیا بسبب شہید ہونے امام حسین علیہ السلام کے اور شہروں میں زلزلہ پڑ گیا ۔ فلیت الذی اہوای الیہ بسیفہ ؛ اصاب بہ یمنی یدیہ فشلت پس کاش وہ شخص کہ جس نے ان جناب پر تلوار لگائی اس کا دست راست شل ہو جاتا اے سننے والے ان مصائب کے تو بھی ہمدردی کر ان بزرگواروں کی جو حامل قرآن ہیں یعنی جسطرح وہ حضرات نوحہ و بکا کرتے ہیں تو بھی ان کی

طرح سے ماتم امام حسین علیہ السلام برپا کرے پس تحقیقہ منقول ہے کہ مولانا امام زین العابدین علیہ السلام بڑے حلیم تھے کہ ان کا حلم کوئی بیان نہیں کرسکتا باوجود اس حلم کے نہایت باکی تھے بسبب واقع ہونے اس بلا کے اور بہت اندوہ ناک رہتے تھے اور ان مصائب کی شکایت کرتے تھے پس امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ امام زین العابدین ع اپنے پدر بزرگوار پر چالیس برس روئے ہیں کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو نمازیں پڑھا کرتے تھے اور جب وقت افطار ہوتا تو غلام کھانا اور پانی لاکر سامنے رکھ دیتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے مولا نوش فرمائیے پس حضرت جواب میں ارشاد فرماتے تھے کہ فرزند رسول بھوکا شہید ہوگیا جگر گوشہ رسول پیاسا شہید ہوگیا پس تکرری فرماتے رہتے تھے اور روتے تھے تا اینکہ کھانا آنسوؤں سے تر ہوجاتا تھا اور اسی طرح پانی بھی آنسوؤں سے مل جاتا تھا پس ہمیشہ یہی حال رہا تا اینکہ عزوجل سے ملاقات کی اور حضرت کے غلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت صحرا کی طرف تشریف لیگئے اور میں بھی حضرت کے پیچھے پیچھے چلا پس دیکھا میں نے کہ حضرت نے ایک سخت پتھر پر سجدہ کیا پس میں ٹھیر گیا اور میں نے حضرت کے رونے کی آواز سنی اور میں نے گنا کہ ہزار مرتبہ سجدے میں کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِیْمَانًا وَّصِدْقًا

پھر سجدے سے سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ تمام ریش مطہر و چہرۂ انور آنسوؤں سے تر ہے پس میں نے عرض کیا کہ اے سید میرے کوئی زمانہ ایسا آئیگا کہ آپ کا حزن جاتا رہے اور رونے میں قلت ہو حضرت نے مجھسے فرمایا کہ خدا تجھپر رحم کرے بدرستیکہ حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم نبی اور فرزند نبی تھے اور ان کے بارہ فرزند تھے پس اللہ تعالٰی نے ان میں سے ایک غائب کردیا پس بسبب حزن و ملال کے سر سفید ہوگیا اور غم سے کمر جھک گئی اور رونے روتے نابینا ہوگئے حالانکہ ان کا

فرزند دنیا میں زندہ تھا اور ہم نے تو بچشم خود اپنے باپ اور بھائی اور ستر اہلبیت کو بخاک و خون غلطیدہ اور گلو بریدہ دیکھا پس میرا خون کیونکر جاتا رہے اور رونا کم ہو اور جناب مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں یہاں شہدا کی طرف اشارہ کرکے یہ اشعار کہتا ہوں ؎ من مخبر الملبسینا بانتزاحهم ؛ ثوبا من الحزن لا یبلی و لا یبلینا کون شخص ہے کہ جو خبر دے ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے فراق میں ہم کو لباس ماتم پہنایا ہے کہ جو خود کہنہ نہ ہوگا اور ہم کو کہنہ کردیگا یعنی یہ غم کبھی زائل نہ ہوگا ؎ ان الزمان الذی قد کان یضحکنا ؛ بقربهم صار بالتفریق یبکینا تحقیقکہ جو زمانہ بسبب ان کے تقرب کے ہم کو خوشحال رکھتا تھا اب ان کے متفرق ہونے سے ہم کو رلاتا ہے ؎ حالت لفقدهم ایامنا فغدت ؛ سودا و کانت لهم بیضا لیالینا متغیر ہو گئے بسبب ان کے معدوم ہو جانے کے دن ہمارے اور شبہائے روشن ہماری بسبب ان کے فراق کے تیرہ و تاریک ہوگئیں

٭

توثیق از جناب قدسی القاب سید الفقہاء الکرام سند العلماء الفخام عمدۃ المجتہدین زبدۃ المتفقہین البحر الزاخر و الفقیہ الماہر جناب سید محمد باقر صاحب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر و الزمان مدظلہم العالی

باسمہ سبحانہ

این کتاب مستطاب مسمیٰ بہ دمع ذروف در ترجمہ لہوف از مولفات فضائل و فواضل مآب عوارف و معارف آداب الفاضل الزکی و الفطن اللوذعی الالمعی سلالۃ المصطفین

المولوی السید محمد حسین صانہ اللہ عن کل شین وحباہ بما تقربہ العین بعض مقامات منظر فاخر فاتر این عبد خاسر عاثر رسید ماشاء اللہ بعنوان شائستہ نوشتہ اند و در مجمل حالات خامس آل عبا حضرت سید الشہدا علیہ آلاف التحیۃ والثنا کتابے است نجابت خوب و نہایت مرغوب بجہت مومنین علی الخصوص ذاکرین خیلے مفید و معین فجزاہ اللہ افضل الجزاء حباہ باہی الحباہ واسنی العطا و انا المذنب القاصر محمد ان الباقر عفی اللہ عنہ فی الیوم الآخر

نقل مہر

لا الٰہ الا اللہ القوی
عبدہ محمد باقر بن محمد
بن علی الرضوی

تقریظ از جناب مستطاب جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول نائب الامام علیہ السلام قدوۃ الانام مجتہد العصر والزمان جناب مولوی سید محمد حسین صاحب قبلہ و کعبہ و مجتہد مدظلہم العالی بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد جناب اقدس الٰہی و نعت نامتناہی حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ مومنین پاکین و عاشقان ذریت الطاہرین پر واضح و لائح ہو کہ کتاب مستطاب مسمی بہ **دمع ذروف** کہ بظاہر ترجمہ لہوف ہے مولفہ جناب فیض مآب اللمعی اللوذعی الاریح النقی ثمرہ شجرۃ السیادت والکمال شجرہ ثمرہ العلم والافضال القدسی النفاذ ذو الذہن الوقاد والرائے الصائب والفکر ناقب سلیل الاطائب المصون من الشین، جناب الحاج المولوی السید محمد حسین حفظ اللہ ورعاہ وعن عین الکمال وقاہ نظر نحیف سے مقامات مختلفہ گذرے واقعی یہ کتاب بطرز خوب با اسلوب مرغوب ہے اور الفاظ فصیح اور معانی رشیقہ اور عبائر واضحہ بلطف خوش بیانی لکھے ہیں قاری اور سامع اور کاتب کو جزائے خیر عطا کرے اور مولف کو زاد آخرت سے فجزاہ اللہ عنا وعن جمیع المومنین خیر الجزاء بمحمد وآلہ الانقیاء والاذکیاء صلوات اللہ علیہ وعلیہم کل صباح ومسا کتبہ بیمناہ الوازرۃ الداثرۃ خادم خدام الطاہرہ عبدہ السید محمد حسین لکھنوی دو فی کتابہ ثانی الآخرہ **توثیق**

لا الٰہ الا اللہ محمد حسین علی بن حسین

از جناب شریعت انتساب العالم العامل والفاضل الکامل شمس الضحٰے بدر الدجے فلک العلی علم الہدیٰ جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ کاشف الرموز الاصولیہ والفرعیہ الحبر الذکی جناب سید محمد ہادی صاحب قبلہ وکعبہ مجتہد العصر والزمان مدظلہم العالی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین وصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین واہلبیتہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین کتاب مستطاب مسمی بہ دمع ذروف کہ ترجمہ کتاب لہوف سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ میباشد ونہایت درجہ معتبر ونہایت نہایت مختصر ومفید ست از مولفات جناب مستطاب فضائل مآب قدسی القاب جناب مولوی سید محمد حسین صاحب دام فضلہ بنظر حقیر رسید امید از مراحم الطاف الٰہی این ست کہ نفعش عام وفائدہ اش تام بشود فقط نقل دستخط حررہ الاثیم محمد ہادی رضوی ـ

تقریظ از جناب مستطاب فخر العلماء آیۃ اللہ فی العالم الاعظم حافظ دین مبین ناشر احکام متین مالک الملکات الملکیہ صاحب القوۃ القدسیہ عالم احکام ربانی جناب مرزا ابو القاسم صاحب قبلہ وکعبہ کاشانی دام ظلہم العالی بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والجنۃ للموحدین والنار للملحدین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین الی یوم الدین اما بعد پوشیدہ ومخفی مباد بر متدینین واہل المعرفۃ والیقین وشیعیان سید الوصیین وعزاداران شہداء مظلومین کہ تصنیف مالوف مسمی بہ دمع ذروف فی ترجمۃ اللہوف کہ از عالیجناب فضائل وفواضل مآب زبدۃ الاخیار نخبۃ الابرار سلالۃ الانوار اشرف الحاج والمعتمر زائر بیت اللہ وقبور ائمہ اطہار مولوی سید محمد حسین صاحب نوگانوی ست کہ از عربی ترجمہ باردو نمودہ برائے سہولت بیان وغیر عارفین ہاں لسان ترجمہ بسیار خوب خالی از نقص عیوب پس مناسب ست از برائے انسان کہ در مجالس ومحافل عزاداری شہداء کربلا این قرات فرمایند وکسب ثواب نمایند تا آنکہ قاری ومستمع اجور درزمرہ اشخاصیکہ امام بحق جعفر بن محمد الصادق فرمودہ من بکی او ابکی او تباکی وجبت لہ الجنۃ داخل شوند ودعائے خیر فرمایند برائے خود ومصنف وسائر مومنین ومخلص کہ طالب مغفرت اند برائے این عاصی سراپا تقصیر نمایند ـ انا الجانی مرزا ابو القاسم الکاشانی الاصل النجفی المسکن والمدفن انشاء اللہ تعالیٰ سبط المرحوم حجۃ الاسلام

فاضل دربندی طاب ثراہ

قرآن شریف

مترجم ترجمہ شیعہ المعروف بہ مستند ترجمہ جسکی لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے ٹیٹ روزمرہ
کی اردو زبان میں اس قرآن شریف کا ترجمہ کیا گیا ہے درحقیقت فی زمانہ اپنی
شان میں نرالا ہے جس کا ہدیہ علاوہ محصولڈاک بارہ روپیہ قسم دوم نو روپیہ بغیر ترجمہ والا
مجلد ایک روپیہ

تحفۃ الاحکام المعروف بہ تحفۃ العوام

شمس الواعظین علامہ قاری حافظ حاجی خواجہ فیاض حسین صاحب قبلہ کربلائی
کبیر الثوری [illegible] منصبیہ کے کل مجتہد مدظلہ العالی کے فتوی
[illegible] حجۃ الاسلام جناب آقای سید ابوالحسن صاحب قبلہ اصفہانی نجفی کے
اس کتاب میں درج کئے ہیں تاکہ مومنین و مومنات کو تقلید میں بھی آسانی ہے اور
اس کتاب کو تین حصص پر منقسم کیا ہے حصہ اول عبادات میں حصہ دوم مسائل و اعمال
اور معاملات میں حصہ سوم درود و وظائف و عملیات میں جنکی اتنی بڑی اور صاف عبارت رکھی
گئی ہے کہ بچہ سے لیکر بوڑھے تک اس کا مطالعہ بخوبی کر سکتا ہے اور ہر مسئلہ کو جو اس میں درج
ہے بخوبی سمجھ سکتا ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ ہے باوجود ان تمام خوبیوں کے
قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی صرف ایک روپیہ پانچ آنہ علاوہ محصولڈاک

رسالہ مستجاب الحج

مصنفہ جناب مولوی صاحب مذکورہ بالا یہ رسالہ حجاج کیواسطے نہایت عمدہ چیز
ہے اس میں تمام ارکان حج و زیارات ترتیب وار درج ہیں مثلاً زیارات مدینہ منورہ وغیرہ

کربلائے معلیٰ وغیرہ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ر

بحر المصائب

اس کتاب میں فضائل و مصائب حضرت معصومین صلواۃ اللہ علیہم درج ہیں ہر ایک روایت نہایت سچی اور دلخراش ہے یہ کتاب بحر المصائب جناب قبلہ مولوی امداد[illegible] صاحب مرحوم نے بڑی جانفشانی سے تصنیف فرمائی ہے جو حضرات چاہیں ایک جلد منگا کر ضرور ملاحظہ فرمائیں کاغذ و لکھائی و چھپائی نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب ہے قیمت علاوہ محصولڈاک دو روپیہ

بیاض ماتم

اس کتاب میں نہایت دردانگیز اور رقت خیز بالکل نئی طرز کے چیدہ چیدہ نوحے درج ہیں کاغذ و لکھائی و چھپائی اعلیٰ اور نہایت عمدہ ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۵ر

کربلائے ماتم

اس کتاب میں تخمیناً ساٹھ نوحہ جات درج ہیں عام اور خاص موقعہ پر پڑھنے کا بہترین ذخیرہ ہے کاغذ لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۷ر

ملنے کا پتہ

مینیجر کاظم بک ڈپو گلی باغ بھکاری گندہ نالہ دہلی